صبغة الله ومن احسن من الله صبغة ونحن له عابدون (بقره/۱۳۸)

(ہم پر) اللہ تعالی کا رنگ (چڑھا ہے) اور کس کا رنگ خوبصورت ہے اللہ کے رنگ سے ہم تو اسی کے عبادت گزار ہیں

قرآن وسنت کی روشنی میں

اور صحابہ کرامؓ، تابعین، اولیاء ومشائخین کے واقعات کے تناظر میں

انوار السالکین

از

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ پرتاب گڑھ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامتؒ جلال آبادی) بانی ومہتمم دار العلوم محمدیہ وخانقاہ رحیمی بنگلور

ترتیب

ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

ناشر

ادارہ اشاعت اسلام دیوبند سہارنپور یوپی

تفصیلات

نام کتاب	:	انوار السالکین
نام مؤلف	:	حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ
صفحات	:	۴۴۵
تزئین	:	امداداللہ ربانی ندوی
سن طباعت	:	۲۰۰۹ء
تعداد	:	
قیمت	:	

ملنے کے پتے

☆ دارالعلوم محمدیہ لائر پالیہ، نائنڈ ہلی، پوست، میسور روڈ بنگلور

☆ ادارہ اشاعت اسلام دیوبند

☆ مدرسہ عربیہ الحسنات الباقیات، جانسٹھ مظفرنگر

☆ مدرسہ مدینۃ العلوم شکاری پوری شیموگہ

فہرست

شمار	عنوان	صفحہ
۱	فہرست	۲
۲	یادگاررحیمی کوخراج عقیدت	۲۳
۳	خیابانِ خیال......حضرت مولانا ڈاکٹر محمد اظہار افسر اسعدی صاحب	۲۶
۴	عرفانی ربانیؒ......حضرت مولانا امداد اللہ ربانی ندوی صاحب	۳۲
۵	تقریظ......حضرت مولانا امام حسین صاحب رحمانی	۴۰
۶	تأثرات......حضرت مولانا حافظ امجد حسین صاحب کرناٹکی	۴۴
۷	تأثرات......حضرت مولانا اسحاق صاحب قاسمی	۴۶
۸	تقریظ......حضرت مولانا زکریا والاجائی صاحب	۴۸
۹	تأثرات......حضرت مولانا عبدالرحیم سعید رشادی صاحب	۵۰
۱۰	دل بات......ڈاکٹر فاروق اعظم قاسمی	۵۱
۱۱	قرآن مجید کی ستر آیاتِ مبارکہ	۵۴
۱۲	اللہ تعالی کے سواء تمہارا کوئی مددگار نہیں	۵۴
۱۳	وہی ایک خدا ہے	۵۴
۱۴	توحید ذاتی وصفاتی	۵۵
۱۵	وہ رب العالمین ہے	۵۵
۱۶	زندگی اور موت کتنی بار	۵۵
۱۷	جو تم کرتے ہو اللہ دیکھ رہا ہے	۵۶
۱۸	وہ تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہے	۵۶
۱۹	اللہ پر کوئی چیز مخفی نہیں	۵۶

شمار	عنوان	صفحہ
۲۰	تمہارے دلوں کے چھپے حالات کو جانتا ہے	۵۷
۲۱	اللہ تعالی سے مغفرت طلب کرو، وہ غفور رحیم ہے	۵۷
۲۲	وہ توّابین سے محبت کرتا ہے	۵۷
۲۳	اللہ تعالی صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے	۵۸
۲۴	وہ توکل کرنیوالوں سے محبت کرتا ہے	۵۸
۲۵	وہ پرہیزگاروں سے محبت کرتا ہے	۵۹
۲۶	وہ زیادتی کرنیوالوں سے محبت نہیں کرتا ہے	۵۹
۲۷	وہ ناشکرے بدکار سے محبت نہیں کرتا	۵۹
۲۸	اللہ تعالی کا رنگ سب سے زیادہ حسین ہے	۶۰
۲۹	تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا	۶۰
۳۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت خدا کا محبوب بنا دیتی ہے	۶۰
۳۱	حضور ﷺ کی نافرمانی کا نتیجہ توفیق الٰہی سے محرومی ہے	۶۰
۳۲	توکل کا اسلامی مفہوم	۶۱
۳۳	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے توبہ کی توفیق	۶۱
۳۴	نیک انسان کی صفات	۶۱
۳۵	انسان کی حقیقی منزل رضائے الٰہی ہے	۶۲
۳۶	نیکیوں میں سبقت لے جاؤ	۶۲
۳۷	پاکیزہ رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو۔	۶۳
۳۸	تقوی اختیار کرنے کا حکم	۶۳
۳۹	صبر اور تقوی بڑے حوصلے کا کام ہے	۶۳
۴۰	پیرو مرشد وسیلہ ہے	۶۴

شمار	عناوین	صفحہ
۴۱	ظاہری باطنی گناہ ترک کرنے کا حکم	۶۴
۴۲	اطاعت الٰہی سے تنگ دستی نہیں بلکہ فراخی آتی ہے	۶۴
۴۳	خدا کے نزدیک براکون ہے	۶۵
۴۴	اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ ڈالو	۶۵
۴۵	اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرو	۶۵
۴۶	مجاہدین کا درجہ	۶۶
۴۷	مومن کی دعا دنیا وآخرت کے لئے	۶۶
۴۸	اے اللہ ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا	۶۶
۴۹	دنیا میں باعزت زندگی گذارنے کا طریقہ	۶۷
۵۰	شرک کرنے والے کی مغفرت نہیں	۶۷
۵۱	گھریلو معاملات میں فضل واحسان کی تلقین	۶۸
۵۲	زکوٰۃ دینے والے متقی ہیں	۶۸
۵۳	پاکیزہ چیزیں راہ خدا میں خرچ کرو	۶۹
۵۴	شراب اور جوئے کی قطعی حرمت کا حکم	۶۹
۵۵	جوئے کی حرمت کی حکمت	۶۹
۵۶	شیطان تمہیں گمراہ کرنا چاہتا ہے	۷۰
۵۷	شیطان بدترین ساتھی ہے	۷۰
۵۸	اپنے حبیبؐ سے صحابہؓ کی سفارش	۷۰
۵۹	سب بیویوں سے حسن سلوک کا حکم	۷۱
۶۰	یہ دنیوی زندگی لہو ولعب زندگی ہے	۷۱
۶۱	اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں	۷۲

شمار	عناوین	صفحہ
۶۲	اہل ایمان کو بے وقوف سمجھتے ہیں	۷۲
۶۳	اتباع شیطان کی ممانعت	۷۲
۶۴	اللہ کے دین کا مذاق اڑانے والوں سے دوستی کی ممانعت	۷۳
۶۵	اللہ تعالیٰ سے ڈرو قیامت سے خوف کرو	۷۳
۶۶	بت تو مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے	۷۳
۶۷	کوئی کام کرنے کا ارادہ کرو تو انشاء اللہ کہو	۷۴
۶۸	اے ایمان والو! عبادت کرو اور نیک کام کرو	۷۴
۶۹	حلال روزی کھاؤ اور نیک عمل کرو	۷۴
۷۰	برائی کا بدلہ نیکی سے دو	۷۵
۷۱	مسجد میں داخل ہونے کے آداب	۷۵
۷۲	ماں باپ کی خدمت کا حکم	۷۵
۷۳	متقین کی صفات	۷۵
۷۴	کرامات اولیاء	۷۶
۷۵	اہل صبر اور متوکلین کو بہترین اجر	۷۷
۷۶	اہل ایمان شاداں فرحاں ہوں گے	۷۷
۷۷	محسنین کی صفات	۷۷
۷۸	تمہیں دنیا اور مکار شیطان دھوکہ میں مبتلا نہ کردے	۷۸
۷۹	آپؐ صبر فرمایئے اور صبح وشام تحمید وتسبیح کرتے رہیے	۷۸
۸۰	مبلغ اسلام کو نرم خو اور خوش گفتار ہونا چاہیے	۷۹
۸۱	ستر احادیثِ مبارکہ	۸۰
۸۲	ایمان کی سب سے افضل شاخ	۸۰

شمار	عناوین	صفحہ
۸۳	نجات والاکلمہ	۸۰
۸۴	ایمان کوتازہ کیسے کیا جائے؟	۸۱
۸۵	افضل الذکر	۸۱
۸۶	اس کلمے سے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔	۸۱
۸۷	اس کلمہ کا فائدہ لازمی ہے۔	۸۲
۸۸	ذلت سے بچنے اور عزت حاصل کرنے کا راستہ	۸۲
۸۹	اللہ اور رسولِ پاک سے محبت کی فضیلت۔	۸۳
۹۰	ایمان کی تکمیل کی علامت	۸۳
۹۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مبارکباد	۸۴
۹۲	ایمان کیا ہے؟	۸۴
۹۳	ایمان کی لذت	۸۴
۹۴	جہنم سے نجات کی ضمانت	۸۵
۹۵	حضور اکرم ﷺ کی شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار	۸۵
۹۶	مغفرت کی گیارنٹی	۸۵
۹۷	جس کے لئے جنت کے تمام دروازے کھلے ہیں۔	۸۶
۹۸	اللہ تعالی کی عظمت دل میں بٹھانے کا فائدہ	۸۶
۹۹	کامل ایمان ہونے کی علامت	۸۶
۱۰۰	ایمان کی حقیقت	۸۷
۱۰۱	ہر اچھی بری تقدیر پر ایمان	۸۷
۱۰۲	تقدیر لکھی جا چکی ہے	۸۸
۱۰۳	مجاہد کی حقیقت	۸۸

شمار	عناوین	صفحہ
۱۰۴	دنیا مؤمن کے لئے قیدخانہ ہے	۸۸
۱۰۵	نماز کی پابندی کرنیوالا جنتی	۸۹
۱۰۶	پنج گانہ نمازی غافل نہیں	۸۹۹
۱۰۷	رات کے آخری حصہ کی فضیلت	۸۹
۱۰۸	حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت	۹۰
۱۰۹	ائمہ اور مؤذنین کی فضیلت	۹۰
۱۱۰	مسجد میں آنے والے اللہ کے مہمان	۹۰
۱۱۱	نور کی بشارت	۹۱
۱۱۲	نمازیوں کے لئے دعائے مغفرت	۹۱
۱۱۳	نماز کی صف کی فضیلت	۹۱
۱۱۴	اللہ تعالی خوش ہوتے ہیں	۹۲
۱۱۵	سجدوں کی کثرت سے حضور ﷺ کی قربت	۹۲
۱۱۶	تہجد میں اٹھنے والے ذاکرین ہیں	۹۲
۱۱۷	دعوتِ دین کے اصول	۹۳
۱۱۸	دین کی سمجھ خدا کی نعمت ہے	۹۳
۱۱۹	علم سکھانے میں کنجوسی کرنا اللہ کو ناراض کرنا ہے	۹۳
۱۲۰	اللہ تعالی کی رضا اور مغفرت	۹۳
۱۲۱	آیاتِ شفاعت	۹۴
۱۲۲	تین سورتوں کی فضیلت	۹۴
۱۲۳	ایک سورۃ ایک ہزار آیت کے برابر	۹۴
۱۲۴	ذکر اللہ کی برکت	۹۵

شمار	عناوین	صفحہ
۱۲۵	نفاق سے برأت	۹۵
۱۲۶	محبوب کلماتِ مبارکہ	۹۶
۱۲۷	لقمۂ حلال اور شکر کی برکت	۹۶
۱۲۸	اللہ اکبر کی عظمت	۹۶
۱۲۹	غریب مومن کی فضیلت	۹۷
۱۳۰	انسانیت کا احترام	۹۷
۱۳۱	اللہ تعالیٰ کی بندہ سے محبت	۹۷
۱۳۲	مصیبتوں پر صبر اور صبر پر اجر	۹۸
۱۳۳	بیماری سے گناہ معاف ہوتے ہیں	۹۸
۱۳۴	دیانتدار تاجر کا مقام	۹۸
۱۳۵	تکبر کی نحوست	۹۹
۱۳۶	معافی اور بخشش کا ذریعہ	۹۹
۱۳۷	غصہ پر قابو پانے والا سب سے زیادہ طاقتور	۹۹
۱۳۸	حسنِ اخلاق کی دعاء	۱۰۰
۱۳۹	مومن مسلمان کی پہچان	۱۰۰
۱۴۰	زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کریگا	۱۰۰
۱۴۱	اللہ تعالیٰ کے قرب کا مستحق	۱۰۱
۱۴۲	جماعت کے ساتھ رہنا رحمت ہے	۱۰۱
۱۴۳	دنیا کی قیمت ایک مچھر کے برابر بھی نہیں۔	۱۰۱
۱۴۴	انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت	۱۰۲
۱۴۵	دین اسلام کی ترویج واشاعت	۱۰۲

شمار	عناوین	صفحہ
۱۴۶	گمنام بندے کا مقام	۱۰۲
۱۴۷	قتل کرنا کفر ہے	۱۰۳
۱۴۸	سب سے افضل عمل	۱۰۳
۱۴۹	بندے سے محبت خالق کی تعظیم	۱۰۳
۱۵۰	صلہ رحمی	۱۰۴
۱۵۱	عمر درازی کا نسخہ	۱۰۴
۱۵۲	مؤلف کا دردِ دل	۱۰۵
۱۵۳	کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کا نیاز مند ہے۔	۱۰۵
۱۵۴	انسان ایک شاہکار تخلیق ہے	۱۰۶
۱۵۵	انسانوں کی رہنمائی کے لئے رشد وہدایت کا اہتمام	۱۰۷
۱۵۶	تصوف اور معرفتِ الٰہی کا سرچشمہ بھی قرآنِ مجید ہے	۱۰۸
۱۵۷	سیرتِ طیبہ قرآنِ حکیم کی عملی تعبیر وتشریح	۱۰۹
۱۵۸	قرآنی تعلیمات کی اساس ہی توحید ہے	۱۱۰
۱۵۹	تصوف ومعرفت بھی حق تعالیٰ شانہ کی عظمت کے مظہر ہیں	۱۱۱
۱۶۰	کائنات کا ذرہ ذرہ توحید پر ایمان رکھتا ہے	۱۱۳
۱۶۱	کامل اسوہ حسنہ اور بہترین نمونہ عمل	۱۱۴
۱۶۲	انبیاء علیہم السلام کا وصف خاص اور عارف کی پہچان	۱۱۵
۱۶۳	اسلام عدل واحسان کا جامع ہے	۱۱۶
۱۶۴	حسنِ عمل کے بغیر نہ طریقت ہے نہ معرفت!	۱۱۷
۱۶۵	جو بھی نعمت تم کو حاصل ہے وہ منجانب اللہ ہے	۱۱۸
۱۶۶	ایثار وقربانی وہمدردی وغم خواری کا نام انسان ہے	۱۲۰

شمار	عنوان	صفحہ
۱۶۷	اللہ جلالہ	۱۲۲
۱۶۸	سالکین کے لئے عظیم نعمت	۱۲۹
۱۶۹	امام ربانی حضرت گنگوہیؒ کی تحریر	۱۳۲
۱۷۰	انسانو! رب کو پہچانو	۱۳۴
۱۷۱	خوف خدا سے محرومی کا نتیجہ	۱۳۶
۱۷۲	زندگی کا مقصد	۱۳۶
۱۷۳	دین آفاقی ہے	۱۳۷
۱۷۴	انسان مذہب کے صحیح تصور کو سمجھے	۱۳۷
۱۷۵	انسانوں کی رہنمائی کا بندوبست	۱۳۸
۱۷۶	اسلام کے علاوہ کوئی اور راہ حق نہیں	۱۳۹
۱۷۷	اللہ تعالیٰ کا رنگ	۱۴۱
۱۷۸	اسلام کا دامن رحمت	۱۴۲
۱۷۹	صبر اور اللہ کی یاد، دشمنوں کی ایذاؤں سے بچنے کا علاج	۱۴۲
۱۸۰	مومن کے لئے خطرہ کی چیز ہے	۱۴۳
۱۸۱	اپنے اہل وعیال اور متعلقین کو نماز کی تاکید اور اس کی حکمت	۱۴۵
۱۸۲	دوسروں کی حق تلفی خدا کی نعمتوں سے محرومی کا باعث ہے	۱۴۸
۱۸۳	محسنِ کائنات کا ادب	۱۵۴
۱۸۴	شیخ کے سامنے اونچی آواز میں کلام کرنا بے ادبی ہے	۱۵۶
۱۸۵	معرفتِ حق کی دو عجیب وغریب مثالیں	۱۵۸
۱۸۶	تصوف کی حقیقت اور اس کا ماخذ	۱۶۲
۱۸۷	حقیقی تصوف	۱۶۳

شمار	عنوان	صفحہ
۱۸۸	رضا بالقدر سے متعلق ارشادات خداوندی	۱۶۵
۱۸۹	سالک کیلئے حکمت کی باتیں	۱۶۶
۱۹۰	دعوتِ الی اللہ اور تربیت کے لئے نرم مزاجی ضروری ہے	۱۶۷
۱۹۱	مولانا عبدالرحمٰن قاسمی مدینہ منورہ	۱۶۹
۱۹۲	ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے	۱۷۰
۱۹۳	تصوف اخلاقِ نبوی کا پرتو	۱۷۳
۱۹۴	پاکی اور نفاست اسلام کا پسندیدہ عمل ہے	۱۷۵
۱۹۵	حضرت مولانا عبدالرحیم سعید رشادی بنگلور	۱۷۷
۱۹۶	حضرت مولانا محمد قاسم صاحب لندن	۱۷۸
۱۹۷	حضرت مولانا ارشد صاحب قاسمی لندن	۱۷۸
۱۹۸	حضرت مولانا یعقوب صاحب باغونوالی	۱۷۹
۱۹۹	حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خشیت	۱۸۰
۲۰۰	خواجہ نظام الملک طوسیؒ کی دینداری اور سخاوت	۱۸۱
۲۰۱	مشائخ کا سینے سے سینہ ملانا حضورؐ اور جبرئیلؑ کی سنت	۱۸۳
۲۰۲	اہل اللہ کے پاس دل کو سنبھال کر بیٹھو!	۱۸۴
۲۰۳	حضرت صفوان بن سلیم زہریؒ عارفین وعابدین کے بادشاہ تھے	۱۸۷
۲۰۴	حضرت صفوانؒ کی بے مثال ریاضت	۱۸۸
۲۰۵	حضرت صفوانؒ کی دنیا سے بے رغبتی	۱۸۸
۲۰۶	حضرت صفوانؒ عبادتِ الٰہی کے آخری درجہ پر فائز تھے	۱۹۰
۲۰۷	مصائب وآلام بھی نیک انسان کے لئے رحمت بن جاتے ہیں	۱۹۱
۲۰۸	ناصر الدین احمد صاحب ناصر الامت بن گئے	۱۹۳

شمار	عناوین	صفحہ
۲۰۹	نماز کے متعلق حضرت گنگوہیؒ کا حکیمانہ ارشاد	۱۹۴
۲۱۰	دامن کسی گناہ میں آلودہ نہ ہو، یہ تقویٰ ہے	۱۹۶
۲۱۱	شیخ مظہر خدا ہے، امام غزالیؒ	۱۹۸
۲۱۲	مرید کے لئے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے ارشادات	۱۹۸
۲۱۳	دل نرالی بستی ہے	۱۹۹
۲۱۴	عارفین ومحبین کے ہیں انداز نرالے	۲۰۰
۲۱۵	بے ادب بے نصیب باادب بانصیب	۲۰۲
۲۱۶	حضرت مولانا محمد حنیف صاحب مظاہری مدظلہ باغونوالی	۲۰۲
۲۱۷	محبت اور معرفت میں اخلاصِ عمل شرط ہے	۲۰۴
۲۱۸	دعوتِ الی اللہ میں حکمت ضروری ہے	۲۰۵
۲۱۹	حضرت عقبہ بن نافع کا دین سے محبت اور جذبہ جہاد	۲۰۷
۲۲۰	شریعت، معرفت اور طریقت؟	۲۰۹
۲۲۱	استقلال اللہ تعالی کی بڑی نعمت ہے	۲۱۰
۲۲۲	حضرت جنید بغدادیؒ کا واقعہ	۲۱۱
۲۲۳	حضرت مولانا اسحاق قاسمی بنگلور	۲۱۲
۲۲۴	حضرت عبدالقادر رائے پوریؒ کی اپنے شیخ سے محبت	۲۱۳
۲۲۵	اللہ رب العزت انسان کے دل اور عمل کو دیکھتے ہیں	۲۱۵
۲۲۶	آنکھ کا نور دل کا نور نہیں	۲۱۷
۲۲۷	مریدین کی شان اور حقیقت	۲۱۹
۲۲۸	خشیتِ الٰہی کے چھ نادر واقعات	۲۲۰
۲۲۹	سیدنا صدیق اکبرؓ کے دل میں خشیتِ الٰہی:۔	۲۲۰

شمار	عناوین	صفحہ
۲۳۰	حضرت عمرؓ کے دل میں خشیت الٰہی:۔	۲۲۰
۲۳۱	امام شافعیؒ کے دل میں خشیت الٰہی:	۲۲۱
۲۳۲	علی بن فضیلؒ کے دل میں خشیتِ الٰہی:۔	۲۲۱
۲۳۳	سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے دل میں خشیتِ الٰہی:۔	۲۲۱
۲۳۴	طریقت کے آداب	۲۲۲
۲۳۵	اللہ تعالی کی بے نیازی سے شیخ الہند کا خوف	۲۲۵
۲۳۶	خدمتِ خلق تصوف ومعرفت سے الگ نہیں	۲۲۷
۲۳۷	حضرت مولانا اسرار الحق قاسمی دہلی	۲۲۹
۲۳۸	شیخ سعدیؒ کو شیخ سہروردیؒ کی دو نصیحتیں	۲۳۰
۲۳۹	حضرت شیخ ابوعبداللہ اندلسیؒ کا عبرت آموز واقعہ	۲۳۱
۲۴۰	ایثار وقربانی انبیاء علیہم السلام کی صفات ہیں	۲۴۳
۲۴۱	ڈاکٹر قاری محمد محبوب رحمانی کلکتہ	۴۴
۲۴۲	صبر پر اولیاء کے اقوال	۲۴۶
۲۴۳	محبوب کی چیزیں بھی محبوب بن جاتی ہیں	۲۴۷
۲۴۴	محبّ العلماء حضرت مولانا محمد شمشاد قاسمی صاحب جدہ	۲۴۹
۲۴۵	تمام فرشتوں میں حضرت عزرائیل علیہ السلام سخت مزاج ہیں	۲۵۱
۲۴۶	دنیا میں تنگدستی کی حقیقت	۲۵۳
۲۴۷	ملک الموت ہر انسان کے قریب ہے	۲۵۴
۲۴۸	خدمت رضاء الٰہی اور حصول جنت کا ذریعہ	۲۵۶
۲۴۹	حضرت تھانویؒ کی نماز	۲۵۸
۲۵۰	ہرجائی مرید کو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی نصیحت	۲۵۹

شمار	عناوین	صفحہ
۲۵۱	عید کی نماز کہاں پڑھو گے؟ جنید بغدادیؒ کا مریدین سے سوال	۲۵۹
۲۵۲	انسان سے اللہ تعالیٰ کا ناصحانہ شکوہ	۲۶۱
۲۵۳	اللہ تعالیٰ کی حمد میں سالکین کے لئے ایک ثواب عظیم والی دعاء	۲۶۳
۲۵۴	بعض شعراء اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول ہوتے ہیں	۲۶۴
۲۵۵	قصیدۂ بردہ	۲۶۵
۲۵۶	شاعر اسلام ڈاکٹر اظہار افسر اسعدی مدظلہ بنگلور	۲۶۶
۲۵۷	مولانا امجد حسین حافظ کرناٹکی مدظلہ	۲۶۷
۲۵۸	ایسی پاکیزہ ہستیاں بھی امت میں گذری ہیں	۲۶۸
۲۵۹	حضرت امام اعظم کا ایثار	۲۶۹
۲۶۰	ایک سبق آموز واقعہ معاملات کی درستگی ہی دین ہے	۲۷۱
۲۶۱	عاشقِ رسول خواجہ اویس قرنیؒ کے زرین ملفوظات	۲۷۳
۲۶۲	لقمہ حلال کی علمی و عملی برکات	۲۷۵
۲۶۳	بزرگوں کی سادگی عشقِ خداوندی کا مظہر ہے	۲۷۹
۲۶۴	جامعہ ستاریہ فیض عبدالرحیم میں حاضری	۲۸۲
۲۶۵	طریقت میں بے ادبی بہت مضر ہے	۲۸۴
۲۶۶	بے ادب محروم ہو جاتا ہے	۲۸۵
۲۶۷	اجازت کی حقیقت	۲۸۵
۲۶۸	شیخ کامل الہام میں خیانت نہیں کرتا	۲۸۵
۲۶۹	اللہ تعالیٰ کے حضور عظمت کیسے ملتی ہے	۲۸۷
۲۷۰	کمالِ عبدیت کو اہل دل ہی سمجھتے ہیں	۲۸۹
۲۷۱	امام محمدؒ کی زبانی تصوف کا خلاصہ	۲۹۰

شمار	عناوین	صفحہ
۲۷۲	تصوف سراسر ادب کا نام ہے	۲۹۱
۲۷۳	دل کے اقسام	۲۹۱
۲۷۴	ایمان سے محروم دل:۔	۲۹۱
۲۷۵	متکبر دل:۔	۲۹۲
۲۷۶	اہل اللہ کی صحبت سے دل کی صفائی ہوتی ہے	۲۹۳
۲۷۷	محبت الٰہی حاصل کرنے کا طریقہ	۲۹۴
۲۷۸	اب تو اس دل کو ترے قابل بنانا ہے مجھے:۔	۲۹۴
۲۷۹	تصوف کا خلاصہ	۲۹۵
۲۸۰	اللہ تعالیٰ کو سخاوت محبوب ہے	۲۹۶
۲۸۱	تکبر حماقت سے ہوتا ہے:۔	۲۹۷
۲۸۲	خدا کو نہ پہچاننے والی قوم کبھی عاقل نہیں ہو سکتی:۔	۲۹۸
۲۸۳	بزرگوں کی توجہ بڑی دولت ہے:۔	۲۹۸
۲۸۴	تکبر کی نیت سے تواضع کا اظہار مذموم ہے	۲۹۸
۲۸۵	تکبر کی اصلاح	۲۹۹
۲۸۶	گستاخانہ کلمات کہنے کی مذمت	۳۰۰
۲۸۷	حضرت جابرؓ کی قلبی کیفیت	۳۰۰
۲۸۸	سالکین خدا تعالیٰ سے اس طرح پناہ مانگیں	۳۰۲
۲۸۹	پیر بھائیوں کے آداب	۳۰۳
۲۹۰	نفس اور روح دو الگ مقام ہیں	۳۰۸
۲۹۱	عقل اور خواہش نفس دو خادم ہیں	۳۰۸
۲۹۲	علم اور ایمان عقل کے دو نور ہیں	۳۰۸

شمار	عناوین	صفحہ
۲۹۳	دل کیا ہے؟	۳۰۹
۲۹۴	عافیت بہت بڑی چیز ہے	۳۰۹
۲۹۵	انسان کب افضل بنتا ہے	۳۰۹
۲۹۶	ذکراللہ سے ہی اطمینان حاصل ہوتا ہے	۳۱۰
۲۹۷	دل کے چھ خطرات	۳۱۰
۲۹۸	اچھے خطرات	۳۱۱
۲۹۹	عقل کا خطرہ	۳۱۱
۳۰۰	یقین کا خطرہ	۳۱۱
۳۰۱	دل پر محنت نہ ہوتو دل پتھر سے زیادہ سخت ہوجاتا ہے	۳۱۴
۳۰۲	شیخ ابوسعید گنگوہیؒ کوخرقہء خلافت کیسے ملا؟	۳۱۶
۳۰۳	بنی اسرائیل کے ایک عابد کی ریاضت اور مصائب پر صبر	۳۲۱
۳۰۴	گنگوہ کے اکابر ومشائخ اور وہاں گذرے ہوئے وقت کی کچھ یادیں	۳۲۳
۳۰۵	لفظ شریف نسبت مدنی ہے	۳۲۳
۳۰۶	شیخ نے جاگیر ٹھکرادی	۳۲۴
۳۰۷	مسجد عبدالنبی دہلی	۳۲۴
۳۰۸	حضرت قاری شریف احمد صاحبؒ اور دیگر اساتذہ کرام	۳۲۷
۳۰۹	دل کی سختی کا قرآن مجید میں ذکر	۳۲۹
۳۱۰	دل کے دو مؤکل	۳۳۰
۳۱۱	حضرت امام حسن بصریؒ کا قول	۳۳۰
۳۱۲	دل کے متعلق اقوال	۳۳۱
۳۱۳	حضرت عبداللہ ابن مبارک کے معرفت سے پُر اقوال	۳۳۱

شمار	عناوین	صفحہ
۳۱۴	کسب حلال کی برکات	۳۳۴
۳۱۵	معرفت کب حاصل ہوتی ہے؟	۳۳۶
۳۱۶	فکر کی گندگی اللہ کے ذکر سے دور کردیتی ہے	۳۳۶
۳۱۷	ہرانسان کے ساتھ ایک شیطان جن لگا ہوا ہے	۳۳۶
۳۱۸	شیطان سے بچنے والے پاکیزہ نقوش	۳۳۸
۳۱۹	قیامت کی چند علامتیں	۳۴۰
۳۲۰	اولاد بوجھ بن جائیگی	۳۴۰
۳۲۱	گرم بارشیں ہوں گی	۳۴۱
۳۲۲	راز فاش ہوں گے	۳۴۱
۳۲۳	جھوٹے کی تصدیق کی جائیگی	۳۴۲
۳۲۴	خائن شخص پر اعتماد کیا جائیگا	۳۴۲
۳۲۵	امانت دار شخص کو بدنام کیا جائیگا	۳۴۲
۳۲۶	قیادت کی کمان منافقوں کے ہاتھ میں ہوگی	۳۴۳
۳۲۷	تجارت پر فساق وفجار کا غلبہ ہوگا	۳۴۳
۳۲۸	محرابیں سجائی جائیں گی	۳۴۴
۳۲۹	دل بگڑ جائیں گے	۳۴۴
۳۳۰	ہم جنسی کا دور دورہ ہوگا	۳۴۵
۳۳۱	آبادیاں ویران اور ویرانے آباد ہوں گے	۳۴۵
۳۳۲	فتنے عام ہوجائیں گے	۳۴۶
۳۳۳	سودی معاملات عام ہوں گے	۳۴۶
۳۳۴	گانے بجانے کے آلات عام ہوجائیں گے	۳۴۷

شمار	عناوین	صفحہ
۳۳۵	خزانے عام ہو جائیں گے	۳۴۷
۳۳۶	شراب عام ہو جائیگی	۳۴۸
۳۳۷	پولیس والوں کی کثرت	۳۴۸
۳۳۸	عیب جوؤں کی کثرت	۳۴۹
۳۳۹	غیبت کی کثرت	۳۴۹
۳۴۰	اللہ کی رحمت ہی اصل ہے	۳۵۰
۳۴۱	نفس اور شیطان کے خلاف بڑا جہاد	۳۵۱
۳۴۲	شیطان سے جنگ	۳۵۱
۳۴۳	کافروں سے جہاد	۳۵۱
۳۴۴	شیطان سے جہاد	۳۵۱
۳۴۵	دونوں جہادوں میں فرق	۳۵۲
۳۴۶	شکر والی عبادت	۳۵۳
۳۴۷	مصیبت کے فائدے	۳۵۳
۳۴۸	رزقِ حلال تصوف کی اساس ہے	۳۵۴
۳۴۹	ادب کی لاجواب مثال	۳۵۵
۳۵۰	تمہارا ایمان ہرگز صحیح نہیں	۳۵۶
۳۵۱	سالکین طریقہ صدیقیؓ اپنائیں	۳۵۸
۳۵۲	شیخ مرید کو اس طرح بھی آزماتے ہیں!	۳۵۹
۳۵۳	بڑا تعویذ تو بزرگوں کی دعا ہے	۳۶۰
۳۵۴	علماء کا ادب ہر حال میں	۳۶۰
۳۵۵	محبوب کی ہر چیز سے محبت	۳۶۱

شمار	عناوین	صفحہ
۳۵۶	صوفی عالم زیادہ قابل تعظیم ہے	۳۶۲
۳۵۷	بخاری اور مسلم۔لطیفہ	۳۶۲
۳۵۸	دل و دماغ بھی خدائی عطا کردہ مشین ہے	۳۶۳
۳۵۹	شیخ کے پاس جانے کے لئے ہدیہ نہیں بلکہ خلوص چاہئے	۳۶۳
۳۶۰	اپنے شیخ کی نسبت کیا عقیدہ رکھنا چاہئے	۳۶۴
۳۶۱	اصلاح کا یہ بھی ایک نرالا انداز ہے	۳۶۴
۳۶۲	تقلید کی برکت سے تحقیق نصیب ہوجاتی ہے	۳۶۵
۳۶۳	بزرگوں کی نشست گاہ پر بھی انوار و برکات ہوتے ہیں۔	۳۶۵
۳۶۴	حب فی اللہ کے سبب ہدیہ میں نور	۳۶۵
۳۶۵	غیرتِ دینی اور استغناء	۳۶۶
۳۶۶	لطیفہ: مہین مولوی کا مطلب؟	۳۶۶
۳۶۷	رونے کی تین قسمیں	۳۶۶
۳۶۸	خلفاء و مجاز کی دو قسمیں	۳۶۷
۳۶۹	تعلق مع اللہ سے قلب کو صحت ملتی ہے	۳۶۷
۳۷۰	حضرت فریدالدین عطار کیسے عارف بنے؟	۳۶۸
۳۷۱	ذکر اللہ کس نیت سے کیا جائے؟	۳۶۸
۳۷۲	فاقہ تنگ دستی اور بیماری کے اسباب	۳۶۹
۳۷۴	جی ہاں! اس نیت سے بھی عطر لگایا جاتا ہے	۳۷۱
۳۷۵	اللہ کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ	۳۷۲
۳۷۶	سجدہ کا لطف	۳۷۲
۳۷۷	عارفین کے لئے قیامت کا دن نماز کے وقت کے برابر ہوگا	۳۷۳

شمار	عناوین	صفحہ
۳۷۸	دعا بہت بڑی نعمت ہے	۳۷۳
۳۷۹	اتباع سنت کی برکت سے جلد کامیابی	۳۷۳
۳۸۰	آج کل کے پیروں کی حالت طمع	۳۷۴
۳۸۱	مجاہدات وریاضات کا حاصل	۳۷۴
۳۸۲	آج کل کے مرید طالب جاہ ہوتے ہیں۔	۳۷۴
۳۸۳	حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی ایک اہم ملاقات	۳۷۵
۳۸۴	حضرت خطیب الاسلام میں دوخوبیاں دیکھی	۳۷۶
۳۸۵	حضرت مولانا مفتی محمد احسان صاحب قاسمی ندوی مدظلہ دیوبند	۳۷۷
۳۸۶	قاری محمد واصف صاحب دارالعلوم وقف دیوبند	۳۷۸
۳۸۷	حضرت مولانا امام حسین صاحب رحمانی بنگلور	۳۷۸
۳۸۸	وصول الی اللہ کیلئے اسلام شرط ہے	۳۸۰
۳۸۹	نفس سے دوری قربِ حق کی علامت	۳۸۰
۳۹۰	گریہ وزاری عارضی حالت ہے	۳۸۱
۳۹۱	نیک صحبت کی برکت اور اس کا نور	۳۸۱
۳۹۲	باطن سے متعلق لازم احکام	۳۸۴
۳۹۳	یہ چیزیں تربیت کے ذریعہ حاصل ہوتی ہیں	۳۸۵
۳۹۴	”علم تصوف“ کے بارے میں غلط فہمیاں	۳۸۶
۳۹۵	تصوف کے بارے میں دو تصرف	۳۸۶
۳۹۶	تصوف کا اصل تصور	۳۸۷
۳۹۷	سیکڑوں برس کی عبادت ایک گھونٹ پانی کا بھی بدل نہیں	۳۸۹
۳۹۸	رعب شفقت سے زیادہ ہوتا ہے	۳۹۳

شمار	عناوین	صفحہ
۳۹۹	کلمہء کفر کلمہء ایمان کی خاصیت کو باطل کردیتا ہے	۳۹۴
۴۰۰	حضرت جنید بغدادیؒ نے توحید کا سبق ایک عورت سے لیا	۳۹۶
۴۰۱	بروقت دین کا کام اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہیں	۳۹۷
۴۰۲	گناہوں کو ترک کرنے کا طریقہ	۳۹۸
۴۰۳	......کبھی صاحبانِ نسبت سے خالی نہیں رہے	۴۰۰
۴۰۴	صوفی کا کام خدمت خلق ہے	۴۱۰
۴۰۵	علوم ومعارف کے لئے انسان کو حریص بننا چاہئے	۴۱۱
۴۰۵	تمام علوم میں خدا کی معرفت موجود ہے	۴۱۲
۴۰۶	اچھی صحبت سے اخلاق سنورتے ہیں	۴۱۴
۴۰۷	زمانہ جاہلیت اور صحابہ کرامؓ کا غصہ	۴۱۵
۴۰۷	اولیاء اللہ کی نظر ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ پر رہتی ہے	۴۱۶
۴۰۸	حضرت گنگوہیؒ کی خصوصیات	۴۱۸
۴۰۹	شہر بنگلور کی ایک اہم شخصیت	۴۱۹
۴۱۰	حافظ سعید احمدؒ اللہ کے برگزیدہ بندوں میں تھے	۴۲۰
۴۱۱	حضرت منشی عبدالوحید صاحب مظفر نگر	۴۲۱
۴۱۲	قاری عبدالقدوس صاحب قاسمی سہارنپور	۴۲۲
۴۱۳	اللہ تعالیٰ کے حضور ستر دعائیں	۴۲۴
۴۱۴	ماٰخذ ومراجع	۴۳۹
۴۱۵	اقتباسات	۴۴۲

یادگار رحیمی کو خراج محبت

ملت ابراہیمی کے نقیب اور داعی، شیخ الحدیث، قدوۃ السالکین، رئیس الجامعہ

حضرت مولانا محمد حنیف صاحب مظاہری مدظلہ و جملہ اساتذۂ کرام

اور

یادگار رحیمی جامعہ اسلامیہ خادم العلوم باغونوالی بج مظفرنگر کی جانب

معرفت اور طریقت کے عنوان سے شائع ہونے والی معرکۃ الآرا تالیف

انوارالسالکین

کا انتساب اور ثواب معنون کرنے پر بارگاہ ایزدی میں شکرگزار ہوں کہ محض فضل خداوندی اور اساتذۂ کرام کی دعائے سحرگاہی سے یہ سعادت نصیب ہوئی۔

اسی مادر علمی کی نسبت سے اس ناکارہ کو نسبت رحیمی حاصل ہے اور اسی برکت سے رحیمی شفاخانہ

اور خانقاہ رحیمی، اور مجالس رحیمی کا وجود عمل میں آیا

وما توفیقی الا باللہ، اللہ سبحانہ وتعالیٰ قبول فرمائے، آمین

خاکپائے آستانہ حاذق الامتؒ

محمد ادریس حبان رحیمی

ابن الحاج محمد عمران انصاری چرتھاولی

خانقاہ رحیمی، دارالعلوم محمدیہ بنگلور

باسمہ تعالیٰ

کلمات مبارکہ

قدوس السالکین خطیب العصر حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی مہتمم دارالعلوم (وقف) دیوبند و نائب صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم.

امابعد! حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی مدیر دارالعلوم محمدیہ بنگلور کی تصنیف مفید ''انوارالسالکین'' نظرنواز ہوئی۔ مولف محترم جس وسیع ورقیع علمی، دینی، اور متصوفانہ ذوق تصنیف کے حامل ہیں، اس سے واقفیت رکھنے والے کو اس کی ندرت اور افادیت میں کسی تامل سے دوچار ہونا نہیں پڑے گا۔

''انوارالسالکین'' میں انسانی زندگی کے مختلف الانواع احوال وکیفیات کے بارے میں اسلامی تعلیمات وہدایات کو بڑے دلکش انداز میں جمع کیا گیا ہے۔ جو بذات خود صاحب تصنیف کے عملی اہتمام پر شاہد عدل ہے، اس لئے اس موقر کتاب کا مطالعہ صرف دینی معلومات میں اضافہ ہی نہیں بلکہ مصنفِ محترم کے اخلاص کی بدولت یقین ہے کہ توفیق کا وسیلہ بھی ثابت ہوگا۔

حق تعالیٰ مؤلف محترم کیلئے اس سراپا افادیت کتاب کو ذات آخرت فرمائیں۔
اور قارئین کیلئے وسیلۂ توفیق فرمائیں۔ آمین!

محمد سالم قاسمی مہتمم دارالعلوم (وقف) دارالعلوم دیوبند

۲۲/۲۰/۱۴۳۰ھ یوم جمعہ

باسمہ تعالیٰ

پیش لفظ

جسٹس حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب، جامعہ دارالعلوم کراچی پاکستان

الحمد اللہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین الصطفی

امابعد: حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی مدیر دارالعلوم محمدیہ بنگلور کی تصنیف ''انوارالسالکین'' دیکھنے کا موقع تو نہیں ملا لیکن بندہ حضرت حضرت مولانا سالم قاسمی صاحب مہتمم (وقف) دارالعلوم دیوبند کی تقریظ پر اعتماد کرتا ہے۔

مصنف موصوف وسیع علم کے حامل ہیں، علمی دینی اور تصنیفی کاموں میں خاص شغف رکھتے ہیں۔ فی الحال مصنف محترم نے قرآن وحدیث کی روشنی میں اخلاق واعمال اور تزکیۂ نفس سے متعلق نہایت مفید مجموعہ ''انوارالسالکین'' کے نام سے تصنیف فرمایا ہے، انشاءاللہ یہ مجموعہ مسلمانوں کیلئے بہترین رہنمائی کرنے کیساتھ توفیق کا وسیلہ ثابت ہوگا۔

اس سے قبل موصوف کی چند اہم کتابیں تصوف کی حقیقت قرآن وحدیث کی روشنی میں خوابوں کی تعبیر، خطباتِ رحیمی وغیرہ اہل علم سے دادِ تحسین حاصل کر چکی ہیں یہ کتابیں بجائے خود موضوعات کا احاطہ کرتی ہیں۔ بلکہ صحیح رہنمائی حاصل کرنے والوں کیلئے بھی یہ ایک شاہکار ہیں۔ عنداللہ اور عندالناس مقبولیت کے تمام ظاہری اسباب ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں۔ اللہ رب العزت ''انوارالسالکین'' کو مفید عام بنائے۔ اور مرتب وناشر دونوں کیلئے ذخیرۂ آخرت ہو، اللہ تعالیٰ مصنفِ محترم کو زیادہ سے زیادہ علمی ودینی کاموں کی توفیق بخشے۔ آمین!

وَمَا ذٰلِکَ عَلٰی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ

محمد تقی عثمانی دارالعلوم کراچی، ۱۴۳۰/۴/۷ھ

خیابان خیال

شاعر اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر محمد اظہار افسر اسعدی رحیمی صاحب مدظلہ العالی

خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامت عمت فیوضہم

بانی ومہتمم دارالعلوم مصباح التوحید ومصباح البنات بنگلور

پیرومرشد حبیب الامت حضرت مولانا شاہ محمد ادریس حبان رحیمی عمت فیوضہم خلیفہ ومجاز بیعت حاذق الامتؒ نے ایک ملاقات پر فرمایا کہ ''انوارالسالکین'' پر آپ کو کچھ لکھنا ہے (حضرت تازہ تصنیف) ہم نے جواباً عرض کیا حضرت آپ کی تصنیفات پر تو بڑے بڑے صاحب قلم لکھنے کو فخر سمجھتے ہیں میرے جیسے ہیچمداں جس کے قلم میں کوئی جان بھی نہیں کیا لکھے گا وہ بھی تصوف کے موضوع پر مگر حضرت نے فرمایا کہ نہیں کچھ لکھنا ہی ہے شاید حضرت اپنے نام کے ساتھ اس حقیر وبے حیثیت کا نام جوڑ کر رکھنا چاہتے ہیں جو میرے لئے باعث صد افتخار وناز ہے ''انوارالسالکین'' میں تصوف سے متعلق حضرت نے بہت کچھ لکھ دیا ہے مزید کچھ لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں، تاہم تعمیل حکم میں خامہ فرسائی کی جرأت سلطان العارفین حضرت باہوؒ کے سلوک اور عرفان کی روشنی میں یہاں سے کر رہا ہوں۔

تصوف معرفت الٰہی کی راہ ہے جس میں چار حروف ہیں۔ ت، ص، و، ف۔ ت: سے مراد راہ مولا میں اپنے آپ کو صرف کرنا۔ ص: سے مراد صراط مستقیم یعنی سیدھی راہ پر چلنا۔ و: سے مراد وعدہ خلافی نہ کرنا۔ ف: سے مراد فتح الغیب اور فنافی النفس ہے۔

جو کوئی ان حروف کے معنی سے واقف نہیں اور ان کا عامل نہیں وہ ہرگز تصوف سے آشنا نہیں، یعنی اگر کوئی شخص منزل سلوک طے کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ مندرجہ بالا باتوں پر عمل کرے ورنہ سلوک اور عرفان وآگہی کی اس منزل کو پہونچنا جب خدا بندہ سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے ناممکن ہے، اس لئے کہ عارف کا جو بھی عمل ہوتا ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا وخوشنودی کے لئے ہوتا ہے اس سے ہٹ کر نہیں ہوتا عارف سیدھی راہ چلتا ہے جس کے ڈانڈ براہ راست رب جلیل سے ملے ہوئے ہوتے ہیں، اطاعت وفرمانبرداری کے دائرے سے باہر نہیں نکلتا اور رب سے کئے ہوئے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا، اپنے نفس وخواہشات کی ناگن کے پھن کو کچل دیتا ہے جب کبھی نفس دنیا کی لذتوں سے لطف اندوز ہونا چاہتا اور اس کی تمنا کرتا ہے تو اس کو خوف الٰہی کا آئینہ دکھا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ تجھے، یہ سب کچھ یہاں نہیں اس سے آگے ملے گا، دوسری بات عارف کی ظاہر وباطن میں تضاد نہیں ہوتا جو ظاہر میں کرنا پسند کرتا ہے، باطن میں بھی وہی کرنا پسند کرتا ہے، وہ جانتا ہے کہ اگر تیرا ظاہر کچھ اور ہو اور باطن کچھ اور تو عارف کہلانے کا مجاز نہیں ہوگا ہاں البتہ کبھی حال اور قال میں تضاد نظر آتا ہے مگر وہ ہوتا ہے، امر الٰہی مخلوق جانتی ہے کہ اس کا عمل گناہ اور انسانیت کے خلاف ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضرؑ کا واقعہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو اپنے کلام میں نقل فرمایا ہے، حضرت خضرؑ نے ایک کشتی کو عیب دار بنا دیا، ایک بچہ کو ناحق مار دیا، ایک بستی کے لوگوں کی بے رخی وبے اعتنائی وبے وفائی کے باوجود ایک گر پڑنے والی دیوار کو

سیدھا کر کے انکو فائدہ پہنچایا، حضرت موسیٰؑ کی نظروں میں یہ تینوں عمل خلاف انسانیت ونبوت ہیں کوئی معمولی آدمی بھی ایسا نہیں کرتا خضرؑ تو ایک نبی ہیں مگر ان میں جو اسرار خداوندی پوشیدہ ہیں ان کو ایک عارف باللہ ہی جانتا ہے، حضرت موسیٰؑ حالانکہ نبی ہیں اور کلیم اللہ کا خطاب پانے والے لاڈلے نبی ہیں مگر ان رموز سے واقف نہیں۔

اس سے ایک بات یہاں یہ بھی معلوم ہوئی کہ علام الغیوب صرف اور صرف اللہ کی ذات عالی ہے دوسرا کوئی غیب کا علم جاننے والا نہیں ہاں البتہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی مخصوص بندے کو اپنے علم غیب میں سے جتنا دینا چاہتا ہے دیدیتا ہے نبی ہو یا ولی یا عارف، اس کے پاس اتنا ہی ہوتا ہے اس سے زیادہ نہیں، اللہ تعالیٰ نے حضرت خضرؑ کو ان واقعات کا علم عطا فرمایا تھا حضرت موسیٰؑ کو نہیں، اسی لئے حضرت خضرؑ نے ابتداء ہی میں حضرت موسیٰ سے کہا تھا کہ میرے ساتھ چلنا چاہتے ہو تو میرے معاملات میں دخیل نہ ہونا مگر حضرت موسیٰؑ وعدہ کے باوجود خلاف شرع امر دیکھ کر اعتراض کر بیٹھتے کہ آپ نے ایسا کیوں کر دیا حضرت خضرؑ کہتے ہیں کہ آپ نے وعدہ کیا تھا میرے معاملات میں دخل نہ دینے کا مگر آپ دخل دیئے بغیر نہیں رہتے حضرت موسیٰؑ آئندہ دخل نہ دینے کا وعدہ کر کے پھر ساتھ ہو لیتے، آخری عمل دیوار یتیم پر سوال کے بعد حضرت خضرؑ نے کہا موسیٰؑ اب ہماری آپ کی نہیں بنے گی آپ واپس چلے جایئے۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا، اچھا میں واپس جاتا ہوں مگر ان واقعات کہ بارے میں جاننا چاہتا ہوں کہ آپ نے ایسا کیوں کیا۔

حضرت خضرؑ نے فرمایا پہلا عمل کشتی کو عیب دار بنا دینے کا اس لئے تھا کہ دریا کے کنارے پر ایک بے رحم ظالم، حکمراں رہتا ہے جب وہ کسی اچھی کشتی کو دیکھتا تو اس پر اپنا قبضہ جما لیتا ہے اس لئے میں نے اس کو نقصدار کر دیا کہ یہ کشتی اس کے قبضے سے بچ جائے اور یہ بے چارے غریب لوگ اپنی روٹی روزی کمانے کے سلسلہ کو جاری رکھ سکیں۔ دوسرا

عمل بچہ کو ہلاک کر دینے کا جو آپ نے دیکھا وہ اس لئے تھا کہ وہ بچہ بڑا ہو کر ظالم اور جابر ہوتا جس کے ظلم کا شکار بہت سے بندگان خدا ہوتے یہاں تک کہ اس کے ماں باپ بھی اس کے ظلم کا شکار ہونے سے نہ بچ سکتے تھے۔ تیسرا دیوار کو سیدھا کرنے کا عمل اس لئے تھا کہ اس دیوار کے نیچے دو یتیموں کا مال دبا ہوا ہے اگر یہ دیوار ڈھ جاتی تو وہ مال ظاہر ہو جاتا جس کو لوٹ کر لے جاتے اور یتیم مال سے محروم ہو جاتے اور یاد رکھو یہ سب کچھ میں نے اللہ کے حکم سے کیا ہے۔

کشتیٔ مسکین وجان پاک ودیوار یتیم
علم موسیٰ بھی ہے تیرے سامنے حیرت فروش

اس سے معلوم ہوا کہ عارف اپنے وجدان اور اللہ کے حکم وعطا کے باعث ان چیزوں سے واقفیت حاصل کر لیتا ہے جن سے عام لوگ محروم ہوتے ہیں۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار ورسن کہاں

مگر اس مرتبہ کو پہونچنے اور اس کو حاصل کرنے کے لئے شرعی حدود وقیود میں رہ کر عارف کو بڑے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں ہر آدمی کے بس کا روگ نہیں ہاں۔ ہاں! ہمت کرے انسان تو کیا کام ہے مشکل۔

''ہمت مرداں مدد خدا'' آدمی اگر ریاضت کرتا ہے اور اطاعت اللہ اور اطاعت رسول اللہ سے اپنے دامن کو تر رکھتا ہے تو معرفت کا جامہ اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرما دیتے ہیں، قیام میرٹھ کے دوران ہمیں معلوم ہوا کہ ضلع میرٹھ تحصیل باغبت میں ایک دیہات ہے میتلی (Meetli) وہاں کی مسجد کے امام صاحب بہت پہونچے ہوئے آدمی ہیں ولی ہیں یہ سن کر ہمارے اندر ملاقات کا جذبہ کروٹیں لینے لگا، بیماری شروع کی عادت بھی

ہے اللہ والوں سے ملاقاتیں کرنا اور دعائیں لینا چنانچہ ایک دوست کے ہمراہ ہم میتلی پہونچے نماز ظہر ہو رہی تھی جلدی جلدی وضو کر کے رکوع میں شامل ہو گئے رکوع سے اٹھ کر سجدے میں جانے کے لئے امام صاحب نے جو اللہ اکبر کہا تو ہم نے حضرت کی آواز میں عجیب سا کرب محسوس کیا اور اللہ اکبر کہتے ایسا لگتا کہ حضرت پر کوئی انجانہ سا خوف طاری ہے نماز کے بعد حضرت کے چہرے پر نظر پڑی تو آنکھوں کو نمناک دیکھا دعا کے بعد حضرت اپنے حجرے میں چلے گئے ہم اپنی بقیہ نماز پوری کر کے اجازت لے کر حضرت کے حجرے میں گئے سلام کیا حضرت نے سر اوپر اٹھا کر ہمیں نظر بھر کر دیکھا اور بیٹھنے کے لئے کہا ہم بیٹھ گئے حضرت نے آنے کی غرض پوچھی ہم نے اپنا مقصد بیان کیا اور دعا کی درخواست کر کے واپس میرٹھ لوٹ آئے زیادہ دیر اس خیال سے نہ بیٹھے کہ ان حضرات کے معمولات ہوتے ہیں جن میں تمام اوقات تقسیم ہوتے ہیں ایسے حضرات مخلوق سے کم اور خالق سے زیادہ ہم کلام ہوتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ایسے حضرات ہی معرفت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوتے ہیں اس لئے کہ ان کا ہر عمل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا اور خوشنودی کے لئے ہوتا ہے خشیت الٰہی ان پر ہمیشہ طاری رہتی ہے جو معرفت الٰہی اور سلوک کے درجات پر فائز ہونے کی علامت ہیں، حضرت پیر ومرشد نے اپنی تصنیف ''انوارالسالکین'' میں ایسے ہی مضامین کو جمع فرمایا ہے جن کے مطالعہ سے اور ان پر عمل کرنے سے بندے اور خدا کے درمیان حائل تمام پردے چاک ہو جاتے ہیں اور بندہ کو خدا کا تقرب حاصل ہو جاتا ہے۔

''انوارالسالکین'' سے پہلے کی تصنیف ''تصوف کی حقیقت'' بھی حضرت حبیب الامت مدظلہ العالی کی تصوف کے سلسلہ کی اہم تصنیف ہے جس نے اپنی سادہ مزاجی اور شستہ زبانی کی بنیاد پر علماء، صلحاء، صوفیا اور اتقیاء کے حلقوں میں اپنی جگہ بنائی ہے ان

تصنیفات کے علاوہ حضرت کی دیگر تصنیفات بھی اسی رنگ میں رنگی ہوئی ہیں چونکہ حضرت کوشروع سے ہی ایسے برگزیدہ بندگان خدا کی صحبتیں حاصل رہی ہیں جوشریعت، طریقت، معرفت اورحقیقت کےتمام مدارج کواپنے دامن میں سمیٹے ہوئے تھے۔انہیں اکابرین کا فیض نظر اور رنگ صحبت کا اثر ہے کہ حضرت کے یہاں خانقاہی نظام قائم ہے ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ مجلس ذکر بالجہر ہوتی ہے۔جس میں دارالعلوم محمدیہ کے طلباء، اساتذہ کے علاوہ مریدین، معتقدین، متوسلین اوراہل محلّہ بھی شریک ہوتے اوراپنے قلوب کو ذکراللہ کے نور سے منور کرتے ہیں، خانقاہی نظام اب تقریباً ختم ہی سا ہوگیا ہے خال خال ہی کہیں ہوگا اس سے بہت فائدے تھے مگر۔

پڑا قحط الرجال ایسا
کہ آدمی کو آدمی ترس رہے ہیں

انوارالسالکین آپ کے ہاتھوں میں ہے آپ اس کا مطالعہ کررہے ہیں صاحب تصنیف کے حق میں دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ صحت وتندرستی کے ساتھ سلامت رکھے اورعرفان وسلوک کی منازل پرفائزفرمائے آمین۔

وصلی اللہ علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين
برحمتك يا ارحم الراحمين

خادم آستانہ حبیب الامت
العبد الضعیف: (حضرت مولانا ڈاکٹر) محمداظہارافسراسعدی رحیمی
دارالعلوم مصباح التوحیدومصباح البنات بنگلور
۱۲/جنوری ۲۰۰۹ء

عرفان ربانّی

ازقلم

حضرت حافظ قاری مولانا امداداللہ ربانی ندوی صاحب دامت برکاتہم
استاد دارالعلوم محمدیہ وناظم ادارہ ماہنامہ نقوش عالم بنگلور

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ایک بار دہلی کی جامع میں خطبہ دیتے ہوئے کہا تھا: ''مغل بادشاہو! تمہارے خزانوں کی بڑی تعریف سنی ہے لیکن ولی اللہ کے سینے میں ایک دل ہے تمہارے خزانے سب مل کربھی اس کی قیمت ادانہیں کرسکتے''۔

یہ حقیقت ہے کہ دل جسم انسانی ہی نہیں بلکہ کائنات انسانی کا وہ درّ نایاب ہے جس کی چمک دمک پرہی اس جہان آب وگل میں رونق وشادابی اورحسن ورعنائی ہے وہ ایک ایسی انمول دولت ہے جواگر حاصل ہوجائے تو انسان فقیری میں بھی امیر ہوتا ہے، گدڑیوں اور بوریوں پر بیٹھ کربھی بادشاہی کے مزے لیتا ہے بقول عارف ؎

سکھائے فقر کے آداب تونے بادشاہی کو
جلال قیصری بخشا جمال خانقاہی کو

دل جب زندہ ہوتا ہے تو کائنات کی ہر شئے میں زندگی کا احساس ہوتا ہے جس سے انسان کو خدا کی معرفت کے ساتھ ساتھ خود شناسی اور خدا شناسی کی ایسی لذت ملتی ہے جو اسے اپنا اسیر بنا لیتی ہے پھر اس کے سامنے مادی اور حقیقی زندگی کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے اور پھر وہ عشق حقیقی کی اس ڈگر پر چل پڑتا ہے جہاں بجز محبوب کے ہر شئے سے وحشت ہوتی ہے۔

ایک ان سے کیا محبت ہوگئی
ساری دنیا ہی سے نفرت ہوگئی

اور محبت تو محبت ہوتی ہے کہ راہوں کے خار بھی وصال یار کے شوق میں پھول بن جاتے ہیں، مرض دوا بن جاتا ہے اور تڑپ وسوز سامان لذت وتسکین ہو جاتی ہے دنیا کے تمام رنج والم سے بے نیاز ہو کر انسان اپنے محبوب کی محبت میں ڈوب ہوا اس پر شیفتہ اور فریفتہ رہتا ہے۔ بقول شخصے۔

کتنی تسکین ہے وابستہ ترے نام کے ساتھ
نیند کانٹوں پہ بھی آجاتی ہے آرام کے ساتھ

یہ سارے معاملے اور کیفیات ان صاحبان دل کے ہیں جو دل زندہ کے مالک ہوتے ہیں وہ دل زندہ جسے علامہ اقبالؒ نے پچھلی امتوں کے مرض کہن کا چارہ قرار دیا ہے۔

دل مردہ دل نہیں اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ

لیکن جب یہی دل بگڑتا ہے اور احکامات الٰہیہ کی گرفت سے نکل کر خواہشات نفسانی کے چنگل میں پھنستا ہے تو قیامت سے پہلے قیامت آتی ہے درندگی وبہیمیت

کی مثالیں قائم ہو جاتی ہیں اور انسان جانوروں اور چوپاؤں سے بھی پرے درجے کو جا پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: أرائيت من اتخذ الٰهه هواه فأنت تكون عليه وكيلاً أم تحسب أن أكثرهم يسمعون أو يعقلون انهم الا كالانعام بل هم اضل ۔

ترجمہ! کبھی تم نے اس شخص کے حال پر غور کیا ہے جس نے اپنی خواہشات نفس کو اپنا خدا بنالیا ہو؟ کیا تم ایسے شخص کو راہ راست پر لانے کا ذمہ لے سکتے ہو؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ ان میں اکثر لوگ سنتے اور سمجھتے ہیں؟ یہ تو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گذرے ہیں۔ (سورۃ فرقان، ۴۳، ۴۴)

اور جب دل بنتا ہے تو انسان کو سربلندی وسرخروئی عطا کر کے اعلیٰ علیین کی راہوں پر گامزن کر دیتا جس سے وہ دنیا میں بھی مقبول ہو جاتا ہے اور عقبیٰ میں بھی خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اسی دل کے بگاڑ سے انسان بگڑتا ہے، دنیا بگڑتی ہے، آخرت تباہ ہوتی اور انسان مغضوب ومقہور ہو کر اسفل السافلین کی دلدل میں جا پھنستا ہے۔

اسی بنیاد پر ہر دور میں انبیاء کرام علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتابوں میں اس امر پر خصوصیت کے ساتھ توجہ دی گئی بلکہ ان کے نزول کا مقصد ہی یہ تھا کہ کائنات میں بسنے والے ہر فرد کی اصلاح وتربیت اس طرح ہو جائے کہ وہ خود شناس ہونے کے ساتھ خدا شناس بن کر جینے کا سلیقہ سیکھ لے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے تزکیہ نفس کو اپنے احسان عظیم میں شمار کیا ہے: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ۔ ترجمہ! یقیناً اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے ایمان والوں پر کہ انہیں میں

سے ان کے درمیان ایک رسول بھیجا جوانہیں خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ سناتے ہیں اورانہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں اگر چہ وہ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

ملت اسلامیہ کے جدامجد حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنی نسل میں تزکیہ نفس کی بقاء کے لئے اپنے رب سے یوں دعاء کی تھی: رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِنْهُمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ اِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

ترجمہ!اے ہمارے پروردگار! ان کے درمیان انہیں ہی میں سے ایک ایسا رسول بھیج جو تیری آیتیں انہیں پڑھ پڑھ کرسنائیں اورانہیں کتاب وحکمت کی تعلیم سکھلائیں اوران (کے دلوں) کی صفائی کریں یقیناً تو زبردست حکمت والا ہے۔

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی وجود کا اصل مقصود ومطلوب اسی تزکیہ نفس اور تصفیۂ قلب کوقراردیاہے: أَلاَ اِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلاَ وَهِيَ الْقَلْبُ۔ ترجمہ! یادرکھوجسم انسانی میں ایک لوتھڑا ہے جب وہ صحیح اورتندرست ہوتا ہے تو پوراجسم تندرست ہوتا ہے اور جب وہ بے کار و بیمار ہوجاتا ہے تو پوراجسم بیمار ہوجاتا ہے۔یادرکھنا! وہی دل ہے۔

خواہشات نفسانی کی پیروی دل کے فساد کا سبب ہوتا ہے پھرانسان گمراہی وضلالت کی تاریکیوں میں بھٹکتا پھرتا ہے جہاں ظاہری بینائی کوئی فائدہ مند نہیں ہوتی۔حضرت مسیح الامت جلال آبادیؒ فرمایا کرتے تھے:''انسان کی ظاہری بینائی کو بصارت کہتے اور باطنی بینائی کو بصیرت،خواہشات نفسانی کی پیروی کرنے سے انسان کی بصیرت چھن جاتی ہے اوردل اندھا ہوجاتا ہے''۔

قرآن پاک میں اللہ تعالی نے بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے: فَاِنَّهَا لاَ تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ۔

ترجمہ! آنکھیں اندھی نہیں ہوتی ہیں بلکہ سینوں میں دل اندھا ہوجاتا ہے۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جب دل اندھا ہوجاتا ہے تو چمکدار آنکھیں کوئی فائدہ نہیں دیتی کسی عارف نے غلط نہیں کہاہے ؎

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

اس دل کی بصیرت کے حصول کے لئے جو امر لازم ہے وہ ہے ''مرشد کی حلقہ بگوشی'' علاوہ ازیں یہ ڈگر بے شمار شیطانی خاروں سے اس طرح گھری ہوئی ہے کہ انسان کے قدم ڈگمگانے لگتے ہیں،منزل تک رسائی سراب کے سوااور کچھ نہیں ہوتی یہاں تک کہ دین وعقیدہ کے غارت ہوجانے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے۔اس لئے کسی بھی ایک پیرکامل کی حلقہ بگوشی نہایت ضروری ہے جس کا دامن مضبوطی سے تھام لیا جائے جو''یک بگیر محکم بگیر'' کا مصداق ہو۔جس کی توجہات سے سالک کی روحانی ترقی دوبالا ہوتی ہے اوراس کے بتائے ہوئے اصول وضوابط پر کاربند ہوکر سالک صدیوں کی منزلیں لمحوں میں طے کرلیتا ہے۔مولانارومیؒ نے کہاہے ؎

یک زمانہ صحبت با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اسی طرح کسی عارف نے بھی کہاہے ؎

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

بہر حال! تصوف و معرفت انبیاء کرام علیہ السلام کا طریقہ رہا ہے، صحابہ کرام کا وطیرہ رہا ہے، صلحاء و بزرگان دین اور اکابرین امت کا وظیفہ رہا ہے جس سے بے شمار لوگوں نے روشنی پائی اور ان حضرات کے دامن تربیت سے وابستہ ہوکر اپنی دنیا وآخرت سنوار گئے۔آج بھی انہیں بزرگوں کا فیض مختلف خانقاہوں کے در و بام سے پھوٹ پھوٹ مردہ دلوں کو زندگی بخش رہا ہے۔

خانقاہ رحیمی دارالعلوم محمدیہ بنگلور بھی انہیں تربیت گاہوں میں سے ایک ہے جہاں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور حاذق الامت حضرت مولانا حکیم زکی الدین احمدؒ کے فیوض و برکات کی شمعیں حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی دامت برکاتہم کے وجود مسعود سے فروزاں ہیں اس شمع تھانویؒ اور چراغ مدنیؒ کی ضیاء بار کرنیں حضرت حبیب الامت کے توسط سے ملک و بیرون ملک میں پھیلی ہوئی ہیں جو خلق خدا کی رہبری میں مشعل راہ ہیں۔ یوپی، بہار بنگال، اڑیسہ، مہاراشٹرا، تمل ناڈو، کرناٹک، آندھرا پردیس کے علاوہ ماریشس اور ساؤتھ افریقہ میں بھی حضرت حبیب الامت دامت برکاتہم کے تربیت یافتہ راہ سلوک کے ذریعہ خدمت خلق میں لگے ہوئے ہیں جو ہزاروں بھٹکے ہوئے درماندہ لوگوں کے لئے تسلی اور سکون کا سامان فراہم کرتے ہیں۔

یہ ہماری سعادت مندی ہے ہمارے ملک ہندوستان میں حضرت حبیب الامت دامت برکاتہم جیسی شخصیت ہے جن کے دینی، علمی وطبی کمالات اور خدمات بین الاقوامی سطح پر اب کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں آپ کی شخصیت کئی شعبوں میں متحرک ہیں۔ خانقاہ رحیمی میں آپ ایک مردم شناس طبیب روحانی ہوتے

ہیں پر کشش صورت، دل پذیر ہیئت، دلکش وجاہت، اخلاق کریمانہ، معتقدین پر شفقت وعنایت اور نرم خو و نرم گفتگو کے پیکر ہوتے ہیں دوسری طرف رحیمی شفا خانہ میں ایک ماہر نباض اور طبیب حاذق کی حیثیت سے خلق خدا خدمت بھی مصروف نظر آتے ہیں اسی طرح دارالعلوم محمدیہ کی ادارت و سرپرستی کے ذریعہ بھی آپ کا علمی چشمہ جاری ہے آپ کی شخصیت کو چند صفحات پر سمیٹا نہیں جا سکتا بلکہ ۔

سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

اس قدر مصروفیت کے باوجود حضرت والا کے قلم کی جولانیاں بھی مختلف موضاعات پر کتابی شکل میں افادۂ عام کی خاطر شائع ہوچکی ہیں۔جن میں ''خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت'' (اول، دوم) ایک نادر اور اپنے موضوع پر نایاب کتاب ہے جسے برصغیر ہندوپاک کافی مقبولیت اور پذیرائی حاصل ہوئی یہانتک اس کے ہندی اور انگریزی میں ترجمے بھی کئے گئے ہیں جو عنقریب شائع کی جانے والی ہے۔ اور آپ کے قلم سے نکلنے والا سفری مشاہدات و تجربات کا حسین مرقع ''جنوب ہندتا جنوب افریقہ'' بھی عوام کے ہاتھوں میں آچکا ہے جو کہ ایک سفرنامہ ہی نہیں بلکہ جنوب افریقہ کے جغرافیائی و تاریخی حالات اور وہاں بسنے والے لوگوں کے معیار زندگی اور پھر علماء کی خدمات کا مکمل جائزہ ہے۔اس کے علاوہ ''خطبات رحیمی'' دس جلدوں میں آچکی ہے اور عام مسلم خواتین بالخصوص مدارس اسلامیہ کی طالبات کے لئے معلومات کا ذخیرہ تین جلدوں میں ''خطبات حبانی'' کے نام سے زیر طبع ہے۔

ابھی تازہ ترین کتاب ''انوارالسالکین'' منصۂ وجود پر آئی ہے کتاب کا موضوع اپنے نام سے ظاہر ہے۔ دراصل یہ کتاب سلوک و معرفت کے موضوع اور پیرائے اسلوب کے اعتبار سے بالکل منفرد ہے تصوف کے موضوع بڑی جامعیت کے

ساتھ احاطہ کیا گیا ہے۔کتاب کے عنوانات اوراس کے تحت مذکورہ باتیں ان تمام امور سے متعلق بڑے ہی حسین پیرائے میں مکمل تفصیلات فراہم کرتی ہیں جس کا سلوک ومعرفت سے واسطہ ہوتا ہے بلکہ انسان کو حقیقی زندگی گزارنے کے لئے جو طریقہ اورسلیقہ درکار ہوتا اسے ایک اچھے طرز پراس کتاب کے ذریعہ پیش کیا گیا ہے ۔قران وحدیث ،اقوال صحابہ اور تابعین وتبع تابعین کے ارشادات وفرمودات کو بڑی عرق ریزی سے یکجا کرتصوف کے موضوع پرایک نہایت ہی قیمتی کتاب ترتیب دی گئی ہےاس کے علاوہ ملک وبیرون ملک میں جہاں جہاں بھی تصوف ومعرفت کی شمعیں جل رہی ہیں اور جوحضرات بھی راہ سلوک سے وابستہ ہیں ان کا مختصر تذکرہ بھی کتاب میں موجود ہے۔ضخامت بھی زائداز چارسوصفحات ہے۔

تصوف کے موضوع پرحضرت حبیب الامت کی یہ کوئی پہلی کتاب نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی ’’قرآن وسنت کی روشنی میں تصوف کی حقیقت‘‘ کے عنوان سے ایک اہم کتاب شائع ہوچکی ہے جس کے بعد عوام وخواص کے تاثرات ومطالبات کو دیکھتے ہوئے ’’انوارالسالکین‘‘ منصۂ شہود پر آئی ہے جو ہر خاص وعام کے لئے یکساں مفید ہے اللہ تعالی اس کتاب کوافادہ عام کے لئے قبول فرمائے اورصاحب کتاب کو جزائے خیر عطا فرمائے اوران کے سائے کوتادیر قائم ودائم رکھے تاکہ ان کا چشمۂ فیض یوں ہی خلق خدا کی تشنگی کو بجھانے کا سامان بنا رہے۔

طالب دعاء

(حضرت مولانا) امداداللہ ربانی ندوی مظفرپوری

استاددارالعلوم محمدیہ وناظم ادارہ ماہنامہ نقوش عالم بنگلور

تقریظ

حضرت مولانا امام حسین رحمانی صاحب دامت برکاتہم

مشیر کار نصیر الکٹرانکس وخطیب مسجد نعمان پی اینڈ ٹی کالونی بنگلور

تصوف ومعرفت اصلاح قلب کا ایک ایسا طریقہ ہے کہ جس سے ہزاروں بھٹکے ہوئے لوگوں نے راہ پائی ہے اوراس ڈگر پر چل کر اپنی حقیقی منزل تک رسائی حاصل کی پھر دنیا نے دیکھا ایسے حق پرست لوگوں کو جن کے ذریعہ کارنامے صدیوں تک لوگوں کی راہنمائی کا سامان بنے رہیں گے۔تزکیہ نفس کا یہ طریقہ مردم سازی کا ایک نہایت ہی کارآمد اور مؤثر طریقہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز پر سب سے زیادہ توجہ فرمائی ہے وہ ہے اصلاح قلب کیونکہ خدا کی بارگاہ میں بجز دل کے کسی چیز کی کوئی وقعت نہیں ہے اس لئے کہ دل کے ہی صلاح وفساد پر اعمال مرتب ہوتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان اللہ لا ینظر الی اجسامکم ولا الی صورکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم ۔ ترجمہ بیشک اللہ تعالی تمہارے جسموں کو اور صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ اس کی نگاہ اعمال اور تمہارے دلوں پر ہے۔ چنانچہ دل کے بننے اور بگڑنے پر ہی انسان کی کامیابی وکامرانی کا دارومدار ہے۔ اصلاح وتربیت کے لئے ہر دور میں لوگوں نے تصوف ومعرفت کا راہ اپنائی اور اکابرین امت نے اس پر زور بھی دیا ہے طریقت ومعرفت کی نسیم جانفزاں آج بھی خانقاہوں کے درو بام سے آرہی ہیں۔

خانقاہ رحیمی دارالعلوم محمدیہ بنگلور بھی سلسلہ تھانویہ سے وابستہ عظیم صاحب نسبت بزرگ حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی دامت برکاتہم کے وجود سے مرجع الخلائق ہے۔ حضرت مولانا الحاج حکیم محمد ادریس حبان رحیمی دامت برکاتہم کو اللہ تعالی نے کئی علوم وفنون سے مزین فرمایا ہے۔ ایک جانب آپ اپنے فن کے ایسے ماہر حکیم ہیں جو پیچیدہ اور پوشیدہ امراض کا پتہ، مریض کے حال وقال ہی سے آپ کو بخوبی واقفیت ہوجاتی ہے اور کبھی مریض کے نبض پر اپنا ہاتھ رکھ کر آپ مکمل نباضی کرلیتے اور مرض کی تشخیص فرمالیتے ہیں۔ دوسری جانب آپ عالم باعمل معرفت الٰہی سے آپ کا سینہ مزین ومرصع جس کی جھلک آپ کے چہرہ سے ٹپکتی رہتی ہے اور آپ کو دیکھ کر عارف باللہ کا تصور دل میں پیدا ہوتا اور اللہ تعالی یاد آجاتے ہیں۔

حضرت والا کئی کتابوں کے مصنف ہیں تازہ ترین کتاب انوارالسالکین جو انسانوں کے ظاہر وباطن کی اصلاح پر مختلف ابواب پر مشتمل ہے اور اپنے موضوع کے اعتبار سے یکتا اور نادر کتاب ہے۔ اس کتاب میں ایک انسان کو پیدائش سے لے کر جنت میں داخل ہونے تک جس طرح علوم کی ضرورت پڑسکتی ہے نیز جن اعمال کے

ذریعہ، جس کام کو کرنے پر خدا کی پہچان اور اس کی معرفت حاصل ہوسکتی ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل بڑی ہی اچھوت انداز میں یکجا کردیا ہے۔ ساتھ میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم، تابعین اور سالکین کے ملفوظات نے تو ان کتاب کی افادیت کو اور بھی بڑھادیا ہے۔

حضرت حبیب الامت دامت برکاتہم سے میری پہلی ملاقات اور آپ کو دیکھنے سننے کا موقع آج سے چارسال قبل دارالعلوم سعیدیہ کے سالانہ جلسہ میں ہوا تعلقات میں استحکام اور اضافہ کی بنیادی وجہ آپ کے اخلاق وکردار اور سب سے بڑی وجہ امت کے اصلاح کا درد جو آپ کے اندر پایا جس نے بار بار حاضری پر مجبور کردیا۔

انوارالسالکین آپ کی پہلی کتاب نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی کئی کتابیں آپ کے قلم سے منصۂ شہود پر آچکی ہیں مجھے ان کتابوں کے پڑھنے اور اس سے استفادہ کا موقع میسر آیا۔ چند دنوں قبل حاضری ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ دو کتابوں کے مسودے تیار ہیں آپ کے پاس بھجوار ہا ہوں (۱) انوارالسالکین۔ (۲) سفرنامہ جنوبیٔ ہند تا جنوبیٔ افریقہ۔ اس پر آپ کو کچھ لکھنا ہے، میں سوچ میں پڑ گیا یا اللہ مجھ جیسا انسان جو علم سے کورہ ہو ایسے شخص کی کتاب پر کچھ لکھنا اور کتاب کا تعارف کرانا وہ بھی ایسی مایہ ناز کتاب جس کا نام ہی تعارف کے لئے کافی ہے، نیز ایسے مصنف جن کے قلم سے کئی شاہکار کتابیں منظر عام پر آچکی ہوں اور مقبول خاص وعام ہوچکی ہوں، چے معنی دار۔ مگر حضرت موصوف کی محبت وشفقت وعنایات کہ کتاب کے مسودے کو مجھ حقیر تک بھجوادیا، میں نے جب مسودہ دیکھا اور پڑھنا شروع کیا تو تصوف کے سمندر میں ڈوب گیا، رات کا پتہ بھی نہ چلا اور ایک ہی شب میں چارسو صفحات کو پڑھ ڈالا۔

رب کعبہ کی قسم اس کتاب کے ذریعہ جس طرح کے علم وعمل اور شریعت مطہرہ کے احکامات کو پیش کا گیا ہے اس امت کا ادنی سے ادنی اور اعلی سے اعلی انسان اگر اپنی زندگی کو اس کے حکم کے مطابق ڈھالے تو اس کی دنیا وآخرت دونوں کامیاب ہوجائیں گی۔

اللہ تعالی مصنف کو جزائے خیر، صحت کاملہ، آخرت کی کامیابی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور آپ جیسے باعمل باکردار اشخاص کے سایہ کو تادیر اس امت پر قائم ودائم رکھے اور اس کتاب کو مخلوق خدا کی ہدایت کا ذریعہ بنائے آمین ثم آمین۔

طالب دعاء

(حضرت مولانا) محمد امام حسین رحمانی

خطیب مسجد نعمان، پی اینڈ ٹی کالونی، بنگلور۔۴۵

تأثرات

حضرت مولانا حافظ محمد امجد حسین حافظ کرناٹکی مدظلہ

صدر جمعیۃ مدینۃ العلوم الخیریۃ شکاری پور شیموگہ کرناٹک

تصوف ایک ہمہ گیر موضوع ہے ہر دور میں اہل دل حضرات نے اس پر توجہ دی ہے اور اس کے ذریعہ قلب انسانی کی اصلاح وتربیت کا عظیم کارہائے نمایاں انجام دیا تاکہ دل جو کہ خدا کی تجلی گاہ ہے حقیقت میں اس کی تجلی گاہ بننے کا مستحق ہوجائے۔

چنانچہ راہ سلوک پر چل کر جن لوگوں نے تزکیہ نفس پر توجہ دی ہے انہیں اس بات کا بخوبی علم ہوگا کہ لذت آشنائی کیا شئے ہوتی ہے اور وہ آشنائی بھی کیسی مالک حقیقی کے ساتھ! اللہ اکبر ؎

اب تو میں ہوں اور شغل یاد دوست
سارے جھگڑے سے فراغت ہوگئی

لیکن اس لذت آشنائی کے لئے زمانے لگتے ہیں اس گوہر نایاب کے حصول میں عمریں بیت جاتی ہیں اہل نظر کے در کی خاک چھاننی پڑتی ہے اور صاحب دل کی حلقہ بگوشی اختیار کرنی پڑتی ہے جو تزکیہ نفس اور اصلاح حال کہلاتا ہے۔

محبِّ محترم حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی صاحب راہ سلوک کے قدیم شہسوار ہیں اللہ تعالی نے انہیں ایسی نگاہ دی ہے کہ جس پر پڑ جائے اس کی حالت وکیفیت کو بدلنے پر مجبور کردیتی ہے کسی نے غلط نہیں کہا ہے ۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حبیب الامت حضرت مولانا محمد ادریس حبان رحیمی صاحب عالی نسبت کی حامل ایک عظیم شخصیت ہے آپ کو ایک طرف حضرت مولانا مصطفیٰ کامل صاحبؒ کے ذریعہ مجاہد آزادی شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے نسبت حاصل ہے تو دوسری حضرت حاذق الامتؒ کے توسط سے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بھی نسبت حاصل ہے۔

''انوارالسالکین'' کے نام سے آپ کی تازہ ترین کتاب آئی ہے جس کے مسودے کا میں نے جستہ جستہ مطالعہ کیا ہے کتاب موضوع سے متعلق معلومات کا خزانہ ہے۔تصوف ومعرفت سے متعلق قرآن وحدیث ،اقوال صحابہؓ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ صلحاء اور بزرگان دین کے اقوال کو اور اس پہلو سے علماء وصلحاء کی خدمات کو بھی روشناس کرایا ہے۔اور ان سارے اصول وضوابط کو یکجا کردیا ہے جو ایک حقیقی انسان بن کر زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ اللہ تعالی کتاب کی افادیت کو عام فرمائے اور صاحب کتاب کے لئے نجات کا ذریعہ بنائے۔آمین۔

(حضرت مولانا) امجد حسین حافظ کرناٹکی
صدر جمعیۃ مدینۃ العلوم الخیریۃ شکاری پور شیموگہ کرناٹک

تأثرات

نمونۂ سلف صالحین حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب قاسمی بستوی مدظلہ
امام وخطیب معمور کورمنگلا بنگلور۔خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامت مدظلہ

مرشدی ومولائی حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی دامت برکاتہم خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ کے دامن تربیت سے وابستہ لوگوں میں اس ناچیز کا بھی شمار ہوتا ہے حضرت والا دامت برکاتہم سے عرصہ دراز سے واقف ہوں اکثر وبیشتر حاضر خدمت ہوتا رہتا ہوں اور مولانا محمد ارشد صاحب بجنوری بھی ساتھ رہتے ہیں۔ آپ کی دل پذیر شخصیت اور اثر انداز گفتگو اور شفقت ومحبت بھرے سلوک کو دیکھ کر میں تو آپ کا اسیر ہی ہوگیا۔شاید اللہ والوں کا یہی حال ہوتا ہے کہ جس طرح ان کی باطنی کیفیت ہوتی ہے ظاہر بالکل اس کا آئینہ دار ہوتا ہے آپ کی شگفتہ بیانی اور مؤثر شخصیت کا گہرا اثر دل ودماغ پر چھاتا گیا عقیدت ومحبت جوان ہوتی رہی بالآخر ایک موقع وہ بھی آیا کہ ایک دن حضرت نے چشتیہ قادریہ سہروردیہ نقشبندیہ سلسلہ میں داخل فرماکر خلافت اور بیعت وتلقین کی اجازت بھی عطا فرمائی اور اسی دن سے زندگی میں روحانیت کا احساس بھی ہونے لگا۔گاہ بگاہ خدمت میں حاضری دیتا ہوں جو تجدید محبت وعقیدت کے ساتھ ساتھ ایمان وایقان کی تازگی کا سامان بھی ہوتا ہے۔

انوارالسالکین کے نام سے حضرت کی تازہ ترین کتاب شائع ہورہی ہے حکم ہوا کہ کچھ میں بھی اس میں اپنے تأثرات لکھ دوں۔ایک طرف حضرت والا کی شخصیت اور تصوف جیسے موضوع پر انوارالسالکین جیسی کتاب اور دوسری طرف یہ ناکارہ جسے قلم پکڑنے کا سلیقہ بھی نہیں پھر بھی تعمیل حکم میں قلم لے کر بیٹھ گیا،مگر۔

اس حوصلہ کو دیکھئے اور ہم کو دیکھئے

کتاب تصوف کے موضوع پر ایک نادر اور نایاب ہے۔حضرت حبیب الامت دامت برکاتہم نے اصلاح حال وباطن سے متعلق ان تمام اصول وضوابط کو اس کتاب میں یکجا فرمادیا ہے جو راہ سلوک پر چلنے والوں کے لئے نہایت ضروری اور کارآمد ہے کتاب کی اہمیت کا اندازہ قارئین کو کتاب کے مطالعہ سے بخوبی ہوگا۔معرفت الٰہی سے متعلق جن امور کی تلاش وجستجو میں ہزاروں صفحات کی ورق گردانی کے بعد بھی دل اگر مطمئن نہ ہوتو انوارالسالکین کے صفحات پلٹئے میرا تجربہ کہتا ہے کہ ان شاء اللہ نہ صرف دل کا اطمینان حاصل ہوگا بلکہ بہت سے ایسے علوم ومعارف سے بھی آگہی ہوگی جو زندگی کی تاریکیوں میں رہنمائی کے لئے کارآمد ہوں گے۔اللہ تعالی اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور پیر ومرشد حضرت حبیب الامت مدظلہ کے چشمۂ فیض کو عام فرمائے۔آمین

خاکسار

(حضرت مولانا) محمد اسحاق قاسمی

امام وخطیب مسجد معمور کورمنگلا بنگلور

(حضرت مولانا) محمد راشد صاحب بجنوری

امام وخطیب مسجد بسم اللہ راجندر نگر بنگلور

تقریظ

خطیب بے مثال حضرت مولانا محمد زکریا والاجاہی صاحب مدظلہ العالی

نائب صدر جمعیۃ العلماء کرناٹک

شہر بنگلور بلکہ ہندوستان بھر کی ممتاز شخصیتوں میں ایک نام حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی دامت برکاتہم کا بھی شمار ہوتا ہے مولانا محترم کو بزرگوں کی بڑی عالی نسبتیں حاصل ہیں۔آپ کے دینی، علمی، اصلاحی، تربیتی اور طبی خدمات مسلم ہیں۔خانقاہ رحیمی میں ان مریضوں کے علاج میں مصروف رہتے ہیں جن کے دلوں میں نفسانی خواہشات، حب جاہ ومال، بدنیتی ولادینی جیسے موذی امراض کی بناء پر احساس خودی مرجاتی ہے جو اپنی زندگی کے مقصد اور اپنی عاقبت کے انجام سے بالکل ناآشنا ہوتے ہیں۔خانقاہ رحیمی کی روحانی فضاء میں ایسے لوگوں میں دینی شعور بیدار ہوتا ہے تزکیہ نفس پر دل آمادہ ہوتا ہے اور اپنے اصلاح حال کی فکر رہتی ہے۔دوسری طرف رحیمی شفاخانہ بھی آپ کی مہارت اور حذاقت کی بناء پر مرجع

الخلائق بنا ہوا ہے ریاست اور ملک کیا یہاں تو بین الاقوامی سطح پر مریض علاج کے لئے قطار میں کھڑے نظر آتے ہیں۔اللہ تعالی آپ کو صحت وتندرستی عطا فرمائے اور آپ کے فیض کو جاری وساری رکھے۔

تصوف ومعرفت کے حوالہ سے آپ کی ایک ضخیم کتاب سامنے آئی ہے جس سے تصوف ومعرفت سے متعلق قرآن واحادیث اور اقوال صحابہ اور بزرگوں کے ارشادات وفرمودات کو یکجا کر کے مکمل آئینہ دکھایا ہے،ان لوگوں کو جنہیں اپنے حال کے اصلاح کی فکر ہے جو نفس کی شورشوں سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں جو حقیقی زندگی کی معرفت اور حقیقی محبت سے آشنائی حاصل کرنا چاہتے ہیں اس کے علاوہ عام انسانوں کی رہبری کے لئے بھی یہ کتاب بڑی ممد ومعاون ہے۔

اللہ تعالی حضرت حکیم صاحب کو جزائے خیر عطاء فرمائے اور کتاب کو افادۂ عام کے لئے قبول فرمائے۔

مخلص

(حضرت مولانا) زکریا والا جاہی

نائب صدر جمعیۃ العلماء کرناٹک

امام وخطیب مسجد عیدگاہ فورتھ بلاک بنگلور

تأثرات

حضرت مولانا عبدالرحیم سعید رشادی صاحب مدظلہ

بانی ومہتمم دارالعلوم سعیدیہ کاول بیرسندرا بنگلور

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی دامت برکاتہم کی کتاب انوارالسالکین تصوف ومعرفت کی موضوع پر ایک معرکۃ الآراء کتاب ہے میں نے ورق ورق کتاب کے دیکھے ہیں روحانیت ہی پائی ہے۔مولانا محترم نے اس کتاب کے اندر قرآن وحدیث کے حوالے کے ساتھ اور اقوال صحابہ اور فرمان بزرگان دین کی روشنی میں تصوف اور تزکیہ نفس کے طریقے کو بڑے ہی مؤثر انداز میں پیش کیا ہے۔اس کے علاوہ برصغیر میں جہاں کہیں بھی خانقاہی نظام کے تحت دلوں کو زندہ کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں مختصراس کا بھی تذکرہ کیا گیا اور جو لوگ اس سے وابستہ ہیں ان کے تعارف سے بھی گریز نہیں کیا گیا تاکہ رہروان سلوک ایسی شخصیات سے بھی واقف رہیں جو اس میدان کچھ مقام ومرتبہ رکھتے ہیں۔

اللہ تعالی صاحب کتاب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔اور کتاب کے فیض کو عام فرمائے۔آمین۔

خاکسار

(حضرت مولانا) عبدالرحیم سعید رشادی

بانی ومہتمم دارالعلوم سعیدیہ کاول بیرسندرا بنگلور

دل کی بات

ڈاکٹر محمد فاروق اعظم قاسمی المعروف محمد حارث حبان
ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

من عرف نفسہ فقد عرف ربہ

جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ ہم اپنے سن شعور سے یہ مبارک کلمہ سنتے آئے ہیں لیکن جب ہم اس جملہ پر غور اور تفکر کرتے ہیں تو ہمیں ایسی نئی راہیں اور نئی باتیں ملتی ہیں جن کو عقل کی آنکھ دیکھنے سے معذور ہے اس کو اگر سمجھنا ہے تو خالص عقیدۂ توحید کی عینک لگا کر فراست ایمانی کی روشنی میں سمجھا جا سکتا ہے۔

اسلام کا ہر چھوٹا بڑا حکم و رکن ایک مومن کی متاعِ انمول ہے ایمان کا ہر شعبہ متاع زندگی اور متاع آخرت ہے۔ اللہ تعالی نے انسان کو دعا مانگنا سکھایا اس میں سب سے پہلے یہ بات ارشاد فرمائی کہ انسان کی دنیا اچھی ہونی چاہئے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ ۔اس کے بعد آخرت ہے۔ اسی لئے یہ دنیوی زندگی مومن کے لئے اسباب کے درجہ میں ہے کہ اس کے ذریعہ آخرت بنتی ہے وفی

الآخرۃ حسنۃ ، انسان کی دنیوی زندگی اچھی ہونے سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں اس کو ایسی زندگی ملے جو قرآن وسنت کے انوارات اور ان کے احکامات سے معمور ہو، منور ہو۔ اور مومن کی ہر حرکات وسکنات شریعت مطہرہ کی تصویر ہوں۔ تو آخرت اچھی ہو جاتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ انسان کی عظمت، بھلائی اور شرافت اس میں ہے کہ وہ اپنے رب کو پہچانے اور اس کے احکامات کو بجالائے اسی کو انسان کی معراج کیا جاتا ہے۔ انسان خالص بندہ اور عبد بن کر رہے اور اپنی خواہشات کو اللہ تعالی کے تابع کر دے تو رب العزت کی پہچان آسان ہو جاتی ہے اس کو کسی بزرگ نے اس طرح کہا کہ ایک قدم اپنے نفس پر رکھ دوسرا قدم بارگاہ خدا میں تجھے حاضر کر دے گا۔ یعنی خودی کو مٹا دے اور خدا کے سپرد ہو جا۔ اسی کو اکابر اور مشائخ عظام نے ''سلوک'' کا نام دیا ہے جس کو تزکیہ نفس اور مجاہدات ، ریاضات اور چلہ کشی کا نام دیا گیا ہے۔ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ گردن جھکائے مسجد نبوی میں بیٹھا ہے آپ نے سختی سے فرمایا تمہارا کام گردن جھکا کر بیٹھنا درست نہیں ہے آئندہ اس طرح بیٹھو گے تو درہ لگاؤں گا جاؤ بازار جا کر خرید وفروخت کرو کہ مومن کے لئے یہ بھی ایک عبادت ہے۔ رزق حلال کے لئے کسب اور حرام سے اجتناب مومن کی زندگی کا طرۂ امتیاز ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک اور آپ کی تعلیمات جس کو مسلمان احادیث کہتے ہیں کا خلاصہ یہی ہے کہ انسان اپنے آپ کو کارآمد بنائے اور اللہ تعالی نے جو مقام عبدیت عطا کیا ہے اس کی پاسبانی کرے۔ اس کا ادراک اور شعور مشائخ اور اہل طریقت اور معرفت کی خدمت میں رہ کر پیدا ہوتا ہے۔ یہی شعور ''تصوف'' کہلاتا ہے گویا قرآن وحدیث کی کسوٹی پر مومن کھرا اتر جائے تو اسے مقام ولایت اور مقام

تصوف حاصل ہوتا ہے۔ جس کو حضرت مولانا احمد پرتا پگڈھی صاحب نے ایک شعر میں اس طرح بیان فرمادیا۔

عشق نے احمد مجلّٰی کردیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے نام کے

قبلہ والد بزرگوار کو ایسے کیمیا گروں کی نگاہوں نے حبیب الامت بنادیا آپ کی زندگی کا نصب العین یہی ہے کہ مخلوق خدا کو تعلق مع اللہ حاصل ہو۔ ہر مومن مرد و عورت کو یہ استحضار حاصل ہوجائے کہ اللہ تعالی مجھے دیکھ رہے ہیں اسی کو بعض اکابر نے مقام احسان کہا ہے کہ اللہ تعالی کی حضوری کا احساس مومن کے دل میں پیدا ہوجائے اور وہ اللہ تعالی سے ڈرنے والا اور محبت کرنے والا بن جائے۔

اسی تڑپ اور کڑھن کی برکت ہے کہ ''انوارالسالکین'' جیسی ضخیم کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے جو آئینہ ہے تصوف کا معرفت کا حقیقت کا اور قرآن وسنت کی روح اور اس کی روشنی کا۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ رب العزت حضرت والد صاحب کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے اور آپ کا فیض تادیر جاری وساری رہے۔ اور انوارالسالکین کو دیگر کتابوں کی طرح قبولیت حاصل ہو اور عنداللہ مقبول ہو کر نجاۃ وفلاح کا ذریعہ بنے۔ جن اکابر اور مشائخ اور علماء کا اس میں تذکرہ ہے اللہ تعالی کے نقش قدم پر ہم سب کو چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین

عاصی:
ڈاکٹر محمد فاروق اعظم قاسمی عرف محمد حارث حبان
ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

قرآن مجید کی ستر آیاتِ مبارکہ

سالکین کی رہنمائی کے لئے

....

ا:......اللہ تعالی کے سواء تمہارا کوئی مددگار نہیں

اَلَـمْ تَـعْـلَـمْ اَنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْکُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا لَکُم مِّن دُونِ اللّٰہِ مِن وَلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ۔(سورۃالبقرہ آیت۱۰۷)

ترجمہ: کیاتم نہیں جانتے کہ اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اورتمہارا اللہ کے سوا کوئی یارومددگار نہیں۔

۲:......وہی ایک خدا ہے

وَاِلٰھُکُم اِلٰہ وَاحِدٌ لَّآ إِلَہَ إِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۔(سورہ بقرہ آیت/ ۱۶۳)

ترجمہ: اورتمہارا خدا ایک خدا ہے نہیں کوئی خدا بجز اس کے بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

۳:......توحید ذاتی وصفاتی

اللّٰـهُ لَا إِلَـٰـهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَّهُ مَا فِیْ السَّمَاوَاتِ وَمَا فِیْ الْأَرْضِ مَن ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ أَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا یَؤُوْدُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ،
(سورہ بقرہ ۲۵۵/۵)

ترجمہ: وہ (ہے کہ) کوئی عبادت کے لائق نہیں بغیر اس کے زندہ ہے سب کو زندہ رکھنے والا ہے نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے کون ہے جو سفارش کر سکے اس کے پاس بغیر اس کی اجازت کے جانتا ہے جو ان سے پہلے (ہو چکا ہے اور جو ان کے بعد ہونے والا) ہے اور وہ نہیں گھیر سکتے کسی چیز کو اس کے علم سے مگر جتنا وہ چاہے سما رکھا ہے، اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو اور نہیں تھکاتی اسے زمین وہ آسمان کی حفاظت وہی ہے سب سے بلند۔

۴:......وہ رب العالمین ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ (سورہ فاتحہ آیت ۱)

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لئے جو مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے سارے جہانوں کا۔

۵:......زندگی اور موت کتنی بار

کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَکُنْتُمْ أَمْوَاتاً فَأَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ إِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۸)

ترجمہ: کیونکر تم انکار کرتے ہو اللہ کا حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کریگا پھر اسی کی طرف پلٹائے جاؤ گے۔

۶:......جو تم کرتے ہو اللہ دیکھ رہا ہے

وَأَقِیْمُوْا الصَّلَاةَ وَآتُوْا الزَّکَاةَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِأَنفُسِکُم مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۱۰)

ترجمہ: اور صحیح ادا کرو نماز اور دیا کرو زکوۃ اور جو کچھ آگے بھیجو گے اپنے لئے نیکیوں سے ضرور پاؤ گے اس کا ثمر اللہ کے یہاں یقیناً اللہ تعالی جو کچھ تم کر رہے ہو خوب دیکھ رہا ہے۔

۷:......وہ تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہے

لِّلّٰهِ مَا فِیْ السَّمَاوَاتِ وَمَا فِیْ الْأَرْضِ وَإِن تُبْدُوْا مَا فِیْ أَنفُسِکُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُم بِهِ اللّٰهُ فَیَغْفِرُ لِمَن یَشَاءُ وَیُعَذِّبُ مَن یَشَاءُ وَاللّٰهُ عَلَی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
(سورہ بقرہ آیت ۲۸۴)

ترجمہ: اللہ تعالی ہی ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے یا تم اسے چھپائے رہو حساب لے گا تم سے اس کا اللہ تعالی پھر بخش دے گا جسے چاہے گا اور عذاب دے گا جسے چاہے گا اور اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔

۸:......اللہ پر کوئی چیز مخفی نہیں

إِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفَی عَلَیْهِ شَیْءٌ فِیْ الْأَرْضِ وَلَا فِیْ السَّمَاءِ۔ (سورہ آل عمران آیت ۵)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی سے نہیں پوشیدہ رہتی ہے کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں۔

۹:......تمہارے دلوں کے چھپے حالات کو جانتا ہے

قُلْ إِن تُخْفُواْ مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللّهُ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ وَاللّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔(سورہ آل عمران آیت ۲۹)

ترجمہ: فرمادیجئے اگر تم چھپاؤ جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے یا ظاہر کرو اسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

۱۰:......اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو، وہ غفور رحیم ہے

ثُمَّ أَفِيضُواْ مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُواْ اللّهَ إِنَّ اللّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔(سورہ بقرہ آیت ۱۹۹)

ترجمہ: پھر تم بھی (اے مغرورانِ قریش) وہاں تک (جا کر) واپس آؤ جہاں جا کر دوسرے لوگ واپس آئے ہیں اور معافی مانگو اللہ سے بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے۔

۱۱:......وہ توّابین سے محبت کرتا ہے

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُواْ النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلاَ تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّهُ إِنَّ اللّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ۔(سورہ بقرہ آیت ۲۲۲)

ترجمہ: اور وہ پوچھتے ہیں آپ سے حیض کے متعلق فرمایئے وہ تکلیف دہ ہے پس الگ رہا کرو عورتوں سے حیض کی حالت میں اور نہ نزدیک جایا کرو ان کے۔ یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں۔ پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو جاؤ ان کے پاس جیسے حکم دیا ہے تمہیں اللہ نے بیشک اللہ دوست رکھتا ہے بہت توبہ کرنیوالوں کو اور دوست رکھتا ہے صاف ستھرا رہنے والوں کو۔

۱۲:......اللہ تعالیٰ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللّهَ مُبْتَلِيكُم بِنَهَرٍ فَمَن شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَن لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلاَّ مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ فَشَرِبُواْ مِنْهُ إِلاَّ قَلِيلاً مِّنْهُمْ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُواْ مَعَهُ قَالُواْ لاَ طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنودِهِ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلاَقُو اللّهِ كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّهِ وَاللّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۴۹)

ترجمہ: جب روانہ ہوا طالوت اپنی فوجوں کے ساتھ اس نے کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ آزمانے والا ہے تمہیں ایک نہر سے سو جس نے پانی پی لیا اس سے وہ نہیں میرے ساتھیوں میں سے اور جس نے نہ پیا وہ یقیناً میرے ساتھیوں میں سے ہے مگر جس نے بھر لیا ایک چلو اپنے ہاتھ سے۔ پس سب نے پیا اس سے مگر چند آدمیوں نے ان میں سے (نہیں پیا) پھر جب عبور کیا اسے طالوت نے اور ان لوگوں نے جو ایمان لائے تھے اس کے ساتھ، تو کہنے لگے کچھ طاقت نہیں ہم میں آج جالوت اور اس کے لشکر کا مقابلہ کرنے کی (مگر) کہا ان لوگوں نے جو یقین رکھتے تھے کہ وہ ضرور ملاقات کرنے والے ہیں اللہ سے کہ بارہا چھوٹی جماعتیں غالب آتی ہیں بڑی جماعتوں پر اللہ کے اذن سے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے۔

۱۳:......وہ توکل کرنیوالوں سے محبت کرتا ہے

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لاَنفَضُّواْ مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّهِ إِنَّ اللّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ۔(سورہ آل عمران آیت ۱۵۹)

ترجمہ: پس اللہ کی رحمت سے آپ نرم ہو گئے ہیں ان کے لئے ۔اور اگر آپ ہوتے تندمزاج سخت دل تو یہ لوگ منتشر ہو جاتے آپ کے آس پاس سے تو آپ درگزر فرمایئے ان سے اور بخشش طلب کیجئے ان کے لئے اور صلاح مشورہ کیجئے ان سے اس کام میں اور جب آپ ارادہ کرلیں (کسی بات کا) تو پھر توکل کرو اللہ پر بیشک اللہ تعالی محبت کرتا ہے ۔توکل کرنے والوں سے۔

۱۴:......وہ پرہیز گاروں سے محبت کرتا ہے

بَلٰی مَنْ أَوْفٰی بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰی فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ۔ (سورہ آل عمران آیت ۷۶)

ترجمہ: ہاں کیوں نہیں جس نے پورا کیا اپنا وعدہ اور پرہیزگار بنا تو بے شک اللہ تعالی محبت کرتا ہے پرہیزگاروں سے۔

۱۵:......وہ زیادتی کرنیوالوں سے محبت نہیں کرتا ہے

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (سورہ بقرہ آیت ۱۹۰)

ترجمہ: اور لڑو اللہ کی راہ میں ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور (ان پر بھی) زیادتی نہ کرنا بے شک اللہ تعالی دوست نہیں رکھتا زیادتی کرنے والوں کو۔

۱۶:......وہ ناشکرے بدکار سے محبت نہیں کرتا

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيْمٍ۔(سورہ بقرہ آیت ۲۷۶)

ترجمہ: مٹاتا ہے اللہ تعالی سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ تعالی دوست نہیں رکھتا ہر ناشکرے گنہگار کو۔

۱۷:......اللہ تعالی کا رنگ سب سے زیادہ حسین ہے

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُوْنَ۔(سورہ بقرہ آیت ۱۳۸)

ترجمہ: (ہم پر) اللہ کا رنگ (چڑھا ہے) اور کس کا رنگ خوبصورت ہے اللہ کے رنگ سے ہم تو اسی کے عبادت گذار ہیں۔

۱۸:......تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا

فَاذْكُرُوْنِيْ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ۔(سورہ بقرہ آیت ۱۵۲)

ترجمہ: سو تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا اور شکر ادا کیا کرو میرا۔اور میری ناشکری نہ کیا کرو۔

۱۹:......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت خدا کا محبوب بنا دیتی ہے

إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (سورہ آل عمران آیت ۳۱)

ترجمہ: اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ اور بخش دیگا تمہارے لئے تمہارے گناہ اور اللہ تعالی بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

۲۰:......حضور ﷺ کی نافرمانی کا نتیجہ توفیق الٰہی سے محرومی ہے

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا۔(سورہ نساء آیت ۱۱۵)

ترجمہ: اور جو شخص مخالفت کرے (اللہ کے) رسول ﷺ کی اس کے بعد کہ روشن

ہوگئی اس کے لئے ہدایت کی راہ اور چلے اس راہ پر جو الگ ہے مسلمانوں کی راہ سے تو ہم پھرنے دیں گے اسے جدھر وہ خود پھرا ہے اور ڈال دیں گے اسے جہنم میں اور یہ بہت بری پلٹنے کی جگہ ہے۔

۲۱:......توکل کا اسلامی مفہوم

إِذْ هَمَّت طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلاَ وَاللّهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (سورہ آل عمران آیت ۱۲۲)

ترجمہ: جب ارادہ کیا دو جماعتوں نے تم میں سے کہ ہمت ہار دیں حالانکہ اللہ تعالی دونوں کا مددگار تھا (اس لئے اس نے اس لغزش سے بچالیا) اور صرف اللہ پر توکل کرنا چاہئیے مومنوں کو۔

۲۲:......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے توبہ کی توفیق

فَتَلَقَّى آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ (سورہ بقرہ آیت ۳۷)

ترجمہ: پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے سے چند کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی بیشک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنیوالا نہایت رحم فرمانے والا۔

۲۳:......نیک انسان کی صفات

لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّواْ وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَـكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَالْمَلآئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّآئِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُواْ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاء والضَّرَّاء وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَـئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَـئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ۔(سورہ بقرہ آیت ۱۷۷)

ترجمہ: نیکی (بس یہی) نہیں کہ (نماز میں) تم پھیر لو اپنے رخ مشرق کی طرف اور مغرب کی طرف بلکہ نیکی (کا کمال) تو یہ ہے کہ کوئی شخص ایمان لائے اللہ پر اور روز قیامت پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور سب نبیوں پر اور دے اپنا مال اللہ کی محبت سے رشتہ داروں پر اور یتیموں اور مسکینوں اور کافروں اور مانگنے والوں کو اور (خرچ کرے) غلام آزاد کرنے میں اور صحیح صحیح ادا کیا کرے نماز اور دیا کرے زکوٰۃ اور جو پورا کرنیوالے ہیں اپنے وعدوں کو جب کسی سے وعدہ کرتے ہیں اور کمال نیک ہیں جو صبر کرتے ہیں مصیبت میں اور سختی میں اور جہاد کے وقت یہی لوگ ہیں جو راست باز ہیں اور یہی لوگ حقیقی پرہیزگار ہیں۔

۲۴:......انسان کی حقیقی منزل رضائے الٰہی ہے

قُلْ أَؤُنَبِّئُكُم بِخَيْرٍ مِّن ذَلِكُمْ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّهِ وَاللّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ (سورہ آل عمران آیت ۱۵)

ترجمہ: (اے میرے رسول!) آپ فرمائیے کیا بتاؤں تمہیں اس سے بہتر چیز ان کے لئے جو متقی بنیں ان کے رب کے یہاں باغات ہیں ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ رہیں گے (متقی) ان میں اور ان کے لئے پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور حاصل ہوگی انہیں خوشنودی اللہ کی اور اللہ تعالی خوب دیکھنے والا ہے اپنے بندے کو۔

۲۵:......نیکیوں میں سبقت لے جاؤ

وَسَارِعُواْ إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ (سورہ آل عمران آیت ۱۳۳)

ترجمہ: اور دوڑو بخشش کی طرف جو تمہارے رب کی طرف سے ہے اور (دوڑو) جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین جتنی ہے جو تیار کی گئی پرہیزگاروں کے لئے۔

۲۶:...... پاکیزہ رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ كُلُواْ مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُواْ لِلّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ۔(سورہ بقرہ آیت ۱۷۲)

ترجمہ: اے ایمان والوں کھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے تم کو دی ہیں اور شکر ادا کیا کرو اللہ تعالی کا اگر تم صرف اس کی عبادت کرتے ہو۔

۲۷:......تقوی اختیار کرنے کا حکم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اتَّقُواْ اللّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلاَ تَمُوتُنَّ إِلاَّ وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ۔(سورہ آل عمران آیت ۱۸۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے جیسے حق ہے اس سے ڈرنے کا اور (خبردار) نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔

۲۸:......صبر اور تقوی بڑے حوصلے کا کام ہے

لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُواْ الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُواْ أَذًى كَثِيراً وَإِن تَصْبِرُواْ وَتَتَّقُواْ فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الأُمُورِ۔ (سورہ آل عمران آیت ۱۸۶)

ترجمہ: یقیناً تم آزمائے جاؤ گے اپنی مالوں اور اپنی جانوں سے اور یقیناً تم سنو گے ان سے جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے اور ان لوگوں سے جنھوں نے شرک کیا اذیت دینے والی بہت باتیں اور اگر تم (ان دل آزاریوں پر) صبر کرو اور تقوی اختیار کرو تو بیشک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

۲۹:......پیرومرشد وسیلہ ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اتَّقُواْ اللّهَ وَابْتَغُواْ إِلَيهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُواْ فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔(سورہ مائدہ آیت ۳۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرو اللہ تعالی سے اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ اور جدوجہد کرو اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ۔

۲۹:......ظاہری باطنی گناہ ترک کرنے کا حکم

وَذَرُواْ ظَاهِرَ الإِثْمِ وَبَاطِنَهُ إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُواْ يَقْتَرِفُونَ۔(سورہ انعام آیت ۱۲۰)

ترجمہ اور ترک کردو ظاہری گناہ اور چھپے ہوئے کو بیشک وہ لوگ جو کماتے ہیں گناہ (تو) جلدی میں سزا دی جائیگی انہیں (اس گناہ کی) جس کا وہ ارتکاب کیا کرتے تھے۔

۳۱:......اطاعت الہی سے تنگ دستی نہیں بلکہ فراخی آتی ہے

وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُواْ التَّوْرَاةَ وَالإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيهِم مِّن رَّبِّهِمْ لأكَلُواْ مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِم مِّنْهُمْ أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاء مَا يَعْمَلُونَ- (سورہ مائدہ آیت ٦٦)

ترجمہ: اور اگر وہ قائم کرتے تورات اور انجیل کو (اپنے عمل سے) اور جو نازل کیا گیا ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے (تو فراخ رزق دیا جاتا انہیں حتی کہ وہ کھاتے اوپر سے بھی اور نیچے سے بھی) ان میں ایک جماعت اعتدال پر بھی ہے اور اکثر ان میں سے بہت برا ہے جو کر رہے ہیں۔

۳۲:......خدا کے نزدیک برا کون ہے

قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَلِكَ مَثُوبَةً عِندَ اللّٰهِ مَن لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ أُوْلَـئِكَ شَرٌّ مَّكَاناً وَأَضَلُّ عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ۔ (سوره مائده آيت ٦٠)

ترجمہ: آپ (انہیں) فرمایئے کیا میں آگاہ کردوں تمہیں کہ کون برا ہے ان سے باعتبار جزا کے اللہ کے نزدیک وہ لوگ (برے ہیں) جن پر لعنت کی اللہ نے اور غضب فرمایا ان پر اور بنایا ان میں سے بعض کو بندر اور بعض کو سور اور (وہ برے ہیں) جنہوں نے پوجا کی شیطان کی وہی لوگ بدترین ہیں بلحاظ درجہ کے اور دوسروں سے زیادہ بھٹکنے والے ہیں راہ راست سے۔

۳۳:......اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ ڈالو

وَأَنفِقُواْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلاَ تُلْقُواْ بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوَاْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۔ (سوره بقره آيت ١٩٥)

ترجمہ: اور خرچ کیا کرو اللہ کی راہ میں اور نہ پھینکو اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں اور اچھے کام کیا کرو بے شک اللہ تعالی محبت فرماتا ہے اچھے کام کرنے والوں سے۔

۳۴:......اللہ تعالی کے راستہ میں جہاد کرو

وَقَاتِلُواْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۔ (سوره بقره آيت ٢٤٤)

ترجمہ: اور لڑائی کر اللہ کی راہ میں اور جان لو کہ بیشک اللہ تعالی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

۳۵:......مجاہدین کا درجہ

لاَ يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُوْلِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُـلاًّ وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنَى وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْراً عَظِيماً (٩٥) وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوراً رَّحِيماً۔ (سوره نسآء آيت ٩٥۔٩٦)

ترجمہ: نہیں برابر ہو سکتے (گھروں میں) بیٹھنے والے مسلمان سوائے معذورں کے اور جہاد کرنے والے اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے بزرگی دی ہے اللہ تعالی نے جہاد کرنے والوں کو اپنی مالوں اپنی جانوں سے (گھروں میں) بیٹھ رہنے والوں پر درجہ میں اور سب سے وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالی نے بھلائی کا لیکن فضیلت دی ہے اللہ نے جہاد کرنیوالوں کو بیٹھنے والوں پر اجرِ عظیم ہے۔ ان کے لئے بلند درجے ہیں اللہ (کی جانب) سے اور (نوید) بخشش اور رحمت ہے اور اللہ تعالی سارے گناہ بخشنے والا اور ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔

۳۶:......مومن کی دعا دنیا و آخرت کے لئے

وِمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (سوره بقره آيت ٢٠١)

ترجمہ: اور بعض لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! عطا فرما ہمیں دنیا میں بھی بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی اور بچالے ہمیں آگے عذاب سے۔

۳۷:......اے اللہ ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا

رَبَّنَا لاَ تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ(٨) رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لاَّ رَيْبَ فِيهِ إِنَّ اللّٰهَ لاَ يُخْلِفُ الْمِيعَادَ۔ (سوره آل عمران آيت ٨۔٩)

ترجمہ:اے ہمارے رب نہ ٹیڑھے کر ہمارے دل بعد اس کے کہ تو نے ہدایت دی ہمیں اور عطا فرمائی ہمیں اپنے پاس سے رحمت بے شک تو ہی بہت زیادہ دینے والا ہے۔

اے ہمارے پرودگار! بے شک تو جمع کرنیوالا ہے سب لوگوں کو اس دن کہ نہیں کوئی شبہ جس (کے آنے میں) بیشک اللہ تعالیٰ نہیں پھرتا اپنے وعدے سے۔

۳۸:......دنیا میں باعزت زندگی گذارنے کا طریقہ

وَاعۡتَصِمُواْ بِحَبۡلِ اللّهِ جَمِيعاً وَلاَ تَفَرَّقُواْ وَاذۡكُرُواْ نِعۡمَتَ اللّهِ عَلَيۡكُمۡ إِذۡ كُنتُمۡ أَعۡدَاء فَأَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوبِكُمۡ فَأَصۡبَحۡتُم بِنِعۡمَتِهِ إِخۡوَاناً وَكُنتُمۡ عَلَىَ شَفَا حُفۡرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنۡهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللّهُ لَكُمۡ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُونَ۔ (سورہ آل عمران آیت ۱۰۳)

ترجمہ:اور مضبوطی سے پکڑ لو اللہ کی رسی سب مل کر اور جدا جدا نہ ہونا اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت (جو اس نے) تم پر فرمائی جب کہ تم تھے (آپس میں) دشمن پس اس نے الفت پیدا کردی تمہارے دلوں میں تو بن گئے اس کے احسان سے بھائی بھائی اور تم (کھڑے) تھے دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تو اس نے بچالیا تمہیں اس (میں گرنے سے) سے یونہی بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنی آیتیں تا کہ تم ہدایت پر ثابت رہو۔

۳۹:......شرک کرنے والے کی مغفرت نہیں

إِنَّ اللّهَ لاَ يَغۡفِرُ أَن يُشۡرَكَ بِهِ وَيَغۡفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَن يَشَاءُ وَمَن يُشۡرِكۡ بِاللّهِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلاَلاً بَعِيداً۔ (سورہ نساء آیت ۱۱۶)

ترجمہ:بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس (جرم عظیم) کو کہ شریک ٹھہرایا جائے اس

کے ساتھ اور بخش دیتا ہے اس کے ماسوا جتنے جرائم ہوں جس کے لئے چاہتا ہے اور جو شریک ٹھہرائے (کسی کو) اللہ کے ساتھ تو وہ گمراہ ہوا اور گمراہی میں دور نکل گیا۔

۴۰:......گھریلو معاملات میں فضل واحسان کی تلقین

وَإِن طَلَّقۡتُمُوهُنَّ مِن قَبۡلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ وَقَدۡ فَرَضۡتُمۡ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصۡفُ مَا فَرَضۡتُمۡ إَلاَّ أَن يَعۡفُونَ أَوۡ يَعۡفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقۡدَةُ النِّكَاحِ وَأَن تَعۡفُواۡ أَقۡرَبُ لِلتَّقۡوَى وَلاَ تَنسَوُاۡ الۡفَضۡلَ بَيۡنَكُمۡ إِنَّ اللّهَ بِمَا تَعۡمَلُونَ بَصِيرٌ ۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۳۷)

ترجمہ:اور اگر تم طلاق دو انہیں اس سے پہلے کہ تم انہیں ہاتھ لگاؤ اور مقرر کر چکے تھے ان کے لئے مہر تو نصف مہر (ادا کردو) جو تم نے مقرر کیا ہے مگر یہ کہ وہ (اپنا حق) معاف کردیں یا معاف کردے وہ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور (اے مردو) اگر تم معاف کردو تو یہ بہت قریب ہے تقوی سے اور نہ بھلایا کرو احسان کو آپس (لین دین) میں بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔

۴۱:......زکوٰۃ دینے والے متقی ہیں

لَّيۡسَ الۡبِرَّ أَن تُوَلُّواۡ وُجُوهَكُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ وَلَـكِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ آمَنَ بِاللّهِ وَالۡيَوۡمِ الآخِرِ وَالۡمَلآئِكَةِ وَالۡكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الۡمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الۡقُرۡبَى وَالۡيَتَامَى وَالۡمَسَاكِينَ وَابۡنَ السَّبِيلِ وَالسَّآئِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالۡمُوفُونَ بِعَهۡدِهِمۡ إِذَا عَاهَدُواۡ وَالصَّابِرِينَ فِي الۡبَأۡسَاء والضَّرَّاء وَحِينَ الۡبَأۡسِ أُولَـئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَـئِكَ هُمُ الۡمُتَّقُونَ۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۷۷)

ترجمہ:نیکی (بس یہی) نہیں کہ (نماز میں) تم پھیر لو اپنے رخ مشرق کی طرف اور مغرب کی طرف بلکہ نیکی (کا کمال) تو یہ ہے کہ کوئی شخص ایمان لائے اللہ پر اور روز قیامت

پراور فرشتوں پراور کتاب پراور سب نبیوں پراور دے اپنا مال اللہ کی محبت سے رشتہ داروں پر اور یتیموں اور مسکینوں اور کافروں اور مانگنے والوں کو اور (خرچ کرے) غلام آزاد کرنے میں اور صحیح صحیح ادا کیا کرے نماز اور دیا کرے زکوۃ اور جو پورا کرنیوالے ہیں اپنے وعدوں کو جب کسی سے وعدہ کرتے ہیں اور کمال نیک ہیں جو صبر کرتے ہیں مصیبت میں اور سختی میں اور جہاد کے وقت یہی لوگ ہیں جو راست باز ہیں اور یہی لوگ حقیقی پرہیزگار ہیں۔

۴۲:...... پاکیزہ چیزیں راہ خدا میں خرچ کرو

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلْ مَا أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۱۵)

ترجمہ: آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں آپ فرمایئے جو کچھ خرچ کرو (اپنے) مال سے تو اس کے مستحق تمہارے ماں باپ ہیں اور قریبی رشتہ دار ہیں اور یتیم ہیں اور مسکین ہیں اور مسافر ہیں اور جو نیکی تم کرتے ہو تو بلاشبہ اللہ تعالی اسے خوب جانتا ہے۔

۴۳:......شراب اور جوئے کی قطعی حرمت کا حکم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ (سورہ مائدہ آیت ۹۰)

ترجمہ: اے ایمان والو یہ شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر سب ناپاک ہیں شیطان کی کارستانیاں ہے سو بچو ان سے تاکہ تم فلاح پاجاؤ۔

۴۴:......جوئے کی حرمت کی حکمت

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ۔ (سورہ المائدہ آیت ۹۱)

ترجمہ: یہی تو چاہتا ہے شیطان کہ ڈال دے تمہارے درمیان عداوت اور بغض شراب اور جوئے کے ذریعہ اور روک دے تمہیں یاد الٰہی سے اور نماز سے تو کیا تم باز آنے والے ہو۔

۴۵:......شیطان تمہیں گمراہ کرنا چاہتا ہے

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا۔ (سورہ نسآء آیت ۶۰)

ترجمہ: کیا نہیں دیکھا آپ نے ان کی طرف جو دعوی کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے اس (کتاب) کے ساتھ جو اتاری گئی آپ کی طرف اور جو اتارا گیا آپ سے پہلے (اس کے باوجود) چاہتے ہیں کہ فیصلہ کرانے کے لئے (اپنے مقدمات) طاغوت کے پاس لے جائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ انکار کریں طاغوت کا اور چاہتا ہے شیطان کہ بہکاوے انہیں بہت دور تک۔

۴۶:......شیطان بدترین ساتھی ہے

وَالَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَن يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا۔ (سورہ نسآء ۳۸)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لئے اور نہیں ایمان رکھتے اللہ پر اور روز قیامت پر اور وہ (بدقسمت) ہوجائے شیطان جس کا ساتھی پس وہ بہت برا ساتھی ہے۔

۴۷:......اپنے حبیب ﷺ سے صحابہؓ کی سفارش

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ

حَوۡلِكَ فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ وَشَاوِرۡهُمۡ فِي الۡأَمۡرِ فَإِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَوَكِّلِينَ۔ (سورہ آل عمران آیت ۱۵۹)

ترجمہ: پس (صرف) اللہ کی رحمت سے آپ نرم ہوگئے ہیں ان کے لئے اور اگر ہوتے آپ تندمزاج سخت دل تو یہ لوگ منتشر ہوجاتے آپ کے آس پاس سے تو آپ درگذر فرمایئے ان سے اور بخشش طلب کیجئے ان کے لئے اور صلاح ومشورہ کیجئے، ان سے اس کام میں اور جب آپ ارادہ کرلیں (کسی بات کا) پھر توکل کرو اللہ پر بے شک اللہ تعالی محبت کرتا ہے توکل کرنیوالوں سے۔

۴۸:......سب بیویوں سے حسن سلوک کاحکم

وَلَنۡ تَسۡتَطِيعُوا أَنۡ تَعۡدِلُوا بَيۡنَ النِّسَاءِ وَلَوۡ حَرَصۡتُمۡ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الۡمَيۡلِ فَتَذَرُوهَا كَالۡمُعَلَّقَةِ وَإِنۡ تُصۡلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا۔ (سورہ نساء آیت ۱۲۹)

ترجمہ: اورتم ہرگز طاقت نہیں رکھتے کہ پورا پورا انصاف کرواپنی بیویوں کے درمیان اگرچہ تم اس کے بڑے خواہشمند بھی ہوتو یہ نہ کرو کہ جھک جاؤ (ایک بیوی کی طرف) بالکل اور چھوڑ دو دوسری کو جیسے وہ (درمیان میں) بھٹک رہی اور اگر تم درست کرلو (اپنا رویہ) اور پرہیزگار بن جاؤ بے شک اللہ تعالی غفور رحیم ہے۔

۴۹:......یہ دنیوی زندگی لہوولعب زندگی ہے

وَمَا الۡحَيَاةُ الدُّنۡيَا إِلَّا لَعِبٌ وَلَهۡوٌ وَلَلدَّارُ الۡآخِرَةُ خَيۡرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ أَفَلَا تَعۡقِلُونَ۔ (سورہ انعام آیت ۳۲)

ترجمہ: اورنہیں ہے دنیا کی زندگی مگر کھیل اور تماشا اور بے شک آخرت کا گھر بہتر ہے ان کے لئے جو (اللہ سے) ڈرتے ہیں تو کیا تم (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے۔

۵۰:......اہل ایمان اللہ تعالی سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَتَّخِذُ مِنۡ دُونِ اللّٰهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمۡ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ وَلَوۡ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذۡ يَرَوۡنَ الۡعَذَابَ أَنَّ الۡقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الۡعَذَابِ۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۶۵)

ترجمہ: اور کچھ لوگ وہ ہیں جو بناتے ہیں غیروں کو اللہ کا مدمقابل، محبت کرتے ہیں ان سے جیسے اللہ سے محبت کرنا چاہئے اور جو ایمان لاتے ہیں وہ سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں اللہ سے اور کاش (اب) جان لیتے جنہوں نے ظلم کیا (جو وہ اس وقت ہوجائیں گے) جب (آنکھوں سے) دیکھ لیں گے عذاب کہ ساری قوتوں کا مالک اللہ ہے اور بیشک اللہ تعالی سخت عذاب دینے والا ہے۔

۵۱:......اہل ایمان کو بےوقوف سمجھتے ہیں

وَإِذَا قِيلَ لَهُمۡ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤۡمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمۡ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعۡلَمُونَ۔ (سورہ بقرہ آیت۱۳)

ترجمہ: اور جب کہا جائے انہیں ایمان لاؤ جیسے ایمان لائے (اور) لوگ تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جس طرح ایمان لائے بیوقوف۔ خبردار! بے شک وہی احمق ہیں مگر وہ جانتے نہیں۔

۵۲:......اتباع شیطان کی ممانعت

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الۡأَرۡضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيۡطَانِ إِنَّهُ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِينٌ۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۶۸)

ترجمہ: اے انسانو! کھاؤ اس سے جو زمین میں ہے حلال (اور) پاکیزہ (چیزیں) اور شیطان کے قدموں پر قدم نہ رکھو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

۵۳:......اللہ کے دین کا مذاق اڑانے والوں سے دوستی کی ممانعت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ الَّذِينَ اتَّخَذُواْ دِينَكُمْ هُزُواً وَلَعِباً مِّنَ الَّذِينَ أُوتُواْ الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاء وَاتَّقُواْ اللّهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۔ (سورہ مائدہ۔آیت ۵۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! مت بناؤ ان لوگوں کو جنہوں نے بنا رکھا ہے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل ان سے جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے اور کفار سے (اپنے) دوست اور ڈرتے رہو اللہ تعالی سے اگر ہو تم ایمان دار۔

۵۴:......اللہ تعالی سے ڈرو قیامت سے خوف کرو

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْماً لَّا يَجْزِي وَالِدٌ عَن وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَن وَالِدِهِ شَيْئاً إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ ۔(سورہ لقمان آیت ۳۳)

ترجمہ: اے لوگو! ڈرتے رہا کرو اپنے رب سے اور ڈرو اس دن سے کہ نہ بدلہ دے سکے گا کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے اور نہ ہی بیٹا بدلہ دے سکے گا اپنے باپ کی جانب سے کچھ بھی بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور نہ دھوکہ دے تمہیں دنیوی زندگی اور نہ فریب میں مبتلا کرے تمہیں اللہ سے وہ بڑا مکار دھوکا باز ہے۔

۵۵:......بت تو مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَاباً وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِن يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئاً لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ۔ (سورہ الحج آیت ۷۳)

ترجمہ: اے لوگو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے پس غور سے سنو اسے بیشک جن معبودوں کو تم پکارتے ہو اللہ تعالی کو چھوڑ کر یہ تو مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اگر وہ سب جمع ہو جائیں اس (معمولی) سے) کام کے لئے اور اگر چھین لے ان سے مکھی بھی کوئی چیز تو وہ نہیں چھڑا سکتے اسے اس مکھی سے (آہ) کتنا بے بس ہے ایسا طالب اور کتنا بے بس ہے ایسا مطلوب۔

۵۶:......کوئی کام کرنے کا ارادہ کرو تو انشاء اللہ کہو

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَلِكَ غَداً،إلا ان يشاء الله (سوره كهف آيت ۲۳)

ترجمہ: ہرگز نہ کہنا کسی چیز کے متعلق کہ میں اسے کرنیوالا ہوں کل ،مگر یہ کہ اللہ نے چاہے تو۔

۵۷:......اے ایمان والو! عبادت کرو اور نیک کام کرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ (سورہ الحج آیت ۷۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو اور عبادت کرو اپنے پروردگار کی اور (ہمیشہ) مفید کام کیا کرو تا کہ تم (دین و دنیا میں) کامیاب ہو جاؤ۔

۵۸:......حلال روزی کھاؤ اور نیک عمل کرو

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحاً إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۔ (سورہ المومنون آیت ۵۱)

ترجمہ: اے (میرے) پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو بے شک جو اعمال تم کر رہے ہو میں ان سے خوب واقف ہوں۔

۵۹:...... برائی کا بدلہ نیکی سے دو

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ أَحْسَنُ السَّیِّئَةَ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ ۔(سورہ المومنون/۹۶)

ترجمہ: دور کرو اس چیز سے جو بہت بہتر ہے برائی کو ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں وہ بیان کرتے۔

۶۰:...... مسجد میں داخل ہونے کے آداب

فِیْ بُیُوْتٍ أَذِنَ اللّٰہُ أَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ۔ (سورہ نور آیت ۳۶)

ترجمہ: اوران گھروں میں (جنکے متعلق) حکم دیا ہے اللہ نے کہ بلند کئے جائیں اور لیا جائے ان میں اللہ تعالی کا نام اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں ان گھروں میں صبح وشام۔

۶۱:...... ماں باپ کی خدمت کا حکم

وَوَصَّیْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَیْہِ حَمَلَتْہُ أُمُّہُ وَھْناً عَلَی وَھْنٍ وَفِصَالُہُ فِیْ عَامَیْنِ أَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ إِلَیَّ الْمَصِیْرُ ۔ (سورہ لقمٰن آیت ۱۴)

ترجمہ: اور ہم نے تاکیدی حکم دیا انسان کو کہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے شکم میں اٹھائے رکھا اسے اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری کے باوجود اور اس کا دودھ چھوٹنے میں دوسال لگے (اس لئے ہم نے حکم دیا) کہ شکر ادا کرو میرا اور اپنے والدین کا، بے شک تم ہماری جانب لوٹ کر آنے والے ہو۔

۶۲:...... متقین کی صفات

الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُم بِالْغَیْبِ وَھُم مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ۔(سورہ انبیاء آیت ۴۹)

ترجمہ: جو ڈرتے رہتے اپنے رب سے بن دیکھے نیز وہ قیامت سے بھی ترساں رہتے ہیں۔

أُوْلَئِکَ ھُمُ الْوَارِثُوْنَ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ھُمْ فِیْھَا خَالِدُوْنَ ۔
(سورہ المومنون۔ ۱۱/۱۰)

یہی لوگ وارث ہیں جو وارث بنیں گے فردوس (بریں) کے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

الَّذِیْنَ إِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَالصَّابِرِیْنَ عَلَی مَا أَصَابَھُمْ وَالْمُقِیْمِیْ الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاھُمْ یُنفِقُوْنَ - (سورہ الحج آیت ۳۵)

ترجمہ: وہ لوگ جب اللہ تعالی کا ذکر کیا جاتا ہے ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں اور جو صبر کرنیوالے ہیں ان (مصائب وآلام) پر جو پہونچے ہیں انہیں اور جو صحیح ادا کرنیوالے ہیں انہیں اور جو صحیح ادا کرنیوالے ہیں نماز کو اور ان چیزوں سے جو ہم نے انہیں عطا فرمائی ہیں وہ خرچ کرتے ہیں۔

۶۳:...... کرامات اولیاء

قَالَ الَّذِیْ عِندَہُ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتَابِ أَنَا آتِیْکَ بِہِ قَبْلَ أَن یَرْتَدَّ إِلَیْکَ طَرْفُکَ فَلَمَّا رَآہُ مُسْتَقِرّاً عِندَہُ قَالَ ھَذَا مِن فَضْلِ رَبِّیْ لِیَبْلُوَنِیْ أَأَشْکُرُ أَمْ أَکْفُرُ وَمَن شَکَرَ فَإِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِہِ وَمَن کَفَرَ فَإِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ کَرِیْمٌ ۔(سورہ نمل آیت ۴۰)

ترجمہ: عرض کی اس نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا (اجازت ہو تو) میں لے آتا ہوں اسے آپ کے پاس اس سے پہلے کہ آپ کی آنکھ جھپکے جب آپ نے اسے دیکھا کہ وہ رکھا ہوا آپ کے نزدیک تو فرمانے لگے یہ میرے رب کا فضل (وکرم) ہے تاکہ وہ آزمائے مجھے کہ آیا میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جس نے شکر کیا تو وہ شکر کرتا ہے اپنے بھلے کے لئے اور جو ناشکری کرتا ہے (وہ اپنا نقصان کرتا ہے) بلا شبہ میرا رب غنی بھی ہے (اور) کریم بھی۔

۶۴:......اہل صبر اور متوکلین کو بہترین اجر

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُم مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفاً تَجْرِی مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ (۵۸) الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ۔ (سورہ عنکبوت آیت ۵۹/۵۸)

ترجمہ اور جولوگ ایمان لائے اورانہوں نے نیک عمل کئے انہیں ہم ٹھہرائیں گے جنت کے بالاخانوں میں رواق ہوں گے جن کے نیچے نہریں اور وہاں ہمیشہ ہمیش رہیں گے کتنا عمدہ صلہ نیک کام کرنیوالوں کا۔وہ جنہوں نے (ہر حال میں) صبر کیا اورصرف اپنے رب پر بھروسہ کئے ہوئے ہیں۔

۶۵:......اہل ایمان شاداں فرحاں ہوں گے

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ۔(سورہ روم آیت ۱۵)

ترجمہ:تو وہ جو ایمان لائے تھے اور نیک عمل کرتے رہے تھے وہ باغ (جنت) میں مسرور)اورمحترم ہوں گے۔

۶۶:......محسنین کی صفات

أُولَئِكَ عَلَى هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۔ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُواً أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ۔ (سورہ لقمٰن آیت ۶/۵)

ترجمہ: یہ لوگ ہدایت پر ہیں اپنے رب کی توفیق سے اور یہی لوگ دونوں جہانوں میں کامران ہیں۔اورکئی ایسے لوگ بھی ہیں جو بیوپار کرتے ہیں (مقصد

حیات سے) غافل کرنے والی باتوں کا تاکہ بھٹکاتے رہیں راہ خدا (اس کے نتائج سے) بےخبر ہوکراوراس کا مذاق اڑاتے ہیں یہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔

۶۷:......تمہیں دنیااورمکارشیطان دھوکہ میں مبتلانہ کردے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْماً لَّا يَجْزِي وَالِدٌ عَن وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَن وَالِدِهِ شَيْئاً إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ ۔ (سورہ لقمان آیت ۳۳)

ترجمہ:اےلوگو! ڈرتے رہا کرو اپنے رب سے اور ڈرو اس دن سے کہ نہ بدلہ دے سکے گا کوئی باپ اپنی اولاد کی طرف سے اور نہ کوئی اولاد اپنے باپ کی جانب سے کچھ بھی بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور نہ دھوکہ دے تمہیں دنیوی زندگی اور نہ فریب میں مبتلا کرے تمہیں اللہ سے،وہ بڑا مکار ہے دھوکہ باز ہے۔

۶۸:......آپ صبر فرمائیے اورصبح وشام تحمید وتسبیح کرتے رہئے

فَاصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَى۔ (سورہ طٰہٰ آیت ۱۳۰)

ترجمہ: پس (اے حبیب) صبر فرمائیے ان کی (دل دکھانے والی) باتوں پر اور پاکی بیان کیجئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اور رات کے لمحوں میں اس کی پاکی بیان کرو اور دن کے اطراف میں بھی تاکہ آپ خوش رہیں۔

۶۹:......مبلغ اسلام کو نرم خو اور خوش گفتار ہونا چاہیے

فَقُولَا لَهُ قَوۡلًا لَّيِّناً لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوۡ يَخۡشٰى۔ (سوره طه آيت ٤٤)

ترجمہ: اور گفتگو کریں اس کے ساتھ نرم انداز سے شاید کہ وہ نصیحت قبول کر لے (یا میری غضب سے)۔

ستر احادیثِ مبارکہ
سالکین کی رہنمائی کے لئے

۱)......ایمان کی سب سے افضل شاخ

عن ابی هريره رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ الايمان بضع و سبعون شعبة فاضلها قول لا اله الا الله ،وادناها اماطة الاذى عن الطريق ،والحياء شعبة من الايمان۔ (رواه مسلم ،باب بيان عدد شعب الايمان: رقم :١٥٣)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں۔ان میں سب سے افضل شاخ ''لا الہ الا اللہ'' کا کہنا اور ادنی شاخ تکلیف دینے والی چیزوں کا راستہ سے ہٹانا ہے اور حیا ایمان کی ایک (اہم) شاخ ہے (مسلم)

۲)......نجات والا کلمہ

عن ابی بکرؓ عنه قال :قا رسول الله ﷺ من قبل منی الکمة التی عرضت علی عمی فردها علی فهی له نجاة ۔(رواه احمد)

حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو وہ کلمہ کو قبول کرلے جس کو میں نے اپنے چچا (ابوطالب) پر (ان کے انتقال کے وقت) پیش کیا تھا اور انہوں نے اسے رد کردیا تھا وہ کلمہ اس شخص کے لئے نجات (کا ذریعہ) ہے۔ (مسند احمد)

۳)......ایمان کو تازہ کیسے کیا جائے؟

عن ابی ھریرۃؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: جددوا ایمانکم قیل: یا رسول اللہ! وکیف نجدد ایماننا؟ قال: اکثرو من قول لا الہ الا اللہ۔ (رواہ احمد والطبرانی واسنا د احمد حسن، الترغیب: ۴۱۵/۲)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے ایمان کو تازہ کرتے رہا کرو۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! ہم اپنے ایمان کو کس طرح تازہ کریں؟ ارشاد فرمایا: لا الہ الا اللہ کو کثرت سے کہتے رہا کرو۔

۴)......افضل الذکر

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنھما یقول: رسول اللہ ﷺ یقول: افضل الذکر لا الہ الا اللہ وافضل الدعا الحمد للہ (رواہ الترمذی وقال: ھذا حدیث حسن غریب، باب ماجاء ان دعوۃ المسلم مستجابۃ، رقم: ۳۳۸۳)

ترجمہ: جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ اور سب سے افضل دعا الحمد للہ ہے۔

۵)......اس کلمے سے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

عن ابی ھریرۃؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ماقال عبد: لا الہ الا اللہ

قط مخلصاً الا فتحت لہ ابواب السماء حتی تفضی الی العرش مااجتنب الکبائر۔ (رواہ الترمذی وقال: ھذا حدیث حسن غریب، باب دعاء ام سلمۃؓ، رقم: ۳۵۹۰)

ترجمہ! حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی بندہ خلوص دل سے لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو اس کے لئے عرش تک آسمان کے دروازے کھول دیئے جائیں بشرطیکہ وہ کبائر سے بچتا رہے۔

۶)......اس کلمہ کا فائدہ لازمی ہے۔

عن ابی ھریرۃؓ قال: قال رسول ﷺ: من قال لاالہ الا اللہ نفعتہ یوما من دھرہ یصیبہ قبل ذلك ما اصابہ۔ (رواہ البزار والطبرانی ورائہ رواۃ الصحیح الترغیب: ۴۱۴/۲)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس کو یہ کلمہ ایک نہ ایک دن ضرور فائدہ دیگا (نجات دلائیگا) اگرچہ اس کو کچھ نہ کچھ سزا پہلے بھگتنا پڑہ (بزار، طبرانی، ترغیب)

۷)......ذلت سے بچنے اور عزت حاصل کرنے کا راستہ

عن المقداد بن الاسودؓ یقول: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: لا یبقی علی ظھر الارض بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللہ کلمۃ الاسلام بعز عزیز اوذل ذلیل اما یعزھم اللہ عز وجل فیجعلھم من اھلھا او یذلھم فیدینون لھا۔ رواہ احمد ۴/۶

حضرت مقداد بن اسودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا روئے زمین پر کسی شہر، گاؤں، صحرا کا کوئی گھر یا خیمہ باقی نہیں

رہے گا جہاں اللہ تعالیٰ اسلام کے کلمہ کو داخل نہ فرمادیں، ماننے والے کو کلمہ والا بنا کر عزت دینگے نہ ماننے والے کو ذلیل فرمائیں پھر وہ مسلمانوں کے ماتحت بن کر رہیں گے۔ (مسند احمد)

۸)......اللہ اور رسولِ پاک سے محبت کی فضیلت۔

عن انس بن مالکؓ ان رجلا سال النبی ﷺ: متی الساعة یا رسول الله ؟ قال: ما اعددت لها ؟ قال: ما اعددت لها من كثير صلوٰة ولا صوم ولا صدقة ،ولكني احب الله ورسوله، قال : انت مع من احببت ۔ (رواه البخاری باب علامه الحب فی الله ۔رقم : ٦١٧١)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ آپ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے لئے تم نے کیا تیار کر رکھا ہے؟ اس نے عرض کیا: میں نے قیامت کے لئے نہ تو زیادہ (نفلی) نمازیں نہ زیادہ (نفلی) روزی تیار کئے ہیں اور نہ صدقہ، ہاں ایک بات ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہو۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو پھر (قیامت میں) تم ان ہی کے ساتھ ہوگے جن سے تم نے (دنیا میں) محبت رکھی۔ (بخاری)

۹)......ایمان کی تکمیل کی علامت

عن ابی امامةؓ عن رسول الله ﷺ انه قال: من احب لله ،وابغض لله،واعطى لله،ومنع لله فقد استكمل الايمان ۔ (رواه ابو دائود، با الدليلل على زيادة الايمان ونقصان ،رقم : ٤٦٧١)

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کسی سے محبت کی اور اسی کے لئے دشمنی کی اور (جس کو دیا)

اللہ ہی کے لئے دیا اور (جس کو نہیں دیا) اللہ تعالیٰ ہی کے لئے نہیں دیا تو اس نے ایمان کی تکمیل کر لی۔ (ابوداؤد)

۱۰)......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مبارکباد

عن اسن بن مالكؓ عنه قال: قال رسول الله ﷺ طوبى لمن امن بى ورانى مرة وطوبى لمن امن بى ولم يرنى سبع مرار۔(رواه احمد ۔۱۵۵/۳)

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اس کو تو ایک بار مبارکباد اور جس نے مجھے نہیں دیکھا اور پھر مجھ پر ایمان لایا اس کو سات بار مبارکباد۔ (مسند احمد)

۱۱)......ایمان کیا ہے؟

عن ابی امامةؓ ان رسول الله ﷺ ساله رجل فقال: يا رسول الله ! ماالايمان؟قال اذا سر تك حسنتك وسائتك سيئتك فانت مئومن۔(الحديث رواه الحاكم وصححه ووافقه الذهبى ١/ ١٣، ١٤)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ سے ایک صحابی نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ایمان کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کو نیکی اچھی لگے اور برائی سے نفرت ہونے لگے تو تم مومن ہو۔

۱۲)......ایمان کی لذت

عن العباس بن عبد المطلبؓ انه سمع رسول الله ﷺ يقول :ذاق طعم الايمان من رضى با لله ربا وبالاسلام دينا وبحمد ﷺ رسولا ۔(رواه مسلم ،باب الدليل على ان من رضى با لله ربا......رقم:١٥١)

حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو

یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ایمان کا مزہ اس نے چکھا (اور ایمان کی لذت اسے ملی) جو اللہ کو رب، اسلام کو دین اور محمد ﷺ کو رسول ماننے پر راضی ہوگیا (مسلم)

۱۳)......جہنم سے نجات کی ضمانت

عن عتبان بن مالك رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال : لا يشهد احد ان لا اله الا الله وانى رسول الله فيد حل النار ،او تطعمه ۔(وهو بعض الحديث) رواه مسلم ،با ب الدليل على ان من مات ...... رقم ۱٤۹

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالی کے سواء کوئی معبود نہیں اور میں (محمد ﷺ) اللہ تعالی کا رسول ہوں پھر وہ جہنم میں داخل ہو یا دوزخ کی آگ اس کو کھائے (مسلم)

۱۴)......حضور اکرم ﷺ کی شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار

عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال: قال النبی ﷺ : اسعد الناس بشفاعتی يوم القيامة من قال لا اله الا الله خالصا من قبل نفسه (وهو بعض الحديث)رواه البخارى ،باب صفة الجنه والنار ،رقم : ٦٥٧۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری شفاعت کا سب سے زیادہ نفع اٹھانے والا وہ شخص ہو جو اپنے دل کے خلوص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہے۔(بخاری)

۱۵)......مغفرت کی گیارنٹی

عن النواس بن سمعان رضی اللہ عنہ عنه انه سمع النبی ﷺ يقول : من مات وهو لا يشرك بالله شيئا فقد حلت له مغفرته ۔ رواه البرانى فى البر واسناد لاباس به۔ (محمع الزوائد ۱/ ۱٦٤)

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس کی موت اس حال میں آئی کہ اس نے اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو یقیناً اس کے لئے مغفرت ضروری ہوگی۔(طبرانی، مجمع الزوائد)

۱۶)......جس کے لئے جنت کے تمام دروازے کھلے ہیں۔

عن جرير رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: من مات لا يشرك بالله شيئا ولم يتند بدم حرام ادخل من اى ابواب الجنة شاء۔رواه الطبرانى فى الكبير ورجاله موثقون (مجمع الزوائد ۱/ ۱٦٥)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کی موت اس حال میں آئے کہ وہ اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو اور کسی کے ناحق خون میں ہاتھ نہ رنگے ہوں تو وہ جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے گا داخل کر دیا جائے گا (طبرانی، مجمع الزوائد)

۱۷)......اللہ تعالی کی عظمت دل میں بٹھانے کا فائدہ

عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ : اجلو الله يغفر لكم ۔ (رواه احمد ۵/ ۱۹۹)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی کی عظمت دل میں بٹھاؤ وہ تمہیں بخش دیں گے۔(مسند احمد)

۱۸)......کامل ایمان ہونے کی علامت

عن عبد الله بن عمرو رضی اللہ عنہ قال: رسول الله ﷺ : لا يؤمن احدكم حتى

يكون هواه تبعا لما جئت به ـرواه البغوى فى شرح السنة ۲۱۳/۱ ،قال النووى :حديث صحيح ،روبناء فى كتاب الحجة واسنا د صحيح، جامع العلوم والحكم ص ٣٦٤

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: کوئی شخص اس وقت تک (کامل) ایمان والانہیں ہوسکتا جب تک اس کی نفسانی چاہتیں اس دین کے تابع نہ ہوجائیں جس کو میں لے کرآیا ہوں (شرح السنۃ)

۱۹)......ایمان کی حقیقت

عن ابى الدرداءؓ عن النبى ﷺ قال: لكل شىء حقيقة وما بلغ عبد حقيقة الايمان حتى يعلم ان ما اصابه لم يكن ليخطئه وما اخطاه لم يكن ليصيبة (رواه احمد والطبرانى ورجاله ثقات ، ورواه الطبرانى فى الا وسط مجمع الزوائد ٤٠٤/٧

حضرت ابودرداء سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔کوئی بندہ اس وقت تک ایمان کی حقیقت کونہیں پہنچ سکتا جب تک اس کا پختہ یقین یہ نہ ہوکہ جوحالات اس کو پیش آئے ہیں وہ آنے ہی تھے اور جو حالات اس پرنہیں آئے وہ آ ہی نہیں سکتے تھے۔(مسنداحمد طبرانی،مجمع الزوائد)

۲۰)......ہراچھی بری تقدیر پرایمان

عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جدهؓ عن النبى ﷺ قال :لا يئومن المرء حتى يئومن با لقدر خيره وشره ـرواه احمد ـ ۱۸۱/۲

حضرت عمروبن شعیبؓ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی

کریم ﷺ نے ارشادفرمایا کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک ہراچھی بری تقدیر پرایمان نہ رکھے۔(مسنداحمد)

۲۱)......تقدیر لکھی جاچکی ہے

عن ابى الدرداءؓ قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: فرع الله الى كل عبد من خمس من اجله ورزقه واثرپ وشقى ام سعيد۔رواه احمد ۱۹۷/۵

حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشادفرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالی ہر بندے کی پانچ باتیں لکھ کرفارغ ہوچکے ہیں۔اس کی موت کا وقت،اس کا رزق،اسکی عمر،بدبخت ہے یا نیک بخت۔(مسنداحمد)

۲۲)......مجاہد کی حقیقت

فضاله بن عبيد رضى الله عنه قال: قال النبى ﷺ : المجاهد من جاهد نفسه ـ

حضرت فضالہ بن عبیدؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا مجاہدہ وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے یعنی نفسانی خواہشات سے بچنے کی کوشش کرے۔(ترمذی)

دنیامؤمن کے لئے قیدخانہ ہے

۲۳)......عن ابى هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ : الدنيا سجن المئومن وجنة الكافر۔رواه مسلم ،با ب الدنيا سجن للمومن......رقم : ۷٤۱۷

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: دنیامومن کے لئے قیدخانہ ہےاورکافر کے لئے جنت ہے(مسلم)

ف: ایک مومن کے لئے جنت میں جونعمتیں تیار ہیں اس لحاظ سے یہ دنیامومن کے لئے قیدخانہ ہےاورکافر کے لئے جو ہمیشہ کا عذاب ہےاس لحاظ سے دنیااس کے لئے جنت ہے۔(مرقاۃ)

۲۴)......نماز کی پابندی کرنیوالا جنتی

عن عثمان بن عفانؓ ان رسول الله ﷺ قال: من علم ان الصلاة حق واجب دخل الجنة ـرواه عبد الله بن احمد فی زیاداته وابو یعلی الا انه قال: حق مکتوب واجب والزار ینحوه ،ورجاله موثقون ،مجمع الزوائد ۱۵/۲

حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: جو شخص نماز پڑھنے کو ضروری سمجھے وہ جنت میں داخل ہوگا (مسند احمد، ابویعلی، بزار، مجمع الزوائد)

۲۵)......پنج گانہ نمازی غافل نہیں

عن ابی هریرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ: من حافظ علی هولاء الصلوٰت الکتوباتاب لم یکتب من الغافلین (الحدیث) رواه ابن خزینة فی صحیحة ،۱۸۰/۲

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: جوشخص ان پانچ فرض نمازوں کو پابندی سے پڑھتا ہے وہ اللہ تعالی کی عبادت سے غافل رہنے والوں میں شمار نہیں ہوتا۔ (ابن خزیمہ)

۲۶)......رات کے آخری حصہ کی فضیلت

عن ابی امامةؓ قال: قیل: یارسول الله ! ای الدعاء اسمع ؟ قال:جوف اللیل الاخر، ودبر الصلوٰت المکتوبات۔ رواه الترمذی وقال:هذا حدیث حسن،باب حدیث تنزل ربنا کل لیلة ـرقم:۳۴۹۹۔

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: یارسول اللہ! کون سے وقت کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ ارشادفرمایا رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد۔ (ترمذی)

۲۷)......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت

عن ابی الدرداءؓ قال : اوصانی خلیلی ﷺ بثلاث : بصوم ثلاثة ایام من کل شهر، والوتر قبل النوم، ورکعتی الفجر۔ رواه البرانی فی کبیر ورجال الصحیح ، مجمع الزوائد ۲/ ۴۶۰

حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں مجھے میرے حبیب ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی: ہرتین دن کے روزے رکھنا، سونے سے پہلے وتر پڑھنا اور فجر کی دو رکعت سنت ادا کرنا۔ (طبرانی، مجمع الزوائد)

۲۸)......ائمہ اور مؤذنین کی فضیلت

عن ابی هریرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ : الامام ضامن والمئوذن مئوتمن ،اللهم !ارشد الائمة واغفر للمئوذنین۔ رواه ابوداؤد ،باب ما یحب علی المئوذن ـرقم:۵۱۷

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: امام ذمہ دار ہے اور مؤذن پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! اماموں کی رہنمائی فرما اور مؤذنوں کی مغفرت فرما۔ (ابوداؤد)

۲۹)......مسجد میں آنے والے اللہ کے مہمان

عن سلمانؓ عن النبی ﷺ قال: من توضا فی بیته فاحسن الوضوء،ثم اتی المسجد،فهو زائر الله ،وحق علی المزور ان یکرم الزائر۔ رواه الطبرانی فی الکبیر واحد اسناد یه، جاله رجال الصحیح ،مجمع الزوائد ، ۱۴۹/۲

حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: جوشخص اپنے گھر میں اچھی طرح وضوکر کے مسجد آتا ہے وہ اللہ تعالی کا مہمان ہے (اللہ

تعالی اس کے میزبان ہیں) اور میزبان کے ذمہ ہے کہ مہمان کا اکرام کرے۔
(طبرانی، مجمع الزوائد)

۳۰)......نور کی بشارت

عن بريدةؓ عن النبى ﷺ قال: بشر المشا'ين فى الظلم الى المساجد بالنور التام يو م القيامة ۔ رواه ابودائود باب ماجاء فى المشى الى الصلوٰة فى الظلم ،رقم :٥٦١

حضرت بریدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا! قیامت کے دن کامل نور کی بشارت ہے ان لوگوں کے لئے جو اندھیری راتوں میں مسجد کی طرف چل کر جاتے ہیں۔

۳۱)......نمازیوں کے لئے دعائے مغفرت

عن عربا ض بن سارية رضى الله ان رطسول الله ﷺ كان يستغفر للصف المقدم ،ثلاثا ، ولثانى مرة ۔رواه ابن ماجه ،با ب فصل الصف المقد،رقم : ٩٩٦

حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پہلی صف والوں کے لئے تین مرتبہ اور دوسری صف والوں کے لئے ایک مرتبہ دعائے مغفرت فرماتے تھے۔(ابن ماجہ)

۳۲)......نماز کی صف کی فضیلت

عن ابى جحيفةؓ ان النبى ﷺ قال: من سد فرجة فى الصف غفرله۔رواه البزار واسناده حسن ،مجمع الزوائد ٢/ ٢٥١

حضرت ابوجحیفہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے صف میں خالی جگہ کو پر کیا اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔(مجمع الزوائد)

۳۳)......اللہ تعالی خوش ہوتے ہیں

عن عمر بن الخطابؓ قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: ان الله تبارك وتعالى ليعجب من الصلاة فى الجمع۔ رواه احمد واسناد حسن،مجمع الزوائد)

حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالی با جماعت نماز پڑھنے پر خوش ہوتے ہیں (مسند احمد، مجمع الزوائد)

۳۴)......سجدوں کی کثرت سے حضور ﷺ کی قربت

عن ابى فاطمة الازدى اوالاسدىؓ قال: قال لى النبى الله ﷺ : يا ابا فاطم! ان اردت ان تلقانى فاكثر السجود۔رواه احمد ٣/ ٧٢٤

حضرت ابوفاطمہ ارزدیؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابو فاطمہ! اگر تم مجھ سے (آخرت میں) ملنا چاہتے ہو تو سجدے زیادہ کرو یعنی نمازیں کثرت سے پڑھا کرو۔(مسند احمد)

۳۵)......تہجد میں اٹھنے والے ذاکرین ہیں

عن ابى سعيد وابى هريرة عنيهما قالا: قال رسول الله ﷺ اذا ايقظ الرجل اهله من اليل فصليا اوصلى ركعتين جميعا كتب فى الذاكرين والذاكرات ۔رواه ابو دائود ،باب قيا م اليل ،رقم ١٣٠٩

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب آدمی رات میں اپنے گھر والوں کو جگاتا ہے اور میاں بیوی دونوں تہجد کی (کم ازکم) دو رکعت پڑھ لیتے ہیں تو ان دونوں کا شمار کثرت سے ذکر کرنے والوں میں ہو جاتا ہے۔(ابوداؤد)

۳۶)......دعوتِ دین کے اصول

عن ابن عباس رضی الله عنهما عن النبی ﷺ قال: علمو ویسروا ولا تعسروا (الحدیث) ۔رواه احمد ۳۷۳/۱

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو (دین) سکھاؤ، ان کے ساتھ آسانی کا برتاؤ کرو اور سختی کا برتاؤ نہ کرو۔(مسند احمد)

۳۷......دین کی سمجھ خدا کی نعمت ہے

عن عبد الله یعنی ابن مسعودؓ قال: قال رسول الله ﷺ اذا اراد الله عبده خیرا فقهه فی الدین، والهمه رشده ۔رواه البزار والطبرانی فی الکبیر ورجاله موثقون، مجمع الزوائد ۳۲۷/۱

ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالی کسی بندہ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں اور صحیح بات اس کے دل میں ڈالتے ہیں۔(بزار، طبرانی، مجمع الزوائد)

۳۸)......علم سکھانے میں کنجوسی کرنا اللہ کو ناراض کرنا ہے

عن ابی هریرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ: من سئل عن علم فکتمه الجمه اللله بلجام من نار یوم القیامة ۔رواه ابوداؤد، باب کراهیة منع العلم، رقم :: ۳۶۵۷

حضرت ابو ہرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص سے علم کی کوئی بات پوچھی جائے اور وہ (باوجود جاننے کے) اس کو چھپایا تو اللہ تعالی قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام ڈالیں گے۔(ابوداؤد)

۳۹)......اللہ تعالی کی رضا اور مغفرت

عن جندبؓ قال: قال رسول الله ﷺ: من قرا یٰسٓ فی لیلة ابتغاء وجه الله غفر له ۔رواه ابن حبان (ورجاله وثقات)۶/ ۳۱۲

حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے سورہ یٰسین کسی رات میں اللہ تعالی کی رضا کے لئے پڑھی تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔(ابن حبان)

۴۰)......آیاتِ شفاعت

عن ابی هریرةؓ عن النبی ﷺ قال: ان سورة من القرآن ثلاثون آیة شفعت لرجل حتی غفرله وهی سوره تبارك الذی بیده الملك ۔رواه الترمذی وقال: هذا حدیث حسن، باب ماجاء فی فضل سورة الملك، رقم ۲۷۹۱

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قراان کریم میں ایک سورت تیس آیت کی ایسی ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرتی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کی مغفرت کر دی جائے وہ سورہ "تبارک الذی" ہے (ترمذی)

۴۱)......تین سورتوں کی فضیلت

عن ابن عباسؓ عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: اذا زلزلت تعدل نصف القرآن، وقل هو الله احد تعدل ثلث القرآن، وقل یایها الکفرون تعدل ربع القرآن۔ رواه الترمذی وقال: هذاحدیث غریب، باب ماجاء فی اذا زلزلت، رقم: ۲۷۹۴

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سورۂ اذازلزلت آدھے قرآن کے برابر ہے، سورہ قل ھو اللہ احد ایک تہائی قرآن کے برابر ہے اور سورۂ قل یاایہا الکفرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔(ترمذی)

۴۲)......ایک سورۃ ایک ہزار آیت کے برابر

عن ابن عمرؓ قال: قال رسول الله ﷺ: الا یستطیع احدکم ان یقرا

الف آیة فی کل یوم ،قالوا:ومن یستطیع ذلك قال : اما یستطیع احدکم ان یقرا الھکم التکاثر ۔رواہ الحاکم وقال : رواہ ھذا الحدیث کلھم ثقات وعقبة ھذا غیر مشھور ووافقة الذھبی : ۵٦٧/١

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: کیاتم میں سےکوئی اس بات کی طاقت نہیں رکھتا کہ روزانہ ایک ہزار آیتیں قرآن شریف کی پڑھ لیا کرے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کس میں یہ طاقت ہے کہ روزانہ ایک ہزار آیتیں پڑھے،ارشادفرمایا: کیاتم میں کوئی اتنا نہیں کرسکتا کہ سورۃ ''الھاکم التکاثر'' پڑھ لیا کرے (کہ اس کا ثواب ایک ہزار آیتوں کے برابر ہے)۔(مستدرک حاکم)

۴۳)......ذکراللہ کی برکت

عن ابی سعید الخدریؓ ان رسول اللہ ﷺ قال : لیذکر ن اللہ قوم علی الفرش الممھدة یدخلھم الجنات العلی ۔رواہ ابو یعلی واسناد حسن ،مجمع الزوائد ۔ ٨٠/١٠

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: بہت سے لوگ ایسے ہیں جو نرم نرم بستروں پر اللہ تعالی کا ذکر کرتے ہیں اللہ تعالی اس ذکر کی برکت سے ان کو جنت کے اعلی درجوں میں پہنچا دیتے ہیں۔(ابویعلی،مجمع الزوائد)

۴۴)......نفاق سے برأت

عن ابی ھریرۃؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ من اکثر ذکر اللہ فقد بری من النفاق ۔رواہ الطبرانی فی الصغیر وھو حدیث صحیح ،الجامع الصغیر ۵٧٩/٢

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: جو شخص اللہ تعالی کا ذکر کثرت سے کرے وہ نفاق سے بری ہے (طبرانی، جامع صغیر)

۴۵)......محبوب کلماتِ مبارکہ

عن ابی ھریرۃؓ قال :قال النبی ﷺ : کلمتان حبیبتان الی الرحمن خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ۔ رواہ البخاری ،باب قول اللہ تعالی ونضع الموازین القسط لیوم القیامة ،رقم : ٧٥٦٣

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ تعالی کو بہت محبوب، زبان پر بہت ہلکے اور ترازوں میں بہت وزنی ہیں۔ وہ کلمات سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ہیں۔(بخاری)

۴٦)......لقمۂ حلال اور شکر کی برکت

عن انس بن مالكؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ لیرضی عن العبد ان یاکل الاکلة فیحمدہ علیھا،اویشرب الشربة فیحمدہ علیھا ۔رواہ مسلم ،باب استحجاب حمد للہ تعالی بعد الاکل والشرب ،رقم: ٦٩٣٢

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: اللہ تعالی اس بندہ سے بے حد خوش ہوتے ہیں جو لقمہ کھائے اور اللہ تعالی کا شکر ادا کرے یا پانی کا گھونٹ پیئے اور اس پر اللہ تعالی کا شکر ادا کرے۔(مسلم)

۴٧)......اللہ اکبر کی عظمت

عن انسؓ قال ان رسول اللہ ﷺ قال : ان سبحان اللہ،والحمدللہ، ولا الہ الا اللہ ،واللہ اکبر تنقض الخطایا کما تنقض الشجرة ورفعھا ۔ رواہ احمد ١٥٢/٣

حضرت انسؓ روایت کرتے ہےں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا سبحان اللہ،

الحمدلله، لا اله الا الله ،الله اکبر کہنے کی وجہ سے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے (سردی میں) درخت سے پتے جھڑتے ہے۔(مسند احمد)

۴۸)......غریب مومن کی فضیلت

عن جابر بن عبد اللہؓ ان رسول الله ﷺ قال: یدخل فقراء المسلمین الجنة قبل اغنیا ئهم باربعین خریفا۔رواه الترمذیوقال : هذا حدیث حسن،باب ماجاء ان فقراء المهاجرین......رقم : ۲۳۵۵

حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان فقراء مسلمان مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔(ترمذی)

۴۹......انسانیت کا احترام

عن عائشةؓ انها قالت: امرنا رسول الله ﷺ ان تنزل الناس منازلهم ۔ رواه مسلم فی اول صحیحه

حضرت عائشہؓ فرماتی ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اس بات کا حکم فرمایا کہ ہم لوگوں کے ساتھ ان کے مراتب کالحاظ کرکے برتاؤ کیا کریں۔(رواہ مسلم فی اول صحیحہ)

۵۰)......اللہ تعالیٰ کی بندہ سے محبت

عن رافع بن خدیجؓ قال : قال رسول الله ﷺ : اذا احب الله عزوجل۔عبدا حماه الدنیا کما یظل احدکم یحمی سقیمه الماء ۔رواه الطبرانی واسناده حسن ،مجمع الزوائد ۔ ۵۰۸/۱

حضرت رافع بن خدیجؓ روایت کرتے ہےں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت فرماتے ہیں تو اس کو دنیا سے اس طرح بچاتے ہیں جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے مریض کو پانی سے بچاتا ہے(طبرانی،مجمع الزوائد)

۵۱)......مصیبتوں پر صبر اور صبر پر اجر

عن محمود بن لبیدؓ ان رسول الله ﷺ قال: اذا احب الله قوما ابتلاهم ، فمن صبر فله الصبر و من جزع فله الجزع ۔رواه احمد و رجاله ثقات ،مجمع الزوائد ۱۱/۳

حضرت محمود بن لبید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ لوگوں سے محبت فرماتے ہیں تو ان کو (مصیبتوں میں ڈال کر) آزماتے ہیں، چنانچہ جو صبر کرتا ہے اس کیلئے صبر (کا اجر) لکھ دیا جاتا ہے اور جو بے صبری کرتا ہے تو اس کے لئے بے صبری لکھ دی جاتی ہے (پھر وہ روتا پیٹتا ہی رہتا ہے)۔(مسند احمد،مجمع الزوائد)

۵۲)......بیماری سے گناہ معاف ہوتے ہیں

عن ابی هریرةؓ قال: قال رسو ل الله ﷺ : لا یزال الملیلة والصداع بالعبد والامةوان علیهما من الخطایا مثل احد ،فما یدعهما وعلیهما مثقال خردلة ۔رواه رواه ابو یعلی ،ورجاله ثقات ،مجمع الزوائد ۲۹/۳

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی مسلمان بندے اور بندی پر مسلسل رہنے والا اندرونی بخار یا سر کا درد ان کے گناہوں میں سے رائی کے دانے کے برابر بھی کسی گناہ کو نہیں چھوڑتے اگرچہ ان کے گناہ احد کے پہاڑ کے برابر ہوں۔(ابویعلی،مجمع الزوائد)

۵۳)......دیانتدار تاجر کا مقام

عن ابی سعیدؓ عن النبی ﷺ قال: التاجر الصدوق الامین ،مع النبیین والصدیقین والشهداء ۔رواه الترمذی وقال :هذا حدیث حسن ،باب ماجاء فی التاجر......رقم :۱۲۰۹

حضرت ابو سعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پوری سچائی اور امانت داری کیساتھ کاروبار کرنے والا تاجر انبیاء ،صدیقین اور شہداء کیساتھ ہوگا۔(ترمذی)

۵۴)......تکبر کی نحوست

عن عبد اللہؓ عن النبی ﷺ قال: لا یدخل الجنة من کان فی قلبه مثقال ذره من کبر ۔رواہ مسلم ،باب تحریم البیر و بیانه،رقم:۲٦۷

حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جنت میں نہیں جائیگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو۔(مسلم)

۵۵)......معافی اور بخشش کا ذریعہ

عن ابی ھریرہؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ : من اقال مسلما اقاله الله عثرته۔رواہ ابو دائود،باب فی فضل الاقالة ،رقم: ۳٤٦۰

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مسلمان کی بیچی یا خریدی ہوئی چیز واپسی پر راضی ہوجاتا ہے اللہ تعالی اس کی لغزش کو معاف کردیتا ہے۔(ابوداؤد)

۵٦)......غصہ پر قابو پانے والا سب سے زیادہ طاقتور

عن ابی ھریرہؓ ان رسول اللہ ﷺ قال: لیس الشدید بالصرعة ،انما الشدید الذی یملك نفسه عند الغضب۔رواہ البخاری ،باب الخدر من الغضب ،رقم: ٦١١٤

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: طاقتور وہ نہیں ہے جو (اپنے مقابل کو) پچھاڑ دے بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پالے۔(بخاری)

۵۷)......حسنِ اخلاق کی دعاء

عن ابن مسعودؓ ان رسول اللہ ﷺ کان یقول : اللھم احسنت خلقی فاحسن خلقی ۔رواہ احمد ۱/٤۰۳

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: اللھم احسنت خلقی فاحسن خلقی، یااللہ! آپ نے میرے جسم کی ظاہری بناوٹ اچھی بنائی ہے میرے اخلاق بھی اچھے کردیجئے۔(مسند احمد)

۵۸)......مومن مسلمان کی پہچان

عن عبد اللہ بن عمرؓ عن النبی ﷺ قال: المسلم من سلم المسلمون من لسانه و یده،والمھاجر من ھجر ما نھی اللہ عنه ۔رواہ البخاری،باب المسلم من سلم المسلمون ......رقم: ۱۰

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔اور مہاجر یعنی چھوڑنے والا وہ ہے جو ان تمام کاموں کو چھوڑ دے جس سے اللہ تعالی نے روکا ہے۔(بخاری)

۵۹)......زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کریگا

عن عبد اللہ بن عمروؓ یبلغ به النبی ﷺ : الرحمون یرحمھم الرحمن ، ارحموا اھل الارض یرحمکم من فی السماء ۔رواہ ابو دائود۔باب فی الرحمة،رقم: ٤٩٤١

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں: رحم کرنے والوں پر رحمان رحم کرتا ہے۔تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کریگا۔(ابوداؤ)۔

۶۰)......اللہ تعالیٰ کے قرب کا مستحق

عن ابی امامةؓ عنه قال: قال رسول الله ﷺ ان اولی النا س بالله تعالی من بداهم بالسلام۔رواہ ابو دائود،باب فی فضل من بدا بالسلام ،رقم:۵۱۹۷

حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے قرب کا زیادہ مستحق وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔(ابوداؤد)

۶۱)......جماعت کے ساتھ رہنا رحمت ہے

عن النعمان بن بشیرؓ قال: قال رسول الله ﷺ الجماعة رحمة والفرقة عذاب۔ (وهو بعض الحدیث)رواہ عبد الله بن احمد والبزاروالطبرانی ورجالهم ثقات،مجمع الزوائد ۹۲/۵

حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جماعت (کے ساتھ مل کر چلنا) رحمت ہے اور جماعت سے الگ ہونا عذاب ہے۔(مسند احمد،،بزار،طبرانی،مجمع الزوائد)

۶۲)......دنیا کی قیمت ایک مچھر کے برابر بھی نہیں۔

عن سهل بن سعدؓ قال: قال رسول الله ﷺ : لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة ما سقى كافرا منها شربة ماء ۔رواہ الترمذی وقال: هذا حديث صحيح غريب،باب ماجاء فی هو ان الدنيا علی الله عزو جل ،رقم: ۲۳۲

حضرت سہل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر دنیا کی قدر و قیمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی نہ پلاتے (کیونکہ دنیا کی قیمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنی بھی نہیں ہے اس لئے کافر فاجر کو بھی دنیا بے حساب دیدی ہے)۔ترمذی)

۶۳)......انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت

عن خريم بن فاتكؓ قال : قال رسول الله ﷺ : من انفق نفقه فی سبيل الله كتبت له سبعمائة ضعف۔رواہ الترمذی و قال هذا حديث حسن ،باب فی فضل النفقه فی سبيل الله ، رقم:۱۶۲۵

حضرت خریم بن فاتکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کچھ خرچ کرتا ہے وہ اس کے نامہ اعمال میں سات سو گنا لکھا جاتا ہے۔(ترمذی)

۶۴)......دین اسلام کی ترویج واشاعت

عن ابن عباسؓ قال : قال رسول الله ﷺ : تسمعون ويسمع منكم ،ويسمع منكم ۔رواہ ابو دائود،باب فضل نشر العلم ،رقم: ۳۶۵۹

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج تم مجھ سے دین کی باتیں سنتے ہو،کل تم سے دین کی باتیں سنی جائیں گی۔پھر ان لوگوں سے دین کی باتیں سنی جائیں گی جن لوگوں نے تم سے دین کی باتیں سنی تھیں (لہٰذا تم خوب دھیان سے سنو اور اسکو اپنے بعد والوں تک پہنچاؤ پھر وہ لوگ اپنے بعد والوں تک پہنچائیں اور یہ سلسلہ چلتا رہے۔)۔(ابوداؤد)

۶۵)......گمنام بندے کا مقام

عن سعدؓ قال : سمعت رسول الله ﷺ يقول: ان الله يحب العبد التقی ، الغنی،الخفی ۔رواہ مسلم ،باب الدنیا سجدن المومن ......رقم ۷۴۳۲

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ پرہیزگار،مخلوق سے بے نیاز،گمنام بندے کو پسند فرماتے ہیں۔(مسلم)

٦٦)......قتل کرنا کفر ہے

عن عبد اللہؓ قال: قال رسول الله ﷺ :سباب المسلم فسوق ،وقتاله کفر ۔ (رواہ البخاری ،باب مانیهی من السباب واللعن،رقم : ٦٠٤٤

حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: مسلمان کو گالی دینا بے دینی ہے اور قتل کرنا کفر ہے۔(بخاری)

ف: جو مسلمان کسی مسلمان کو قتل کرتا ہے وہ اپنے اسلام کے کام ہونے کی نفی کرتا ہے اور ممکن ہے کہ قتل کرنا کفر پر مرنے کا سبب بھی بن جائے۔(مظاہر حق)

٦٧)......سب سے افضل عمل

عن ابی ذرؓ قال: قال رسول الله ﷺ : افضل الاعمال الحب فی الله والبغض فی الله ۔رواہ ابو دائود،باب مانیة اهل الاهواء وبغضهم ،رقم: ٤٥٩٩

حضرت ابوذرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: سب سے افضل عمل اللہ تعالی کے لئے کسی سے محبت کرنا اور اللہ تعالی کے لئے کسی سے دشمنی کرنا ہے۔(ابوداؤد)

٦٨)......بندے سے محبت خالق کی تعظیم

عن ابی امامةؓ قال: قال رسول الله ﷺ : ما احب عبد عبد لله عزوجل الا اکرم ربه عزوجل ۔رواہ احمد ٢٥٩/٥

حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: جس بندہ نے اللہ تعالی کے لئے کسی بندہ سے محبت کی ،اس نے اپنے رب ذوالجلال کی تعظیم کی۔(مسند احمد)

٦٩)......صلہ رحمی

عن عبد الله بن عمرؓ قال: سمعت رسو ل الله ﷺ یقول : من احب ان یصل اباه فی قبره ،فلیصل اخوا ان ابیه بعده ۔رواہ ابن حبان (واسنادہ صحیح) ١٧٥/٢

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشادفرماتے ہوئے سنا: جو شخص اپنے والد کی وفات کے بعد ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنا چاہے جب کہ وہ قبر میں ہیں، تو اس کو چاہئیے کہ اپنے باپ کے بھائیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔(ابن حبان)

٧٠)......عمر درازی کا نسخہ

عن انس بن مالکؓ قال: قال رسول الله ﷺ : من سره ان یمد له فی عمره ویزاد له فی رزقه فلیبر والدیه ولیصل رحمه ۔رواہ احمد ٢٦٦/٣

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس کی عمر دراز کی جائے اور اس کے رزق کو بڑھادیا جائے اس کو چاہئے کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔(مسند احمد)

مؤلف کا دردِ دل

الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین وعلی اله واصحابه اجمعین۔ اما بعد۔قال الله تعا لی اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡ اوَالَّذِیۡنَ ھُمۡ مُحۡسِنُونَ(النحل پ ۱٤)

کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالی کا نیاز مند ہے۔

خالق مطلق حق تبارک وتعالی نے اپنے صفات کمالیہ کے مظاہرے کی خاطر تخلیق کائنات کا ارادہ فرمایا۔رب جلیل کی صمدیت اور بے نیازی کے بموجب تخلیق کی تکمیل کے لئے صرف حکم کن کافی ہوا۔اٹھار ہزار مخلوق کن فیکون کے مصداق پیدا ہوئے یہ سب کے سب باری تعالی ہی کے اسماء وصفات کی جلوہ گاہ ناز بنے۔ان کا ہر ذرہ اپنے وجود وبقاء میں حی وقیوم کا نیاز مند ہے اس کے سوا کسی اور کا زیر بار احسان اور محتاج کرم نہیں۔

لا ئی حیات آئی قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے

گویا انسان کی پوری زندگی اور زندگی کا ہر دن اور دن کا ہر گھنٹہ اور گھنٹہ کا ہر منٹ اور منٹ کا ہر سکنڈ اللہ تعالی کا عطا کردہ ہے۔اس میں کسی غیر خلق کو ذرہ برابر بھی دخل نہیں ہے۔

انسان ایک شاہ کار تخلیق ہے

اس جلوہ خانے کے رنگارنگ مظاہر فطرت اور ان گنت انواع مخلوقات میں انسان ایک عجوبہء روزگار شاہکار تخلیق ہے۔اپنے خلق کی صورت پر پیدا ہونے والا اپنے رب کی روح سے جان پانے والا،اپنے معبود کے اسماء وصفات کا مظہرِ اتم اور جلوۂ تام یہی انسان خود اپنی ذات میں ایک عالم بھی ہے اور جمیع کائنات کا خلاصہ بھی۔اسی کے فرق ناز پر خلافتِ الٰہیہ کا تاج وہاج جگمگار ہا ہے۔اس کے خصوصی شرف بلندی کی بنیاد اس کی صلاحیت،علم وعرفان،اور معرفت وحقیقت ہے اور اسی امتیازی صلاحیت کی بدولت تسخیرِ کائنات اسی کا مقدر ہے۔یہی وہ جبر واختیار کا حسن امتزاج ہے جس کے افعال پر خیر وشر،حسن وقبح اور اچھائی وبرائی کا اطلاق ہوتا ہے یہ خود اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے۔اسی سے باز پرس ہوگی اور اسی کے لئے جزاء وسزا اور نعیم وجحیم ہے کیونکہ یہ اگر بلندیوں کی طرف پرواز کرتا ہے تو فرشتوں سے آگے بڑھ جاتا ہے۔اور جب پستی وکمینگی کا رخ کرتا ہے تو شیاطین کو بھی پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔یہ مجموعہء اضداد،جامع الصفات حرص وآزار کا پتلا بھی ہے اور ایثار وقربانی کا پیکر بھی،ظلم وزیادتی کا خوگر بھی ہے اور عدل ومساوات کا دلدادہ بھی۔

حدیث پاک میں ارشاد فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "اتق المحارم تکن اعبد الناس" حرام کاموں سے بچ جا سب سے بڑا عابد گذار بن جائے گا۔مگر لوگ اسی میں ناکام ہوجاتے ہیں نفلی عبادات کا اہتمام کرتے ہیں لیکن گناہوں سے نہیں بچتے۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتاری کردار میں اللہ کا برہان
قہاری وغفاری وقدوسی وجبروت
یہ چار عناصر ہو تو بنتا ہے مسلمان

(اقبالؒ)

انسانوں کی رہنمائی کے لئے رشد وہدایت کا اہتمام

اس مظہر العجائب کی منفرد صلاحیت اور خصوصی منزلت ومرتب کا تقاضہ تھا کہ اس کی ہدایت ورہنمائی، تعلیم وتربیت کا خصوصی انتظام کیا جائے تا کہ اس کے افعال میں انضباط اور اس کی تمام صلاحیتوں اور استعداد میں ہم آہنگی اور ارتباط پیدا ہو۔اسی خصوصی رشد وہدایت کے فطری انتظام کا نام نبوت ورسالت ہے ۔اس خصوصی ہدایت کی ضرورت اتنی شدید تھی کہ پروردگار عالم نے پہلا انسان جو اس دنیا میں بھیجا تو اس کو بھی خصوصی ذریعہ ہدایت یعنی وحی سے سرفراز کیا تا کہ انسان کسی وقت بھی بغیر ہدایت کے نور کے، اندھیروں میں بھٹکتا نہ پھرے اور اپنی انتہا پسندی میں نہ تو خود اپنے آپ پر ظلم کرے اور نہ اپنے ابنائے جنس پر بلائے درماں بن کر ٹوٹ پڑے۔

اللہ سبحانہ کی طرف سے وحی کے ذریعے ہدایت کا نور لے کر انبیاء علیہم السلام اور پھر آخر میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے وحی الٰہی مظہر قرآن اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ سلم ہیں۔تصوف اور معرفت اور حقیقت بھی قرآن اور حدیث ان کے عکس ہیں۔جیسے نبوت کا عکس ولایت ہے اور معجزہ کا عکس کرامت ہے اسی طرح قرآن وسنت کا عکس تصوف اور معرفت بھی ہے۔اگر تصوف ومعرفت کو قرآن وحدیث کے بر خلاف کوئی پیش کرتا ہے تو وہ سراسر گمراہی وضلالت ہے۔جس طرح سورج سے چاند

عکس (روشنی) حاصل کرتا ہے اسی طرح ولایت کو نبوت سے نورِ معرفت اور نورِ تصوف حاصل ہوتا ہے کسی نے کیا خوب کہا۔

ولایت، بادشاہی علم اشیاء کی جہانگیری
یہ سب کیا ہیں فقط اک نقطہ ایماں کی تفسیریں

(اقبال)

تصوف اور معرفتِ الٰہی کا سرچشمہ بھی قرآنِ مجید ہے

واقعہ یہ ہے کہ انسان جب اپنے افعال میں توازن واعتدال قائم کر کے راستی پر آتا ہے تو کارگاہ ہستی میں صلاح وفلاح اور امن وچین برقرار رہتا ہے اور جب توازن واعتدال کی راہ چھوڑ کر ظلم وزیادتی پر اتر آتا ہے تو درندگی وبہیمت کا طوفان کھڑا ہوتا ہے اور نظامِ عالم میں فتنہ وفساد برپا ہوتا ہے۔الغرض خصوصی اہتمام ہدایت کی بدولت نورِ وحی سے معصم ہو کر انسان نے اپنے مقام کو پہچانا، حق وباطل میں تمیز روا رکھی، انسانیت کے صحیح مفہوم سے آگاہ ہوا اور تہذیب وتمدن کی بناء ڈالی۔

پھر گاہے بگاہے امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ خطا ونسیان کے سبب جب غفلتوں کے پردے دبیز ہو جاتے اور سیاہ کاریوں کے اندھیروں میں انسان گھر جاتا تو پرودگار عالم وقتاً فوقتاً انبیاء ورسل کو مبعوث فرما کر دوبارہ انسان کو راہ پر لگنے اور راستی وپاکبازی اختیار کرنے کا موقع بہم پہنچاتا رہا۔تا آنکہ جب انسانیت بلوغ کی منزل کو پہنچی تو اول خلق آخر ظہور خاتم النبین نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے آپ کے ذریعہ اللہ کے فرمودات کا آخری ایڈیشن قرآن کریم اور شریعتِ محمدیہ کی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے۔قرآن ہی وہ سرچشمہ ہے جس سے دین ومذہب کے تمام احکامات اور تعلیماتِ الٰہی کا ظہور ہوتا ہے۔کلام اللہ کو

پڑھنے اور تلاوت کرنے اور اس میں غور وخوض ،تفکر اور تحقیق سے مقام تصوف اور معرفت الٰہی نصیب ہوتی ہے۔ جو قرآن وسنت پر عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں اسی کو تعلق مع اللہ اور نظامِ احسان کہا جاتا ہے ۔مومن جب اس کیفیت سے گذرتا ہے تو اس کو نورِ ایمانی اور حلاوتِ ایمانی نصیب ہوتی ہے اور یہی ہے نفس سے جہاد۔

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرارِ شہنشاہی

(اقبالؒ)

سیرتِ طیبہ قرآنِ حکیم کی عملی تعبیر وتشریح

زندہ نبی کا زندہ معجزہ قرآن کریم کی حفاظت ہے اس کی قرأت اور اس کے بیان کا ذمہ خود اللہ تبارک وتعالی نے لیا۔قرآن کریم کی حفاظت اس قدر عالم آشکار ہے کہ اسلام کے کسی بدترین دشمن کی بھی یہ مجال نہیں کہ اس کا انکار کرتے ہوئے یہ دعوی کرے کہ یہ قرآن وہ نہیں ہے جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔قرآن کا ایک ایک کلمہ تواتر کے ساتھ ثابت ہے ۔ یہاں کسی نوع کی تحریف وتصحیف کی گنجائش ہی نہیں جس طرح قرآن کی آیات محفوظ ہیں اسی طرح قرآن کی قرائت بھی محفوظ ہے اور قرآن کا بیان بھی۔اور قرآن کی تفاسیر بھی۔

صداقت مآب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ قرآن حکیم کے بلاکم وکاست بیان ہی کا دوسرا نام ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ فی الجملہ قرآن حکیم کی عملی تعبیر وتشریح اور مکمل طور پر قرآنی تعلیمات کی آئینہ دار ہے۔صد شکر کہ قرآن حکیم کی طرح اس بیان قرآن یعنی سیرتِ طیبہ کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ ہی نے لیا ہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ام المومنین حضرت عائشہؓ صدیقہ سے پوچھا کہ آپ ﷺ کے اوصافِ حمیدہ اور سیرتِ طیبہ کیا ہے؟ ام المونین نے جواب دیا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا۔عرض کیا بیشک قرآن تو پڑھا ہے فرمایا اللہ تعالی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن میں ارشاد فرمایا۔"انك لعلى خلق عظيم"۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کی تصویر تھے۔جو کچھ قرآن میں ہیں وہ آپ کے خلق میں تھا۔آپ کی زبان میں تھا،آپ کے عمل میں تھا،آپ سے صادر ہونے والے اعمال وافعال سنت وشریعت کہلاتے ہیں۔آپ وہی بولتے تھے جو اللہ تعالی چاہتے اور وہی کرتے تھے جو اللہ تعالی کا حکم ہوتا اسی کو حدیث کہا جاتا ہے۔

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادئ سینا

(اقبالؒ)

قرآنی تعلیمات کی اساس ہی توحید ہے

قرآن تعلیمات کی اساس وبنیاد اور اصل الاصول توحید ہے۔توحید خالص اپنی تمام تفصیلات کے ساتھ سیرت طیبہ میں عملاً جلوہ گر ہے۔قوانین تکوین ہی نہیں بلکہ قوانین تشریع یعنی انسانی اخلاق وکردار ،انفرادی واجتماعی زندگی اور معاشرتی انتظام وانصرام سے متعلق اصول وضوابط میں بھی توحید ہی ازلی وابدی حقیقت ہے۔دنیا میں قوانین تکوین کی کارفرمائی کا جہاں تک تعلق ہے آج توحید سے انکار کی جسارت کوئی ذی فہم نہیں کرسکتا۔علمی ترقی اور سائنسی ایجادات کے باعث مظاہر فطرت سے جس قدر ظاہری پردے اٹھائے جارہے ہیں توحید کی چھاپ اور گہری

ہوتی جارہی ہے۔حد ہے کہ مشرک اقوام بھی اپنے مشرکانہ عقائد پر شرمندہ اوران پر دلیل وبرہان قائم کرنے سے عاجز ہیں۔واقعہ یہ ہے کہ اللہ کی خالقیت اورربوبیت میں شرک کی کوئی گنجائش نہیں، یہ عقل ودانش اورفہم وفراست کے یکسر منافی اورانسانی ذہن کے لئے بعیداز قیاس اورناقابل تسلیم ہے۔فطرت میں اس امر کی گنجائش ہی نہیں ہے کہ اس عالم کی تخلیق کئی مخلوق کی رہینِ منت ہو۔خالق نے مخلوق بنائی اور کسی بھی جنس کوایک ماں اورایک باپ سے پیدا کیا، دنیا میں کوئی آدمی ایسا نہیں جس کے دوباپ یادوماں ہوں۔کیوں کہ قاعدہ کلیہ یہی ہے کہ مرد ہو یا عورت ہر ایک کا ایک ہی باپ ہوتا ہے۔دوباپ ہرگز نہیں ہوسکتے انسان کا وجود نہایت مختصر ہے۔تو اس کائنات کے دویاکئی خدا کیسے ہوسکتے ہے۔"والھکم الہ واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم"۔

معرفتِ الٰہی سے توحید کی چھاپ اورمضبوط ہوجاتی ہے۔معرفتِ الٰہی کا مطلب یہی ہے کہ بندہ خالص خدائے وحدہ لاشریک کا بندہ بن جائے اورغیر اللہ کو دل سے نکال دے۔

فرد دیکھے اگر دل کی نگہ سے
جہاں روشن ہے نورِ لا الہ سے
(اقبالؒ)

تصوف ومعرفت بھی حق تعالیٰ شانہ کی عظمت کے مظہر ہیں

قوانین فطرت کی یکسانیت اوران کا ناقابل تغیر ہونا پکار پکار کر کہتا ہے کہ ان کا خلق ومدبر ایک اورصرف ایک ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ فطری مظاہر اور قوانین تکوین میں مثلِ آفتاب نمایاں توحید کو ہر کہ ومہ کیا مسلمان کیا غیر مسلم کیا

سب ہی تسلیم کرتے ہیں مگر ستم ظریفی دیکھئے کہ قوانین تشریع میں توحید کی کارفرمائی سے سب ہی یکسر غافل اورروگرداں ہیں۔آج کا انسان اپنی خودمختاری کے زعم میں دنیا کے انتظام وانصرام میں اورمعاشرتی نظم وترتیب میں توحیداوراللہ کے حکم اوراس کے اختیار کے لئے کوئی گنجائش ہی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔تدبیر منزل اور سیاست تمدن میں صدق وصفا دیانت وامانت اورخداترسی وبے نفسی اورحقیقی ایثار وقربانی کو بے نتیجہ اورضرررساں سمجھتا ہے اوراس کے برخلاف مکر وفریب ،لوٹ کھسوٹ،توڑجوڑ،تصنع ،بناوٹ ریا وسمعہ کو جوسرتا سر شیطانی تدابیر اور رذائل اخلاق ہیں موثر اورمفید طلب خیال کرتا ہے۔یہ سارا طوفان بدتمیزی صرف اس لئے ہے کہ انسان نے درسِ توحید بھلادیا۔

تمام مصائب وآلام اورواہی تباہی کے اسباب کی وجہ سے ہے کہ اسلام تمام جلوؤں اوراحکامات کے ساتھ موجود ہے لیکن انسان نے اس میں بھی توحید کو دیگر صفات کے پردے میں چھپانے کی کوشش کی ہے۔حالانکہ وحدانیت کے بغیر نہ اسلام ہے، نہ ہی اس کائنات کا وجود۔اورتوحید وہ عظیم طاقت ہے جو کسی بھی طرح نہیں مٹ سکتی۔توحید کا جلوہ اس وقت بھی تھا جب یہ کائنات وجود میں نہیں آئی تھی اوراس وقت بھی ہوگا جب یہ کائنات باقی نہ رہے گی اس لئے انسان کی فطرت اور خمیر کا تقاضہ یہی ہے کہ وہ توحید کا اقرار کرکے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرے۔ سیرتِ طیبہ بھی توحید کا درس دیتی ہے، اورسیرتِ طیبہ، یاسنتِ نبوی کی عملی تشریح تصوف ومعرفت بھی اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عظمت ورفعت کا مظہر ہے۔مومن کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو مدنظر رکھ کر گذرتا ہے، دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم فقیہ الامت شیخ طریقت حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہیؒ حمد باری تعالیٰ میں فرماتے ہیں۔

احمد کی روایت میں
مالک کی درایت میں
سفیان کی ثقافت میں
نعمان کی فقاہت میں
میں نے تجھے دیکھا ہے

کائنات کا ذرہ ذرہ توحید پر ایمان رکھتا ہے

توحید کی جگہ تفریق وحدت کے بجائے دوئی اور وحدانیت کی جگہ ثنویت پر عمل پیرا ہے اگر چہ کہ کائنات کی تکوین وتخلیق کی حد تک اللہ کو مانتا ہے مگر مملکت کی تدبیر میں خود کو کلی طور پر بااختیار سمجھتا ہے اور شیطانی تدابیر کا موثر جان کر رحمان کی بجائے شیطان کی قہاری اور جبریت کے آگے سجدہ ریز ہوتا ہے۔ اس ورطہء ضلالت میں پھنس کر انسان نے اللہ کے اس احسان عظیم کو بھلا دیا کہ اس خالق مطلق نے جس کی قدرت کاملہ کا کائنات کا ہر ذرہ شہادت دے رہا ہے جہاں شمس وقمر بحر وبر اور شجر وحجر کی تنظیم اٹل قوانین فطرت کے ذریعہ فرمائی ہے وہاں انسانی دنیاوی زندگی کے لئے بھی مکمل اصول وضوابط عطا فرمائے ہیں۔ جس طرح اللہ کے قائم کردہ تکوینی قوانین اپنے نتائج میں قطعی اور حتمی ہیں اور ان میں کسی قسم کا فطور اور جھول نہیں ہے اسی طرح انبیاء کرام کے ذریعہ اللہ کے عطا کردہ تشریعی قوانین بھی قطعی طور پر موثر اور نتیجہ خیز ہیں نظامِ فطرت کے عین مطابق معاشرتی انتظام وانصرام میں توحید کی جلوہ گری اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ صرف اور صرف شریعت مطہرہ کی شکل میں تابندہ اور پائندہ ہے۔ یہ بات یاد رکھئے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ توحید پر ایمان رکھتا ہے اور اپنے خالق کا مطیع وفرماں بردار ہے لیکن ہائے افسوس جو کائناتِ عالم میں مخلوقات کا امام ہے جس

کو قدرت نے ''حضرت انسان'' کے خطاب عظیم سے سرفراز کیا ہے وہ غافل اور نافرمان ہے۔ لیکن ہر طرف بھٹکنے کے بعد ایک ہی راستہ ہے وہ راستہ ہے فرماں برداری کا۔ اللہ تعالی کے حضور سجدہ ریزی کا، گناہوں سے توبہ کرنے کا اول تا آخر بندے کے لئے رحمتِ خداوندی کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اسی در پر ہر بندے کو آنا پڑتا ہے۔ کیونکہ کائنات میں کوئی معبود نہیں ہے سوائے اللہ سبحانہ وتعالی کے۔

وہ سجدہ کہ جس سے روح زمیں کانپ جاتی تھی
اسی کو ترستے ہیں آج منبر ومحراب
(اقبالؒ)

کامل اسوہ حسنہ اور بہترین نمونہ عمل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا ہر پہلو اور کتاب سیرت کا ہر ورق توحید کا عکس جلی اور اس کے تمام تقاضوں کا حسین امتزاج ہے۔ توحید خالص کی آئینہ دار اور ذوق بندگی میں سرشار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ انسانی عظمتوں کی معراج اور حقیقی فوز وفلاح کا نقش دوام اور سعادتِ دارین کی ضمانت ہے۔ یہ وہ جامع اور کامل اسوہ حسنہ اور بہترین نمونہ عمل ہے جو وحدت انسانی کے تصور کی بنیاد پر بلا قید زمان ومکان بلا لحاظ قوم وملک بنی نوع انسان کی ہدایت کا ایک لازوال سرچشمہ ہے۔ یہاں ہر فرد بشر کے لئے ہر حال میں ہدایت کا نور اور ہر گامِ حیات میں کامرانی کی ضمانت نا قابل تردید تاریخی واقعات کی شہادت سے ثابت ہے فرمانِ رسول، اتحادِ فکر وعمل، بلند ترین صدق وصفا، دینی ودنیاداری فوز وفلاح کا نا قابل انکار معیار کمال ہے، یہاں انسان کی تمام صلاحیتیں اپنے عروج وکمال پر ہم آہنگ اور متواز ہیں۔

انسانی کمالات سے مزین آدمی اس وقت تک باکمال باادب نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ شریعت مطہرہ اور فرمانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی زندگی میں نہ لے آئے ،اور ان کو اپنی عادتِ ثانی نہ بنا لے،اور فکر وعمل میں عروج اور بارگاہِ خداوندی میں مقبولیت اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتی ۔جب تک کہ قرآن وسنت پرعمل اور عمل میں اخلاص اور اخلاص بھی ایسا کہ فنائیت کے مقام پر پہونچ جائے اور فنائیت معرفتِ الٰہی کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے اور یہی انسان کا اصل عروج اور کمال ہے اور یہی اسوہ حسنہ کا عکس ہے اور "انك لعلى خلق عظيم "کی تفسیر ہے۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے
(اقبالؒ)

انبیاء علیہم السلام کا وصف خاص اور عارف کی پہچان

سیرتِ طیبہ کی روشنی میں انسانی زندگی ایک اکائی اور وحدت کی حیثیت رکھتی ہے زندگی کے متعدد پہلو اور شعبہ جات باہم مربوط اور آپس میں ایک دوسرے کے معاون اور مددگار ہیں وہ کسی طرح ایک دوسرے سے متصادم نہیں ۔انسانی زندگی کو علیحدہ علیحدہ دینی و دنیاوی خانوں میں تقسیم اس لئے کیا گیا ہے کہ افعال انسانی پر دینی اور دنیاوی حکم محض بر سبیل تغلیب لگایا جاتا ہے ورنہ خالص سے خالص دنیاوی عمل بھی دینی پہلو لئے ہوئے ہے اور اسی طرح خالص دینی عمل حتی کہ نماز میں بھی دنیاوی حکمتیں اور برکتیں شامل ہیں ۔دین ودنیا کا یہی اتحاد اور جامعیت تعلیماتِ اسلامی اور سیرت نبوی کی عمل معرفتِ الٰہی کا طرۂ امتیاز ہے ۔سیرتِ طیبہ میں نعرہ تکبیر کی سرمستی کے ساتھ ہنگامہ ءکشور کشائی ولشکر کشی بھی ہے جہاں معرکہ کارزار

میں یادالٰہی ذکر ودعا میں مثالی محویت واستغراق ہے وہاں صبر وشکیبائی کے ساتھ مسلح پیکار اور حکمت عملی کے بلند معیار پر صف آرائی بھی ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ ''طریقت بجز خدمتِ خلق نیست'' ایک سچے عارف کی شان اور پہچان یہی ہے کہ وہ اپنے کو مخلوق کا خادم تصور کرتا ہے اور مخلوقِ خدا کو ہمہ وقت نفع پہونچاتا رہے ۔اور یہی انبیاء علیہم السلام کا وصف خاص ہے۔

اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے
(اقبالؒ)

اسلام عدل واحسان کا جامع ہے

یہودیت عدل محض اور قانون کی سخت گیری پر مبنی ہے اور عیسائیت سرتا سر احسان اور عفوودرگذر پر مگر اسلام عدل واحسان دونوں کا جامع ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں عدل واحسان اپنی مثالی بلندیوں پر حسنِ امتزاج ہے اور دونوں روئے خالص انسانی بھلائی اور خیرخواہی کے مقصد کے ساتھ موجود ہیں تاکہ انسانی معاشرہ ظلم وبربریت اور جور واستبداد سے محفوظ ومامون رہے ۔انسان کی تہذیب وتادیب اور اس کو اخلاق فاضلہ سے آراستہ وپیراستہ کرنے کے لئے عدل واحسان دونوں ضروری ہیں ۔پھر دونوں اپنے اپنے موقع ومحل کے تعین اور ضرورت کے مطابق اولیت اور ثانویت کی درجہ بندی کے ساتھ نتیجہ خیزی کے اوج تصوف، طریقت اور معرفت میں سموئے ہوئے ہیں ،اختلاف طبائع کا لحاظ کرتے ہوئے کہیں احسان کے مظہر کے طور پر عفوودرگذر نتیجہ خیز اور مفید مقصد ہوتا ہے اور کہیں معاشرے کے استحکام کی خاطر عدل کی سخت گیری۔بعض طبیعتیں عفوودرگذر سے

اصلاح پذیر ہوکر بندۂ بے دام ہو جاتی ہیں اور پھر کبھی برائی کا اعادہ نہیں کرتیں ایسے افراد کے بارے میں احسان کارگر ہوتا ہے اور بعض طبعتیں عفوو درگذر سے ڈھٹائی پر اتر آتی ہیں اور فتنہ وفسا پھیلانے پر مزید جری ہو جاتی ہے اور نتیجۃً معاشرہ اس کی لپیٹ میں آجاتا ہے ایسے افراد کے لئے قانونی تزیر اور قیام عدل از بس ضروری ہوتا ہے ظالم کو معاف کرنا ظلم کے ساتھ اعانت کے مترادف ہے خصوصیت کے ساتھ جہاں ظلم عمومی حقوق کی پامالی سے متعلق ہو ایسی صورت میں ظالم کو کیفرِ کردار تک پہچانا ظالم کے ساتھ بھی رحم کا برتاؤ ہے تاکہ وہ دنیاوی سزا کے نتیجہ میں اخروی سزا سے بری ہو سکے اور یہی تصوف کی روح ہے یعنی دنیا میں انسان برائیوں سے ایسا پاک وصاف ہو جائے کہ جب وہ حق تعالی بارگاہ میں طلب کیا جائے تو حق تعالی اس پر فخر کریں کہ میرا بندۂ مومن ہے۔

علم کی حد سے پرے بندہ مومن کے لئے
لذت شوق بھی ہے نعمت دیدار بھی ہے

(اقبالؒ)

حسن عمل کے بغیر نہ طریقت ہے نہ معرفت!

انسانی اعمال میں اخلاقی قدر و قیمت کا انحصار انسان کی نیت پر ہے انسانی اعضاء وجوارح کی حرکات وسکنات سے صادر ہونے والے عمل کے لئے حسنِ نیت بمنزلہ روح کے ہے۔ جس طرح بے روح جسم بے قیمت ہے اسی طرح حسنِ نیت کے بغیر خوشنما سے خوشنما عمل بھی اخلاقی حسن اور قدر و قیمت سے عاری ہے۔ ایسا بے روح وبے جان عمل نہ صرف یہ کہ اخلاقی فضیلت شمار نہیں کیا جاتا بلکہ اخلاقی عیب اور رذیلت قرار پاتا ہے جس خوبصورت عمل کے باطن میں نیت بھی اسی طرح اچھی

نہ ہو وہ دکھاوا ہے، بناوٹ ہے، تصنع ہے ریاکاری ہے اور فریب ومنافقت ہے۔

یہ سب مسلمہ معائب اور رذائل اخلاق ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ اخلاص وسچائی اور نیک نیتی کے بغیر حقیقی حسن عمل کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اعمال میں صدق وصفا اخلاص اور رضا جوئی خدا بے نفسی وبے غرضی اور نیت کی پاکی اللہ رب العالمین اور مالک یوم الدین کی حیثیت سے ایمان کے بغیر ناممکن ہے۔ ظاہر ہے ایمان باللہ اور ایمان بالآخرۃ کے بغیر نیت کو پاک کرنے کی زحمت کوئی کیوں اٹھائے۔ معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر نیت پاک نہیں ہوتی اور نیت کے پاکی کے بغیر کوئی عمل حسن عمل قرار نہیں پاتا اور حسن عمل کے بغیر نہ طریقت نہ تصوف اور نہ معرفت یہ سب کے سب حسنِ عمل کے بعد ظہور میں آتے ہیں۔ اسی وقت بے غرضی بے نفسی پیدا ہوتی ہے، یعنی مومن اپنی انا کو مٹادیتا ہے، اور باقی رہنے والی ذات کے حضور مودب رہتا ہے۔

میری زندگی کا مقصد ترے دیں کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں میں اسی لئے نمازی

جو بھی نعمت تم کو حاصل ہے وہ منجانب اللہ ہے

اللہ کریم نے اس دنیا میں نبی آدم کو نفس پرستی کے قعر مذلت سے نکال کر اوجِ عزت پر پہنچانے کے لئے انبیاء کو بھیجا اور بالآخر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس میں دین نے تکمیل پائی اور نعمتیں تمام ہوئیں اس نعمتِ عظمی نے انسان کو فکری وعملی افراط وتفریط کی ظلمتوں سے نکال کر خلافتِ ارضی کی بلندی پر فائز فرمایا۔ پھر کیوں نہ آپ کی تشریف فرمائی ساری انسانیت کا حسن قرار پائے، فکری افراط وتفریط کا شکار انسان کبھی تو خود فریبی میں مبتلا ہو کر ''انا ربکم الاعلی'' کا نعرہ بلند کرتا تھا اور کبھی مظاہر فطرت شجر وحجر کو اپنا معبود سمجھ کر ان کی پرستش سے اپنی

خودی کو چکنا چور کرتا تھا۔عملی افراط وتفریط کا یہ عالم کہ ہر طاقتور وتوانا ضعیف وناتواں کو کچل دینا اپنا حق سمجھتا تھا اور ہر تونگر و مال دار مفلس وقلاش کو اپنی ہوس کی بھینٹ چڑھاتے ذرہ برابر تامل نہیں کرتا تھا اور ہر رئیس وسردار اپنے مرؤس ورعایا کو انسان سمجھنے اوران کے کسی حق کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہء لا الہ الا اللہ کا نقش دل میں بٹھا کر انسانیت کو جو منوں بوجھ تلے کراہ رہی تھی اللہ کا بندہ بنایا اوراس کے سر پر خلافتِ الٰہی کا تاج رکھا اور خودشناسی کی منزل پر پہنچایا ۔اب اس احساس بندگی کے ساتھ انسان نے سر جو اٹھا کر دیکھا تو کائنات کو اپنی خدمت پر مسخر پایا حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے " وما بکم من نعمة فمن الله" (جو بھی نعمت تم کو حاصل ہے وہ اللہ کی دی ہوئی ہے) کا درس دے کر انسان کو عملی افراط وتفریط سے نجات دلائی ۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر طاقتور وتوانا اپنی طاقت وتوانائی کو اللہ کی عطا سمجھ کر عملی شکر کے طور پر ضعیف وناتواں کا دستگیر ہو گیا اور ہر تونگر ومال دار مال ودولت کو اللہ کی دین سمجھ کر اپنے مال میں مفلس ونادار کو شریک کرنے لگا اور ہر رئیس وسردار اپنی ریاست وحکومت اللہ کی دی ہوئی جان کر اللہ کے بندوں پر رحمت بن گیا۔ایک ہمہ گیر انقلاب بپا ہو گیا۔

علمائے کرام اولیاء کاملین اور مسند رشد وہدایت پر متمکن حضرات نے اپنے عمل اور کردار سے ثابت کیا کہ وہ اللہ کے بندوں کو نفع پہونچانے اور مخلوق خدا کو رحمتِ خداوندی کے سائے تلے لیجانا چاہتے ہیں انہوں نے اپنی خانقاہوں میں رہ کر جب وقت پڑا تو خانقاہوں سے باہر آ کر مخلوق کی پاسبانی اور رہبری کے فرائض انجام دیئے۔

مکتبِ عشق کا انداز نرا لا دیکھا
اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

ایثار وقربانی وہمدردی وغم خواری کا نام انسان ہے

حضورا کرم صلی اللہ نے اپنی بعثت کا مقصد وحید مکارم اخلاق کی تکمیل قرار دیا بلا شبہ انسانی ہدایت کے لئے اللہ کے خصوصی اہتمام یعنی سلسلہ نبوت کی آخری کڑی اور ہمیشہ ہمیشہ تا قیام قیامت تابندہ رسالتِ خاتم النبین کا مقصدِ بعثت یہی ہونا چاہئے تھا ۔کیونکہ اخلاق فضائل کے بغیر انسان ایک جانور تو ہوسکتا ہے مگر انسان نہیں بن سکتا ،انسانیت محض شکل وصورت اور حیاتی ضروریات مثلاً کھانے پینے اور سونے جاگنے کا نام نہیں ۔اگر ایسا ہوتا تو انسان اور حیوان میں فرق وامتیاز مشکل ہو جاتا انسانیت عبارت ہے ایثار وقربانی ہمدردی وغم خواری ،محبت واخوت ،عدل ومساوات اور صداقت ودیانت سے ۔ظاہر ہے یہ سب انسانی اقدارِ عالیہ ہیں،اخلاقی فضائل ہیں ،وہ انسانی پیکر جوان بلند اقدار اور عظمتوں پر فائز کرنے کی غرض ہی سے وجود میں آیا ہے،مکارمِ اخلاق سے عاری ہو تو انسان ارفع واعلی مقام پر فائز نہیں بلکہ بہیمیت اور درندگی کی پستی میں گرا ہوا ننگ انسانیت ہے۔وہ محض شکل وصورت میں انسان ہے مگر حقیقت میں انسان کا حسین مذاق ہے۔

حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسم کی بعثت کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو چکا اب کوئی نبی تا قیامت نہیں آئیگا لیکن کارِ نبوت باقی ہے،اور یہ اس وقت تک باقی رہے گا جب تک یہ دنیا باقی ہے،اس کے وارث علماء کرام اور مشائخ ہیں ۔کارِ نبوت سے روشناس کرانا اوران کو کارِ نبوت کا عامل بنانا یا خوگر بنانا علماء اور مشائخ کا کام ہے۔اور اس کتاب میں راقم الحروف نے یہی ثابت کرنے کی سعی کی ہے کہ قرآن وسنت اور سیرتِ طیبہ کے بغیر نہ طریقت، نہ تصوت، نہ معرفت قابلِ قبول ہے، نہ ہی ریاضیات ومجاہدات اور نفس کشی ۔اللہ تعالی عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین اوراس سیاہ کار کے

لئے اس کو توشۂ آخرت بنائے آمین۔

بندے نے اس کتاب میں اپنے مخلص اور باکمال بزرگوں اور دوستوں کا تذکرہ محض اس بنا پر کیا ہے کہ بندہ کو اپنے دوستوں اور متعلقین کی خوبیاں اور حسن اخلاق دیکھ کر بے پناہ خوشی ہوتی ہے اور میں دل سے ان خوبیوں کی قدر کرتا ہوں۔ دوستوں کے ذکر خیر میں ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ ان خوبیوں کو دوسرے بھی اپنائیں۔ ظاہر ہے اس زمانہ میں صحابہ کرام آئمہ ومجتہدین، اور غزالی، سیوطی اور مدنی، تھانوی، گنگوہی تو نہیں مل سکتے لیکن جن بزرگوں اور دوستوں میں جو خوبیاں اور حسن عمل ہے اس سے تو استفادہ کیا جاسکتا ہے اللہ تعالی حسن عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

خاکپائے آستانہ۔ حاذق الامت
محمد ادریس حبان رحیمی، چرتھاؤلی
خانقاہِ رحیمی بنگلور، کرناٹک
۲۴ شوال المکرّم ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۳ اکتوبر ۲۰۰۸ء

الله جل جلالہ

مری انتہائے نگارش بس ہے یہ
ترے نام سے ابتدا کررہا ہوں

یوں تو اللہ تعالی کے بہت سارے نام ہیں لیکن ان میں سے لفظ جلالہ (اللہ) اسم ذات اور باقی اسماء صفات ہیں۔ یہ نام اس وقت بھی تھا جب کائنات میں کچھ نہ تھا اور اس وقت بھی ہوگا جب کچھ باقی نہیں رہے گا، یہ نام کائنات کی روح اور جان ہے یہ دنیا اس وقت تک قائم رہے گی جب تک کسی ایک زبان پر بھی یہ مقدس نام جاری رہے گا۔ اور اگر کوئی ایک زبان بھی ''اللہ اللہ'' کہنے والا باقی نہ رہی تو بساطِ عالم کو لپیٹ دیا جائے گا، آسمان کی قندیلیں بجھا دی جائیں گی، دریاؤں اور سمندروں کا پانی خشک ہوجائے گا، پھولوں کا تبسم عنادل کا معصوم شور، حسین صبحوں کی انگڑائیاں، ٹھنڈی راتوں کا سکوت اور زندگی کے دل لبھاتے نظارے موقوف ہو جائیں گے۔ یہ نام ہر مذہب والے کی زبان پر ہے کسی نے اسے ''پرمیشور'' کہہ کر پکارا کسی نے ''برہم'' کہہ کر، کسی نے ''آہورمزدا'' ''ہومز'' کہا اور کسی نے ''الاہیا'' اور ''یزدان''۔ اگر گوش ہوش کے ساتھ سنا جائے تو پھولوں کی مسکراہٹ چڑیوں کی

چہچہاٹ پتوں کی سرسراہٹ اور کرنوں کی جگمگاہٹ میں ''اللہ اللہ'' کی آواز آتی اور اس کی قدرت جلوہ گر دکھائی دیتی ہے۔

اس نام کو حضرت آدم علیہ السلام نے وردِ زبان کیا تو ان کا اضطراب سکون میں بدل گیا، اس نام کی برکت سے حضرت زکریا علیہ السلام کے بڑھاپے کی خزاں میں یحییٰ علیہ السلام جیسا پھول کھلا، اس نام کی بدولت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے لئے دہکتا ہوا الاؤ گلشن بن گیا، اس نام والے کو یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں پکارا تو غم سے نجات ملی، حضرت موسیٰ علیہم نے پکارا تو پتھر سے چشمے رواں ہو گئے ، اور اچھلتا کودتا دریا خشک ہو گا، حصرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کا نام لیا تو نابینا بینا ہو گیا، کوڑھی تندرست ہو گیا مردہ جی اٹھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا نام لیا تو کنکریاں بول اٹھیں، چاند دو ٹکڑے ہو گیا، چٹانوں سے زیادہ سخت دلوں میں ہدایت کے چشمے ابل پڑے، عرب کے شہر اور بستیاں رشد و صلاح کے نور سے جگمگا اٹھیں، غرض یہ کہ اللہ کا نام لینا کبھی بے کار نہیں ہوتا، یہ نام ایسا مبارک اور با معنی ہے کہ اگر اس میں سے کوئی حرف گرا بھی دیا جائے تو بھی اس کا معنوی حسن برقرار رہتا ہے مثلاً شروع سے الف گرا دیا جائے تو للہ رہ جائے گا جس کا معنی ہے ''اللہ کے لئے'' قرآن حکیم میں ہے ''للہ ما فی السمٰوٰت والارض'' (اللہ کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے) اگر لام گرا دیں تو ''الہ'' رہ جائے گا جس کے معنی ہے ''معبود'' قرآن میں ہے ''والٰھکم الٰہ واحد'' (اور تمہارا معبود ایک معبود ہے) اور اگر الف اور لام دونوں کو حذف کر دیں تو ''لہ'' باقی رہ جائے گا، جس کا معنی ہے ''اس کے لئے'' اور اگر لام کو بھی حذف کر دیں تو ضمیر باقی رہ جائیگا اور اس کا متعین مرجع اللہ کے ذات کے سوا کون ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ''ہ'' کا معنی ہے وہ اور جب مطلقاً

''ہ'' (وہ) بولا جائے گا تو اس سے وہی مراد ہو گا جس کی شان ہر چیز سے ہویدا ہے آسمان کی بلندی میں ''وہ'' پہاڑوں کی جلال میں ''وہ'' ذروں کی زبانِ حال میں ''وہ'' دن کی روشنی میں ''وہ'' رات کی تاریکی میں ''وہ'' سورج کی کرنوں میں ''وہ'' کواکب کی چشمک میں ''وہ'' پھولوں کی چٹک میں ''وہ'' کلیوں کی مہک میں ''وہ'' عصافیر کی چہک میں ''وہ'' سبزے کی لہک میں ''وہ'' ابر کی دھمک میں ''وہ'' زندگی کی ہمک میں ''وہ'' لہروں کی لچک میں ''وہ'' صحرا کے سناٹے میں ''وہ'' آبادی کے ہنگامے میں ''وہ'' ملائکہ کی تسبیحات میں ''وہ'' مجاہدین کی تکبیرات میں ''وہ'' داؤد کے نغموں میں ''وہ'' موسیٰ کی تختیوں میں ''وہ'' کتابِ مقدس کی اناجیل میں ''وہ'' قرآن کے پاروں میں ''وہ''۔

قرآن میں تقریباً دو ہزار نو سو چالیس مرتبہ ''اللہ آیا ہے۔ انسان نے اسے غاروں اور ویرانوں میں تلاش کیا مگر غیب سے آواز آئی ''وفی انفسکم افلا تبصرون''' ادھر ادھر بھٹکنے والوں ذرا اپنی ذات میں تو جھانک کر دیکھو تمہاری گویائی میں''' وہ'' تمہاری شنوائی میں ''وہ'' تمہاری بینائی میں ''وہ'' تمہاری سانسوں کے زیر و بم میں ''وہ'' تمہاری رگِ جان میں ''وہ''۔

صوفیاء جو ''ہو'' کا ورد کرتے ہیں تو مراد ''وہی'' ہوتا ہے۔ مشہور صوفی شاعر حضرت سلطان باہوؒ کے ہر شعر کے آخر میں ''ہو'' آتا ہے، اس سے بھی اللہ تعالیٰ ہی مراد ہے اہل علم نے اس پر بحث کی ہے کہ اسم ذات مشتق ہے یا جامد، متعدد علماء اس بات کے قائل ہیں کہ یہ جامد لفظ ہے نہ یہ کسی سے ماخوذ نہ اس سے کوئی دوسرا لفظ ماخوذ ہے گویا جو مسمی کی شان ہے وہی اسم کی ہے۔ مسمی کی شان یہ ہے'' لم یلد ولم یولد '' (نہ اس نے جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا) اور یہی شان اسم کی ہے'' نہ اس

سے کوئی بنانہ اسے کسی سے بنایا گیا''۔

لیکن اکثر محققین کا خیال یہ ہے کہ یہ مشتق ہے، پھر اس کے ماٰخذ اشتقاق کے بارے میں مختلف اقوال ہے۔

(۱) یہ '' اَلـہَ یا َلـہ'' سے مشتق ہے جس کا معنی ہے عبادت کرنا اس اعتبار سے اسے ''اللہ'' اس لئے کہا جاتا ہے وہی عبادت کا مستحق ہے اسی کی عبادت کیجاتی ہے ۔تو الہٰ ''مالوہ'' کے معنی میں ہو گیا جیسا کہ امام ''مؤتم'' کے معنی میں ہوتا ہے۔

(۲) ''اَلہَ یا َلہُ'' سے بنا ہے اور اس کا معنی ہے حیرت زدہ رہ جانا اور حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے مالک کے بارے میں جتنا زیادہ غور وفکر کرتا ہے اس کے تحیر اور استعجاب میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے ہماری تو حقیقت ہی کیا ہے، جنہیں ہم اہل معرفت کہتے ہیں وہ برسوں کے مشاہدہ مراقبہ اور غور وفکر کے بعد پکار اٹھے '' ما عرفناك حقاً'' انسان نے اپنی ناقص عقل سے اسے پہچاننا چاہا مگر نہ پہچان سکا۔

علامہ اقبال نے اسی لئے تو کہا ؎

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغ راہ ہے منزل نہیں ہے

شیخ سعدی شیرازی رحمت اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے ؎

اے بر تر از خیال وقیاس گمان و وہم
ہرچہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ
دفتر تمام گشت و بہ پایاں رسید عمر
ما ہمچنان در اول وصف تو ماندہ ایم

ایک اور بہت پیارا شعر ہے ؎

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
میں جان گیا تیری پہچان یہی ہے

(۳) یہ ''اَلوَلہ'' سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے عقل کا گم ہو جانا عقل اپنی تمام تر سر گردانی اور حیرانی کے باوجود اس ذات مطلق کی حقیقت اور کنارہ تک نہیں پہنچ سکی اور عقل بے چاری پہنچتی بھی کیا عقل کو خود اپنی عقل نہیں، تولے اور ماشے کیے لئے بنائے گئے ترازوں سے منوں اور ٹنوں کا وزن نہیں کیا جا سکتا لیکن یہ بات عقل میں رہے کہ رب کی ذات ماوراء عقل تو ہے خلافِ عقل ہر گز نہیں اور ان دونوں باتوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

(۴) ''اِلَـہَ'' سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی ہے کسی کی طرف مضطرب ہونا، پناہ پکڑنا، اس اعتبار سے ''اللہ'' اس لئے کہتے ہیں کہ ہر معاملہ میں اسی سے پناہ حاصل کی جاتی ہے۔

(۵) ''لا ہَ یَلُوہُ'' سے مشتق ہے جس کا معنی ہے چھپ جانا اور اس کی تو شان ہی یہ ہے کہ یوں تو وہ ہر چیز میں ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ؎

ہر کہ بینم در ہاں غیرے تو نیست
یا توئی یا خوئے تو یا بوئے تو

لیکن ہماری ظاہری آنکھیں اسے دیکھ نہیں سکتیں'' لا تدرك الابصا ر وھو یدرك الابصار '' عربی کے ایک شاعر نے شاید اسی آیت کا ترجمہ کیا ہے (میرا رب ساری مخلوق کی نظروں سے مخفی ہے، وہ مخلوق کا خالق خود تو دکھائی نہیں دیتا لیکن ہمیں دیکھتا ہے)

(۶) ''اَلَـہَ'' سے مشتق ہے جس کا معنی ہے سکون حاصل ہونا اور اس میں شک ہی کیا ہے کہ مضطرب روحوں کو اسی سے سکون ملتا ہے ٹوٹے ہوئے دل اسی کی یاد

سے جڑتے ہیں، دلوں کی ویرانیاں اسی کے نام سے آباد ہوتی ہیں، حزن وملال کے اندھیروں میں اسی کے نام سے روشنی پھیلتی ہے اسی لئے قرآن میں کہا گیا ہے ’’ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب‘‘ (سن لو! اللہ کے ذکر سے دلوں کوسکون ملتا ہے)

(۷) لفظ اللہ ’’لاـہ‘‘ سے بنا ہے جس کا معنی ہے بلند ہونا، تو ذات باری تعالیٰ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ بلند ہے اتنا بلند کہ وہاں پستی کا امکان نہیں اور اس کی رفعت کے سامنے تمام رفعتیں ہیچ اور گرد ہیں، اس کی ذات بھی بلند ہے اور صفات بھی، وہ عجز وفنا سے بلند ہے ضعف واضمحلال سے بلند ہے، فقر اور محتاجی سے بلند ہے، بھوک وپیاس سے بلند نیند اور سستی سے بلند، ہر نقص اور عیب سے بلند ہے، ہمارے وہم گمان سے بلند، اس کے وجود کے مقابلے میں سب کا وجود کالعدم، اسکے علم کے مقابلے میں سب کا علم جہالت اس کی بقاء کے مقابلے میں سب کی بقاء فناء اس کی سماعت کے سامنے سب کی سماعت بہرہ پن، اس کی بصارت کے سامنے سب کی بصارت اندھا پن، اس کی گویائی کے سامنے سب کی گویائی گونگا پن لیکن میرے جسم اور جان کے مالک! میں تجھ پر ہزار بار قربان! اسی لئے تو مجذوب صاحب نے کہا تھا ؎

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

(۸) ’’الـہ‘‘ سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے عطا کرنا تو ذات باری تعالیٰ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ عطا کرتا ہے بلکہ صرف وہی عطا کرتا ہے اور کیا کچھ عطا نہیں کرتا، زندگی جسم، ہاتھ، پاؤں، بصیرت وبصارت، سماعت وحرکت، غور وفکر کی قوت اور صلاحیت، دل اور دل میں ایمان کا نور، دماغ اور دماغ میں فکر کا شعور۔ یہ سب

کچھ اسی کا عطا کردہ ہے، اور رب کریم نے بجا فرمایا ’’وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها‘‘ (اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرو تو شمار نہ کرسکو گے)

دوسری جگہ فرمایا ’’ومابکم من نعمة فمن الله ‘‘ (اور تمہیں جو بھی نعمت مل رہی ہے یہ سب اللہ کی طرف سے ہے) (ماہنامہ شمس الاسلام، بھیرہ سرگودھا، پاکستان، شمارہ۹، ستمبر۲۰۰۸)

سالکین کے لئے عظیم نعمت

امتِ محمدیہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری نصیحت

آخری علالت کے دوران میں جب آپ کو افاقہ ہوتا تھا تو نماز کے لئے مسجد میں تشریف لاتے اور کبھی کبھی وعظ فرمایا کرتے تھے، حضرت فضل بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخار کی حالت میں سر پر پٹی باندھے ہوئے میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے فضل! میرا ہاتھ پکڑا مجھے مسجد لے چلو۔ آپ مسجد میں رونق افروز ہوئے تو لوگ حاضر ہوئے آپ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا:۔

ايها الناس انى احمد اليكم الله الذى لا اله الا هو وانه قد د نا منى خفوق من بين اظهركم فمن كنت جلدت له ظهراً فهذا ظهرى فليستقد منه،ومن كنت شتمت له عرضا فهذا عرضى فليستقذ منه ،ومن اخذ ت له مالا فهذا مالى فليا خذ منه ولا يخش الشحناء من قبلى فانها ليست من شانى ،الا وان احبكم الى من اخذمنى حقا ان كان له او حللنى فلقيت ربى وانا طيب النفس وقد ارى ان هذا غير مغن عنى حتى اقوم فيك مراراً۔

لوگو! میں تمہارے سامنے اس خدائے واحد کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی الہ نہیں، اور (کہتا ہوں) میں تم سے غائب ہونے والا ہوں، تو جس کی پشت پر میں نے کوڑا مارا ہو تو میری پشت حاضر ہے اس لئے بدلہ لے لے، اور جس کو نامناسب بات کہی وہ بھی اپنا بدلہ لے لے، اگر کسی سے مال لیا ہو تو وہ آج اپنا حق میرے مال میں سے وصول کر لے، اور میری طرف سے کینہ جوئی کا وہم نہ کرے، کیونکہ یہ میری شان نہیں، تم میں سے وہ شخص مجھے زیادہ محبوب ہے جو مجھ سے اپنا حق وصول کر لے یا معاف کر دے تا کہ میں خوش وخرم اپنے پرودگار سے جاملوں، میں سمجھتا ہوں کہ اس قدر کہنا کافی نہیں، مجھے چند مرتبہ یہ اعلان کرنا پڑے گا۔

پھر منبر سے اتر کر آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی، نماز کے بعد دوبارہ منبر پر رونق افروز ہوئے اور اسی مضمون کو دہرایا، ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! ایک دفعہ آپ مجھ سے تین درہم قرض لئے تھے جواب تک ادا نہیں ہوئے، آپ نے اس کو وہ درہم دے دیئے، پھر فرمایا'

ايها الناس! من كان عنده شيىء فليوده ولا يقل فضوح الدنيا ،الا وان فضوح الدنيا اهون من فضو ح الاخرة(طبرى ج ۲ ص ۱۹)

لوگو! جس کے پاس کسی کی کوئی چیز ہو تو اسے ادا کردے اور دنیا کی فضیحت سے نہ ڈرے کیوں کہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہت ہلکی ہے۔

پھر شہدائے احد کے لئے مغفرت طلب کر کے آپ نے فرمایا:۔

ان عبد ا خير ه الله بين الدين وبين ما عند ه فاختار ما عنده

ایک بندہ کو خدا تعالی نے اختیار دیا ہے کہ دنیا لے لے یا جو وہ اللہ کے پاس ہے، تو اس نے وہی پسند کیا جو خدا کے پاس ہے۔

یہ سن کر حضرت ابوبکر رو پڑے اور کہا: ہم اور ہمارے والدین آپ پر فدا ہوں ،حاضرین کو تعجب ہوا کہ آنحضرت تو کسی شخص کا واقعہ بیان کرتے ہیں اس میں رونے کی کون سی بات ہے! لیکن صدیق اکبر کے ذہنِ رسا نے تاڑ لیا تھا کہ وہ شخص خود سرورِ عالم ہیں، پھر آپ نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:۔

ان من امن الناس علی فی صحبته وماله ابو بکر ولو کنت متخذاً خلیلا غیر ربی لا تخذت ابا بکر خلیلا ولکن اخوة الالام ومودته ،لا یبقین فی المسجد باب الا سد الا باب ابی بکر (بخاری شریف)

میں سب سے زیادہ جس کے مال اور صحبت کا ممنون ہوں وہ ابوبکر ہیں، اگر میں اپنے رب کے سوا کسی شخص کو دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا پھر فرمایا کہ دریچہ کے سوا مسجد کے رخ کوئی دریچہ باقی نہ رکھا جائے۔

سالکین کو چاہئے کہ وہ دنیا سے بے رغبتی اختیار کریں اور ہر وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت اور ارشادِ مبارک کو دل و ذہن میں رکھیں۔ حضوصاً حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ اللہ تعالی کے سوا اگر کسی کو دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ کتنا عظیم اور عجب غریب اور فرانگیز ارشاد ہے۔ آج ہمارا یہ حال ہے کہ جہاں تعلق ہوا اس کو دوستی کا نام دے دیا حالانکہ مومن اور مسلمان کا دوست تو صرف اللہ رب العزت ہے۔ اور اللہ تعالی سے محبت والفت رکھنا ہر ایمان والے پر فرض ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ کسی کو دوست نہ کہا جائے دوستی تعلق محبت رواداری صرف اور صرف اللہ رب العزت کو خوش رکھنے کے لئے ہونی چاہئے۔ مومن اور مسلمان کا ہر عمل اللہ رب العزت کی خوشنودی کے لئے ہوا کرتا ہے۔ (ادریس حبان رحیمی)

امام ربانی حضرت گنگوہیؒ کی تحریر

جو حضرت قدس سرہ نے اپنے اوائل عمر میں معلوم نہیں کس ضرورت سے تحریر فرمائی تھی تبرکاً کتاب میں شامل کی گئی ہے۔

علم الصوفية علم الدين ظاهر ا وباطنا وهو العلم الاعلى حالهم اصلاح الاخلاق ودوام الافتقار الى الله تعالى ۔

حقيقة التصوف التخلق باخلاق الله تعالى وسلب الارادة وكون العبد فى رضا ء الله تعالى ۔

اخلاق الصوفية ماهو خلقه عليه السلام بقول ،انك لعلى خلق عظيم،وما ورد به الحديث وتفصيل اخلاقهم هٰكذا ،التواضع ضده الكبر۔المداراة واحتمال الاذى عن الخلق المعامله برفق وخلق حسن وترك غضب وغيظ ،المواسات والايثار بفرط الشفقة على الخلق وهو تقديم حقوق الخلق على حظوظه ،السخاوة ۔التجاوز والعفو طلاقة الوجه والبشرة،السهولة ولين الجانب ترك التعسف والتكلف ،النفاق بلا اقتار وترك الادخار، والجدال۔والعتب الا بحق ترك الفعل والعقد والحمد ۔تر المال والجاه ۔وفاء الوعد،الحم ،الاناة، التواد والتوافق مع الاخوان والعزلة عن الاغيار ۔شكر المنعم بذل الجاه للمسلمين۔الصوفى يهذب الظاهر والباطن فى الاخلاق ۔والتصوف ادب كله ۔ادب الحفرهة الالهية الاعراض عما سواه حياء واجلا لا وهيبة ۔اسو ء المعاصى حديث النفس وسبب الظلمة۔

ترجمہ! صوفیاء کا علم نام ہے ظاہر و باطن علمِ دین اور قوت یقین کا، اور یہی اعلیٰ علم ہے۔ صوفیا کی حالت اخلاق کا سنوارنا اور ہمیشہ خدا کی طرف لو لگائے رکھنا ہے۔

تصوف کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے مزین ہونا اور اپنے ارداہ کا چھن جانا ہے اور بندہ کا اللہ تعالیٰ کی رضا میں بالکلیہ مصروف ہو جانا ہے۔ صوفیا کے اخلاق وہی ہیں جو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق ہے۔ حسبِ فرمان خداوندی کہ بے شک تم بڑے خلق پر پیدا کئے گئے ہو، اور جو کچھ حدیث میں آیا ہے اس پر عمل اخلاق صوفیاء میں داخل ہے۔ صوفیاء کے اخلاق کی تفصیل اس طرح ہے:۔ اپنے آپ کو کمتر سمجھنا اور اس کی ضد ہے تکبر۔ مخلوق کے ساتھ تلطف کا برتاؤ کرنا اور خلقت کی ایذاؤں کا برداشت کرنا۔ نرمی اور خوش خلقی کا معاملہ کرنا۔ غیظ وغضب کو چھوڑ دینا۔ ہمدردی اور دوسروں کو ترجیح دینا خلق پر فرطِ شفقت کے ساتھ۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ مخلوق کے حقوق کو اپنے حظِ نفسانی پر مقدم رکھا جائے۔ سخاوت کرنا۔ درگذر اور خطاؤ کا معاف کرنا۔ خندہ روئی اور بشاشت جسم سہولت اور نرم پہلو رکھنا، تصنع اور تکلف کا چھوڑ دینا خرچہ کرنا بلاتنگی اور بغیر اتنی فراخی کے کہ احتیاج لاحق ہو، خدا پر بھروسہ رکھنا، تھوڑی سی دنیا پر قناعت کرنا، پرہیز گاری، جنگ وجدل اور عتاب نہ کرنا مگر حق کے ساتھ، بغض وکینہ وحسد نہ کرنا، عزت وجاہ کا خواہشمند نہ ہونا، وعدہ پورا کرنا، بردباری، دور اندیشی، بھائیوں کے ساتھ موافقت ومحبت کرنا، اغیار سے علیحدہ رہنا، محسن کی شکر گذاری جاہ کا مسلمانوں کے لئے خرچ کرنا، صوفی اخلاق میں اپنا ظاہر و باطن مہذب بنا لیتا ہے اور تصوف سارا ادب ہی کا نام ہے۔ بارگاہِ احادیث کا ادب یہ ہے ماسوی اللہ سے منہ پھیر لیا جائے۔ شرم کے مارے اللہ تعالیٰ کے اجلال وہیبت کے سبب بدترین معصیت ہے تحدیث نفس یعنی نفس سے باتیں کرنا اور ظلمت کا سبب ہے۔ (تذکرہ الرشید ص ۱۲/ حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی)

انسانو! رب کو پہچانو

ہم دنیا میں رہتے بستے چلتے پھرتے، کھاتے پیتے اور دوسرے بہت سے کام انجام دیتے اور نوع بہ نوع کی دلچسپیوں میں مشغول رہتے ہیں مگر کیا کبھی ہم نے اس بات پر سنجیدگی سے غور کیا کہ یہ دنیا آخر کیا ہے؟ اس کو وجود میں لانے کا حقیقی مقصد کیا ہے؟ اسے کس نے اور کیوں بنایا؟ اس کا نظم کیسے چل رہا ہے؟

زندگی کیا ہے؟ اس کا حقیقی مقصد کیا ہے؟ انسان اس جہان میں کیسے آیا؟ اسے کہاں جانا ہے؟ اس کائنات کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے؟ وہ اس دنیا میں بسنے والے لوگوں کے ساتھ کس طرح کا تعلق رکھے؟ انسان کی کامیابی اور زندگی کا صحیح لطف کیسے مل سکتا ہے؟ انسان کی کامیابی اور ناکامی کا انحصار اصلاً کس چیز پر ہے؟ اس دنیا کے پیدا کرنے والے کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے؟ یہ چند اہم اور نمایاں سوالات ہیں، ان پر غور کرنا اور ان کا صحیح حل تلاش کرنا ہر انسان کے لئے ضروری ہے۔

جب تک ان سوالات کا تسلی بخش جواب نہ مل جائے تب تک انسان کی حالت ایک ایسے مسافر کی طرح ہے جسے اپنی منزل کا سراغ نہ ہو اور وہ در در کی ٹھوکریں کھا رہا ہو، ظاہر ہے ایسے مسافر کو نوع بہ نوع پریشانیوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑے گا اس طرح جب وہ اپنی زندگی کو پیچیدہ اور مشکلات میں ڈال دے گا تو اس کے فطری

نتیجے میں، ناامیدی، مایوسی، ذہنی انتشار اور نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہو جائے گا پھر وہ اپنی خواہشات اور تمناؤں کا غلام بن کر رہ جائے گا۔

ایسے حالات میں وہ اس غلط راہ پر اتنی ڈھٹائی سے چلنے لگتا ہے کہ اسے صحیح اور غلط حق و باطل میں فرق و امتیاز کرنا مشکل ہو جاتا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ اسے شراب کی عادت پڑتی ہے، نشیلی ادویہ (Drugs) کا رسیا بنتا ہے چوری، بدکاری، بداخلاقی، کرپشن اور تشدد آمیز جرائم میں ملوث ہو جاتا ہے۔ عیش وعشرت اور نفس پرستی کے چکر میں مبتلا ہوتا ہے یہ اور ان جیسی نہ جانے کتنی جہالتوں اور حماقتوں کا وہ شکار ہوتا رہتا ہے۔ ان سب چیزوں کی بناء پر انسان کے اپنے دنیاوی معاملات و مسائل میں جو بگاڑ اور عدم توازن پیدا ہوتا ہے اور جو خرابیاں رونما ہوں گی، اس کے نتیجہ میں جہاں ایک طرف دنیاوی زندگی مختلف قسم کی خرابیوں سے پر اور انتہائی تکلف دہ ہو گی وہیں دوسری طرف حیات اخروی بھی تاریک ہو جائے گی۔ حالاں کہ حیات بعد الموت ہی حقیقی اور لافانی زندگی ہے۔ وہاں کا خسارہ انسان کا سب سے بڑا خسارہ ہوگا جو کہ خود اس کی اپنی حرکتوں کا نتیجہ ہوتا ہے۔ با لعموم لوگ زندگی کے بنیادی مسائل پر سنجیدگی سے غور نہیں کرتے اور اپنی توانائی اور اوقات ان چیزوں پر صرف کرتے ہیں جن سے انہیں وقتی آسودگی اور عارضی دنیاوی مفادات حاصل ہوتے رہیں اور لوگوں میں ان کا دبدبہ اور وقار برقرار رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگ خود اپنے آپ کو اور اپنے ساتھ دوسروں کو بھی دھوکے اور غلط فہمی میں مبتلا رکھنا چاہتے ہیں، مگر دھوکا تو دھوکا ہی ہے خواہ انسان خود کو دے یا کسی اور کو اس سے نہ تو زندگی میں صداقت اور راست بازی کا ظہور ہو سکتا ہے نہ وہ کسی معنویت سے ہمکنار ہو سکتی ہے اور نہ گہرائی اور گیرائی سے آشنا ہو سکتی ہے اور نہ اس میں حقیقی خوشی و مسرت کی نمود ہو سکتی ہے۔

مذکورہ بالا تمام چیزیں مضبوط ایمان و عقیدہ، صحیح علم اور تقوی کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے۔ لہٰذا جب تک انسان کو زندگی کے بارے میں علم نہ ہو، اس کے حقیقی مقصد سے واقفیت نہ ہو تب تک نہ تو اس کے خیالات میں بلندی ملتی ہے نہ اسے وسیع القلبی اور اعلیٰ ظرفی کی نعمت میسر آسکتی ہے اور نہ اس کا دامن تنگ، خود غرضی، مفاد پرستی مادہ پرستی، تعیش پسندی سے پاک ہوسکتا ہے اسی طرح تعصب، نفرت تو ہم پرستی، جعل سازی، فریب، ظلم و ناانصافی اور استحصال کے لامتناہی سلسلے کو بھی نہیں روکا جاسکتا۔

خوف خدا سے محرومی کا نتیجہ

خوف خدا سے خالی دل میں شیطان بسیرا ڈالتا ہے۔ خوف خدا سے محرومی اور رب کو نہ پہچاننے ہی کا یہ حتمی نتیجہ ہے کہ آج قریب قریب ہر جگہ شیطانی صفات کے حامل لوگ اخلاقی اور انسانی قدروں کو بڑی بے رحمی سے روندرہے ہیں۔ ہم اخلاقی دیوالیہ پن کے شکار ہیں اور انسانیت و مروت ہم سے کہیں کھوگئی ہے جس کا نتیجہ ہے ہم مسائل کے انبار میں دب گئے ہیں اور اپنی زندگی کو بامقصد اور بامعنی بنانے میں ناکام ہیں۔

زندگی کا مقصد

مقصد زندگی کے تعین اور اس کی اعلی وارفع اقدار کا عملی مظاہرہ کر کے ہی انسان اس بھنور سے نکل سکتا ہے۔ اسے دوسری مخلوقات پر برتری اور عظمت عطا کرسکتا ہے سوال یہ ہے کہ آخر وہ عظیم مقصد ہے کیا؟ اس کا جواب چند لفظوں میں یہ ہے کہ انسان اپنے رب کو پہچانے، اس کے احکام پر خود چلے اور دوسروں کو بھی چلائے اور اس کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے، اسی کی بنیاد پر انسان دینوی اور اخروی زندگی میں کامیابی سے ہمکنار ہوسکتا ہے۔ اپنے رب کو پہچاننے اور اس کے

بتائے ہوئے راستے پر چلنے سے ہی انسان کی زندگی دنیا اور آخرت دونوں جہاں میں سنور سکتی ہے اسی کے ذریعہ اس کی زندگی میں امن وسکون کی بہار آسکتی ہے۔ جب تک انسان اس اعلیٰ وارفع مقصد کی طرف متوجہ نہیں ہوتا مسائل اپنی جگہ برقرار رہیں گے۔نہ ہمارے افکار وخیالات میں اتحاد واتفاق ہو سکے گا اور نہ ہم دوسروں کے ساتھ عزت واحترام سے پیش آسکیں گے جس کی خواہش ہم میں سے ہر ایک اپنے لئے دوسروں سے کرتا ہے۔

دین آفاقی ہے

آج دنیا میں سیکڑوں مذہبی فرقے موجود ہیں مگر کوئی دوسرے کی بات سننے کے لئے تیار نہیں یہ کیسی ستم ظریفی ہے کہ سائنسی قوانین کو تو لوگ بالعموم تسلیم کر لیتے ہیں مگر مذہب پر سنجیدگی سے غور کرنے سے لوگ پہلو تہی کرتے ہیں جب کہ دین آفاقی ہے، عالم گیر ہے اور نہایت جامع ہے اگر مذہب کے لئے آفاقیت عالم گیری اور جامعیت کا لازمی معیار قرار دیا جائے تو اس امر میں......جس کا ذکر اوپر کیا گیا......اختلاف کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔

انسان مذہب کے صحیح تصور کو سمجھے

خدا ایک ہے اور صرف ایک ہے، اور یقیناً وہ ایک ہی ہے۔اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں۔اس کا کوئی مجسمہ نہیں جس کی پرستش کی جائے مگر یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ جہالت کی بنا پر انسانوں میں کتنے مسالک اور فرقے رائج ہو گئے ہیں اور لوگ یہ نہیں سمجھ پا رہے ہیں کہ اس کی وجہ سے مذہب کے امتیازی وصف جامعیت اور وحدت کو نقصان پہنچا ہے۔

زیادہ تر انسانوں کی فکری سطح اتنی محدود اور تنگ ہے کہ وہ مسلک ومشرب کے ان اختلافات میں گم ہو گئے ہے۔انہیں یہ فکر دامن گیر نہیں ہے کہ وہ مذہب کے صحیح تصور کو سمجھیں اور تمام انسانوں کو ایک خدا کے راستہ پر لانے کی کوشش کریں۔لاعلمی اور جہالت دور کریں اور انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے آزاد کرا کے ایک خدا کا پرستار اور بندہ بنائیں سچ یہ ہے انسان کے لئے صحیح مذہب اور حقیقی راستہ ایک ہی ہو سکتا ہے اور اس راہ پر چل کر ہی اتحاد ویگانگت کی شکل پیدا ہو سکتی ہے، ہم سب ایک ہو سکتے ہیں، باہمی اختلافات اور نزاعات ختم ہو سکتے ہیں شیطان نے ہمارے درمیان جو خلیج حائل کر دی ہے وہ اسی کے ذریعہ پٹ سکتی ہے، انسان اور انسان کے درمیان نفرت، عداوت، بغض وکینہ اور دشمنی ختم ہو سکتی ہے اور ہم سب لوگ صحیح معنوں میں بھائی بن سکتے ہیں ہمارے درمیان اخوت ومحبت کے جذبات پروان چڑھ سکتے ہیں۔

انسانوں کی رہنمائی کا بندوبست

خدائے رحمٰن ورحیم نے تمام انسانوں کی رہنمائی کا بندوبست کیا ہے اسکی بتائی ہوئی راہ سے بہتر کوئی اور راہ ہو ہی نہیں سکتی۔نہ اس کی تعلیمات کے مقابلہ میں کوئی اور تعلیم باعث فلاح وسعادت اور دنیا وآخرت کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔دنیا کی ہر قوم میں اور ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر آتے رہے ہیں اور وہ سچے دین کی تعلیم دے کر لوگوں کی غلط فہمیاں دور کرتے اور انہیں سیدھی راہ دکھاتے رہے ہیں۔ان کے اس احسان سے دنیا ہمیشہ ان کی ممنون رہے گی۔پیغمبروں کے سلسلہ کی آخری کڑی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھلے تمام انبیاء کرام کی لائی ہوئی تعلیمات کی تصدیق کی مگر ان میں جو ترمیمات اور تحریفات

کردی گئی تھیں جس کی بنا پر لوگوں کے خیالات اور افکار میں خرابیاں پیدا ہوگئی تھیں اور عملی زندگی میں میں ظلم و ناانصافی کا دور دورہ ہوگیا تھا، نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب چیزوں کے خلاف آواز اٹھائی اور بتایا کہ لوگو! تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم تاریکی اور جہالت کو چھوڑ کر شاہراہ حق پر گامزن ہو جاؤ۔

اسلام کے علاوہ کوئی اور راہ حق نہیں

مگر کتنے حیرت و افسوس کی بات ہے کہ آج انسان اپنے خالق و مالک کو بھلا کر اور اس سے بیگانہ ہو کر دوسروں کو معبود بنا بیٹھا ہے۔اس نے اپنے تخیلات کے سہارے خدائی اقتدار اور اس کی خدائی میں بہت سے شریک ٹھہرا لئے ہیں۔ایسا بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ خدا نے جو چیزیں خود بنائی ہیں انہی کو معبود اور قابل پرستش بنالیا جاتا ہے مگر ان چیزوں کے خالق و صانع کی طرف رجوع نہیں کیا جاتا، اس کی بندگی اور پرستش نہیں کی جاتی جب کہ عبادت اور پرستش کا حقیقی سزاوار وہی ہے۔یہ روش خدا کے تئیں ناشکری ہے کہ اسے چھوڑ کر دوسروں کو معبود بنایا جائے۔

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جو ہستی انسانوں کو عدم سے وجود بخشے اسکے لئے انواع و اقسام کی چیزوں کا اہتمام کرے، اس کی روزی کا بندوبست کرے اسے تمام مخلوقات میں سب سے اعلی و ارفع مخلوق قرار دے پھر بھی انسان اگر اپنے خالق اور رب کو نہ پہچانے اور اس کی عبادت نہ کرے بلکہ ناشکری اور اعراض کی روش اختیار کرے تو نہ وہ اپنے خالق و معبود حقیقی کی خوشنودی حاصل کرسکتا ہے اور نہ اپنی زندگی کو کامیاب بنا سکتا ہے۔

امر واقعہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو راہ ہدایت دکھائی ہے ہمیشہ سے وہی ایک سیدھا اور سچا راستہ رہا ہے اور آئندہ بھی اس کے علاوہ کوئی اور راہ حق

نہیں۔آپ کا خاص پیغام یہی رہا ہے کہ: ''انسانو! اپنے رب کو پہچانو''

آج ہماری سب سے بڑی ضرورت یہ ہیکہ ہم اپنے رب کو پہچانیں کیوں کہ وہی ہمارا خالق اور معبود ہے اور وہی ہم سب کا رب ہے۔روز جزا کا مالک ہے وہی کارساز حقیقی اور سب سے اچھا محافظ ہے وہی ساری طاقت و قوت کا منبع اور وہی معبود ہے۔قرآن مجید کے لفظوں میں:

''حکم اور اقتدار تو بس خدا کا ہے اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی تم بندگی نہ کرنا، یہی سیدھا اور سچا دین ہے''۔خدا ہی ہماری منزل مقصود ہے ہمیں اس کے پاس جانا ہے، اگر ہم اس کے بتائے ہوئے رستہ پر چلیں گے تو ہمیں لازوال زندگی حاصل ہوگی، جہاں نہ کوئی غم ہوگا اور نہ کوئی اندیشہ اور خوف! خدائے تعالی کے قرب میں ہمیں وہ سب کچھ حاصل ہوگا جس کی ہم تمنا کرتے ہیں، وہاں ہر طرح کی خواہشات اور تمنائیں پوری ہوں گی جس کی تکمیل دنیا میں انسان کے لئے ممکن ہی نہیں۔ارشاد باری تعالی ہے:

''تمہیں وہاں (جنت میں) ہر وہ چیز میسر ہوگی جس کی تمہارے دل میں خواہش ہو اور جس سے تمہاری نگاہیں لطف اندوز ہوں اور تم وہاں ہمیشہ رہو گے''۔

مگر خدا کا یہ کرم انہیں لوگوں پر ہوگا جو اس کے مستحق ہوں گے جو نیک اور بھلے ہوں گے۔بناء بریں ہمیں اپنی موجودہ زندگی سے اپنے استحقاق کا ثبوت پیش کرنا ہے۔اس زندگی کا حقیقی مقصد بھی یہی ہے۔

یہ تو خود اپنی زندگی کے ساتھ ایک مذاق ہے کہ انسان اس سے اس کا حسن اور وقار اور احترام چھین لے اور عیش و عشرت اور بے راہ روی کی زندگی ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھے، اپنے رحمٰن و رحیم رب کے کے قرب سے خود کو محروم کرکے جہنم رسید ہو جائے۔ظاہر ہے کوئی بھی انسان یہ نہیں چاہے گا۔

اللہ تعالیٰ کا رنگ

خدا کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے کا یہ مطلب قطعاً نہیں ہوتا کہ انسان آبادی کو چھوڑ کر صحراؤں اور جنگلوں کی راہ اختیار کرلے، اور نہ ہی اس کا یہ مطلب ہے کہ انسان اپنی دنیوی ذمہ داریوں کو بھول جائے۔ خدا کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا اور آخرت دونوں کے درمیان عدل وتوازن قائم رکھتے ہوئے اس کا مسافر بنا جائے، کیوں کہ اپنے رب کی معرفت حاصل ہوجانے سے ہمیں وہ قوت اور طاقت حاصل ہوتی ہے جس کا عام حالات میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ سچ تو یہ ہے کہ اپنے رب کو پہچاننے والا باکردار ہوگا، سچا ہوگا، اور ہر طرح کی تنگ نظری سے پاک ہوگا۔ وہ اتنا فراخ دل اور حوصلہ مند ہوگا کہ ساری دنیا کی بھلائی اور اس کی فلاح وسعادت کے لئے فکرمند ہو اور سوچ سکے دنیا کے تمام انسانوں کو یکساں نظر سے دیکھ سکے۔ اس کے دل میں سب کے لئے مرحمت اور مودت موجزن ہو۔ وہ اس بات کے لئے بے قرار ہو کہ کاش! ساری دنیا رب کو پہچانتی اور اپنی زندگی میں مطلوبہ تبدیلی لاکر اس کے راستہ پر چلتی! قرآن کہتا ہے:

''اللہ کا رنگ اختیار کرو اور یقین رکھنے والوں کے لئے اللہ سے بہتر رنگ کس کا ہو سکتا ہے؟''

ارشاد باری تعالیٰ ہے

''سن لو! دلوں کا چین اور آرام اللہ کی یاد ہی سے ملتا ہے۔''

قرآن مجید میں بہت واضح انداز میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ:

''لوگوں کے ساتھ احسان کر، جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان کا معاملہ کیا ہے اور زمین میں بگاڑ پیدا کرنے کی کوشش نہ کر، اللہ بگاڑ پیدا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

اسلام کا دامن رحمت

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی تعلیمات کے مطابق جو مثالی معاشرہ (Ideal Society) قائم کیا تھا وہ ہر طرح کی برائیوں اور خرابیوں سے پاک تھا۔ یہ سنہرا دور تھا کہ جب کوئی شخص اسلام کے دامن رحمت میں پناہ لیتا تو وہ پہلی فرصت میں جاہلیت کا قلادہ اپنی گردن سے اتار پھینکتا، جس لمحے وہ اسلام قبول کرتا، ایسا محسوس ہوتا جیسے اس کی زندگی میں ایک نئے دور کا آغاز ہو رہا ہے جو اس کی اس زندگی سے قطعاً مختلف ہے جو جاہلیت کے ماحول میں بسر ہوا۔ پھر وہ کامیاب، آرام دہ اور لافانی، کیونکہ آخرت ہی میں تمام اعمال کی ٹھیک ٹھیک جزا دینا ممکن ہے اس دنیا میں جو جتنا اچھا عمل کرے گا وہ دنیا وآخرت میں اتنا ہی اچھا بدلہ پائے گا اور جو اس کے برعکس برا عمل کریگا اس کے اعمال کے مطابق برے نتائج بھگتنے پڑیں گے۔

لہٰذا انسانو! اپنے رب کو پہچانو! اس سے تمہاری دنیا وآخرت دونوں سنور جائے گی۔ زندگی میں امن وچین کی بہار آجائے گی اور یہی حقیقی کامیابی ہے۔

(ماخوذ از: الحسنات، جون ۲۰۰۸ء)

صبر اور اللہ کی یاد، دشمنوں کی ایذاؤں سے بچنے کا علاج

دشمنوں سے تو اس دنیا میں کسی چھوٹے بڑے، اچھے برے انسان کو نجات نہیں ملتی ہر شخص کا کوئی نہ کوئی دشمن ہوتا ہے اور دشمن کتنا ہی حقیر وضعیف ہو اپنے مخالف کو کچھ نہ کچھ ایذا پہونچا ہی دیتا ہے، زبانی گالی گلوچ ہی سہی۔ سامنے ہمت نہ ہو تو پیچھے ہی سہی۔ اس لئے دشمنوں کی ایذاوں سے بچنے کی فکر ہر شخص کو ہوتی ہے۔ قرآن کریم نے ان کا بہترین اور کامیاب نسخہ دو چیزوں سے مرکب بیان فرمایا۔ اول صبر یعنی اپنے نفس کو قابو میں رکھنا اور انتقام کی فکر میں نہ پڑنا۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کی یاد اور عبات میں

مشغول ہوجانا تجربہ شاہد ہیکہ صرف یہی نسخہ ہے جس سے ان ایذاؤں سے نجات مل سکتی ہے ورنہ انتقام کی فکر میں پڑنے والا کتنا ہی قوی اور بڑا اور صاحب اقتدار ہو بسا اوقات مخالف سے انتقام لینے پر قادر نہیں ہوتا۔اور یہ فکر انتقام ایک مستقل عذاب اس کے لئے بن جاتا ہے ،اور جب انسان کی توجہ حق تعالی کی طرف ہو جائے اور وہ دھیان یہ کرے کہ اس دنیا میں کوئی کسی کو کسی کا نقصان یا ایذا بغیر مشیت خداوندی کے نہیں پہنچا سکتا اور اللہ تعالی کے اعمال وافعال سب حکم پر مبنی ہوتے ہیں۔اس لئے جو صورت پیش آئی ہے اس میں ضرور کوئی حکمت ہوگی۔تو مخالف کی ایذاؤں سے پیدا ہونے والا غیظ وغضب خود بخود کافور ہو جاتا ہے۔اس لئے آخر آیت میں فرمایا ’’لعلک ترضی‘‘ یعنی اس تدبیر سے آپ راضی خوشی سے زندگی بسر کرسکیں گے۔

مومن کے لئے خطرہ کی چیز ہے

و لا تمدن عينيك ۔اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے اور در اصل ہدایت کرنا امت کو ہے کہ دنیا کے مالداروں ،سرمایہ داروں کو قسم قسم کی دنیوی رونق اور طرح طرح کی نعمتیں حاصل ہیں۔آپ ان کی طرف نظر نہ اٹھایئے۔کیونکہ یہ سب عیش فانی اور چندروزہ ہے۔

اللہ تعالی نے جو نعمت آپ کو اور آپ کے واسطے سے مومنین کو عطا فرمائی ہے وہ بدرجہا ان کی اس چندروزہ رونق حیات سے بہتر ہے۔دنیا میں کفار وفجار کی عیش وعشرت اور دولت وحشمت ہمیشہ ہی سے ہر شخص کے لئے یہ سوال بنتی رہی ہے کہ جب یہ لوگ اللہ کے نزدیک مبغوض اور ذلیل ہیں تو ان کے پاس یہ نعمتیں کیسی اور کیوں ہیں؟ اور اطاعت شعار مومنین کے غربت وافلاس کیوں؟ یہاں تک فاروق اعظمؓ جیسے عالی قدر بزرگ کو اس سوال نے متاثر کیا۔جس وقت وہ رسول اللہ صلی

علیہ وسلم کے پاس آپ کے خاص حجرہ میں داخل ہوئے جس میں آپ خلوت گزیں تھے اور یہ دیکھا کہ آپ ایک موٹی ستلیوں کے بوریئے پر لیٹے ہوئے ہیں اور ان ستلیوں کے نشانات آپ کے بدن مبارک پر کھڑے ہوگئے تو بے اختیار رو پڑے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کسری وقیصر اور ان کے امراء کیسی کیسی نعمتوں اور راحتوں میں ہیں اور آپ ساری مخلوق میں اللہ کے منتخب رسول اور محبوب ہیں اور آپ کی معیشت کا یہ حال ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن خطاب! کیا تم اب تک شک وشبہ میں مبتلا ہو۔یہ لوگ وہ ہیں جن کی لذات ومحبوبات اللہ نے اسی دنیا میں ان کو دیدی ہیں آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں وہاں عذاب ہی عذاب ہے اور مومنین کا معاملہ برعکس ہے۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی عیہ وسلم دنیا کی زینت اور راحت طلبی سے بالکل بے نیاز اور بے تعلق زندگی کو پسند فرماتے تھے باوجودیکہ آپ کو پوری قدرت حاصل تھی کہ اپنے لئے بہتر سے بہتر راحت کا سامان جمع کرلیں۔اور جب کبھی دنیا کی دولت آپ کے پاس بغیر کسی محنت ومشقت اور سعی وطلب کے آبھی جاتی تھی تو فوراً اللہ کی راہ میں غرباء فقراء پر اس کو خرچ کرڈالتے تھے اور اپنے واسطے کل کے لئے بھی کچھ باقی نہ چھوڑتے تھے۔

ابن ابی حاتم نے بروایت ابوسعید خدریؓ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان اخوف ما اخاف عليكم ما يفتح الله لكم من زهرة الدنيا "(ابن کثیر) مجھے تم لوگوں کے بارے میں جس چیز کا سب سے زیادہ خوف اور خطرہ ہے وہ دولت وزینت دنیا ہے جو تم لوگوں پر کھولدی جاویگی۔اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو پہلے ہی یہ خبر دیدی ہے کہ آئندہ زمانے

میں تمہاری فتوحات دنیا میں ہوں گی اور مال ودولت اور عیش وعشرت کی فراوانی ہو جائیگی ۔وہ صورت حال کچھ زیادہ خوش ہونیکی نہیں ، بلکہ ڈرنے کی چیز ہے کہ اس میں مبتلا ہوکر اللہ تعالی کی یاد اوراس کے احکام سے غفلت نہ ہوجائے ۔

اپنے اہل وعیال اور متعلقین کونماز کی تاکیداوراس کی حکمت

وامر اهلك بالصلوة واصطبر عليها :

یعنی آپ اپنے اہل وعیال کونماز کی تاکید کیجئے دوسرے خوداس کی پابندی کیجئے لیکن غور کیا جائے تو خوداپنی نماز کی پوری پابندی کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ آپ کا ماحول،آپ کے اہل وعیال اور متعلقین نماز کے پابند ہوں کیونکہ ماحول اگر اس کے خلاف ہوا تو طبعی طور پر انسان خود بھی کوتاہی کا شکار ہوجاتا ہے ۔لفظ اہل میں بیوی،اولاد اور متعلقین سبھی داخل ہیں جن سے انسان کا ماحول اور معاشرہ بنتا ہے ۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ روزانہ صبح کی نماز کے وقت حضرت فاطمہؓ کے مکان پر جاکر آواز دیتے تھے ''الصلوۃ الصلوۃ'' اور حضرت زبیر جب کبھی امراء وسلاطین کی دولت وحشمت پر ان کی نظر پڑتی تو فوراً اپنے گھر جاتے اور گھر والوں کونماز کے لئے دعوت دیتے اور یہ آیت پڑھ کر سناتے تھے اور حضرت فاروق اعظمؓ جب رات کو تہجد کے لئے بیدار ہوتے تو اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کردیتے اور یہی آیت پرھ کر سناتے تھے ۔(قرطبی)

جو آدمی نماز اور اللہ کی عبادیت میں لگ جاتا ہے اللہ تعالی اس کے لئے رزق کا معاملہ آسان بنادیتے ہیں ۔

لانسئلك رزقاً ۔یعنی ہم تم سے یہ مطالبہ نہیں کرتے کہ تم اپنا اور اپنے اہل وعیال کا رزق اپنے زور علم وعمل سے پیدا کرو ۔بلکہ یہ معاملہ ہم نے اپنے ذمہ رکھا

ہے ۔کیونکہ رزق کی تحصیل دراصل انسان کے بس میں ہے ہی نہیں وہ زیادہ سے زیادہ یہی تو کرسکتا ہے کہ زمین کونرم قابل کاشت بنادے اور کچھ دانے اسمیں ڈال دے مگر دانہ کے اندر سے درخت نکالنا اور پیدا کرنا اس میں تو اس کا کوئی ادنی دخل نہیں وہ براہ راست حق تعالی کا فعل ۔درخت نکل آنے کے بعد بھی انسان کا سارا عمل اس کی حفاظت کرنا اور جو پھل پھول قدرت نے اس کے اندر پیدا فرمائے ہیں ان سے فائدہ اٹھانا ہے ۔اور جو شخص اللہ تعالی کی عبادت میں مشغول ہوجائے تو اللہ تعالی یہ بار محنت بھی اس کے لئے آسان اور ہلکا کردیتے ہیں ۔(ترمذی)

اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔**یقول الله تعالی یا ابن آدم تفرغ لعبادتی املا صدرك غنی واسد فقرك وان لم تفعل ملات صدرك شغلا ولم اسد فقرك** (ابن کثیر) اللہ تعالی فرماتا ہے ،اے ابن آدم ! تو میری عبادت کے لئے اپنے آپ کو فارغ کرلے تو میں تیرے سینے کو غنا سے بھردوں گا ۔اور تیری محتاجی کو دور کردوں گا ۔اور اگر تونے ایسا نہ کیا تو تیرا سینہ فکر اور شغل سے بھردوں گا ۔اور محتاجی دور نہ کروں گا ۔یعنی جتنا مال بڑھتا جائے گا حرص بھی اتنی بڑھتی چلی جائیگی اس لئے ہمیشہ محتاج ہی رہے گا ۔اور حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ۔**من جعل همومه هما واحدا ، هم المعاد كفاه الله هم دنياه ،ومن تشعبت به الهموم فی احوال الدنيا لم يبال الله فی ای اوديته هلك** (رواہ ابن ماجہ،ابن کثیر) جوشخص اپنے سارے فکروں کو ایک فکر یعنی آخرت کی فکر بنادے تو اللہ تعالی اس کی دنیا کے فکروں کی خود کفالت کرلیتا ہے اور جس

کے فکر دنیا کے مختلف کاموں میں لگے رہے تو اللہ تعالی کو کوئی پرواہ نہیں کہ وہ ان فکروں کے کسی جنگل میں ہلاک ہوجائے۔

بینة ما فی الصحف الا ولی ۔یعنی پچھلی آسمانی کتابیں تورات وانجیل اور صحف ابراہیم علیہ السلام وغیرہ سب کے سب رسول آخرالزماں محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی شہادت دیتے آئے ہیں کیا یہ بینات ان منکرین کے لئے کافی سے زیادہ ثبوت نہیں ہے۔

فستعلمون من اصحاب الصرا ط السوی ومن اهتدی :۔یعنی آج تو اللہ نے ہر شخص کو زبان دی ہوئی ہے ہر ایک اپنے طریقے پر اور اپنے عمل کے بہتر اور صحیح ہونے کا دعوی کرسکتا ہے لیکن یہ دعوی کچھ کام آنے والا نہیں، بہتر اور صحیح طریقہ تو وہی ہو سکتا جو اللہ کے نزدیک مقبول اور صحیح ہو اور اس کا پتہ قیامت کے دن سب کو لگ جائیگا کہ کون غلطی اور گمراہی پر تھا۔ اور کون صحیح اور سیدھے راستے پر۔ اللھم اهدنا لما اختلف فیه الی الحق باذنك ولا حول ولاقوة الا بك ولا ملجا ولا منجا منك الا الیك ۔(معارف القرآن (ص۔۱۶۶ج۔۶)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

دوسروں کی حق تلفی خدا کی نعمتوں سے محرومی کا باعث ہے

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذؓ کے یہاں روزہ افطار فرمایا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرتے ہوئے فرمایا: افطر عندکم الصائمو ن واکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملئکة (ترجمہ) تمہارے یہاں روزے دار افطار کریں، تمہارا کھانا نیک لوگ تناول کریں اور تمہارے لئے فرشتے دعائے رحمت کریں۔ (ابن ماجہ۔ کتاب الصیام)

فائدہ: کوئی روزہ افطار کروائے تو اس کو دعا ضرور دی جائے کہ اس میں اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ثواب بھی ہے۔ دعا کے یہ تین نکات بھی پیش نظر رہیں۔

حضرت سلمان سے روایت ہے کہ رسول ﷺ ایک انصاری کی عیادت کرنے نکلے۔ جب اس کے پاس پہنچے تو اپنا ہاتھ اس کی پیشانی پر رکھا اور پوچھا کہ آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ انہوں نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ کہا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، تکلیف کی وجہ سے ان کو جواب دینے کی سکت نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آپ لوگ مجھے اور اسے تنہا چھوڑ دیں، تب لوگ اور ایک روایت میں ہے کہ خواتین اس کے پاس سے اٹھ کر باہر چلی گئی اور رسول ﷺ کو اسکے پاس چھوڑ دیا۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیشانی پر ہاتھ رکھا تھا، آپ نے اپنا دست مبارک ان کی پیشانی سے ہٹا دیا تب مریض نے اشارہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست مبارک اسی جگہ رکھ دیجئے جہاں رکھا ہوا تھا چنانچہ آپ صلی اللہ چلیہ وسلم نے اپنا دست مبارک ان کی پیشانی پر رکھ دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے فلاں! کیا محسوس کررہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں اپنے آپ کو خیریت میں پا رہا ہوں۔ میرے پاس دو اشخاص آئے، ایک سیاہ اور دوسرے سفید۔ رسول اللہ نے پوچھا: دونوں میں سے کون تمہارے زیادہ قریب ہے؟ انہوں نے کہا جوا ب دیا: سیاہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خیر تھوڑا ہے اور شر زیادہ دکھائی دیتا ہے۔ بیمار نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اپنی دعا سے نفع پہنچا دیجئے تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ! برائیاں جو زیادہ ہیں انہیں معاف فرما دیجئے اور نیکیاں جو تھوڑی ہیں انہیں بڑھا دیجئے۔ دعا کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مریض سے پوچھا: اب کیا محسوس کررہے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا: میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان! اچھی حالت ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ خیر بڑھ رہا ہے اور شر کمزور ہورہا ہے۔ سیاہ شخص مجھ سے دور ہٹ گیا ہے۔

آپ نے پوچھا: تمہارا کون سا عمل تمہاری نظر میں زیادہ مؤثر ہے؟ انہوں نے عر ض کیا: میں پانی پلاتا تھا (مجھے امید ہے کہ وہ عمل زیادہ مؤثر ہے) پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلمان میری بات سنو! کیا تم میری حالت میں کوئی انوکھی بات پاتے ہو؟ سلمان نے عرض کیا؟ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے مواقع میں پر دیکھا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس حالت میں اب دیکھ رہا ہوں ایسی حالت میں کبھی نہیں دیکھا

(خوف وخشیت الٰہی کی حالت کے عجیب وغریب آثار ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس لئے کہ مجھے اس تکلیف کا علم ہے جو مرنے والے پر گزر رہا ہے۔ اس کی ہر رگ موت کے درد کو محسوس کررہی ہے۔ (مجمع الزوائد، ج۲، ص۳۲۲)

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ میں ایک ایک کی کتنی فکر تھی اور اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر وقت نکالتے اور ان کی حاجات اور ضروریات اور مسائل میں شریک ہوتے تھے، اس کا اندازہ اس ایک واقعے اور اس طرح کے بے شمار دوسرے واقعات سے ہوجاتا ہے۔ اس میں اہل ایمان کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ دینی بہن بھائیوں اور عزیز واقارب سے صرف زبانی نہیں بلکہ عملی محبت کریں اور ان کی دنیاوی اور جانکنی کے عالم میں ان کے پاس جائیں اور ان کی ہر ممکن مدد کریں۔ ہر مسلمان کو موت کی سختی کی فکر کرنا چاہئے اور سختی سے بچاؤ کا سامان بھی کرنا چاہئے۔

برائیوں اور ظلم سے باز آنا چاہئے ورنہ موت کے وقت اللہ کی پکڑ سے جو دوزخ کے فرشتے کی شکل میں ہوتی ہے، بچانے والی کوئی چیز نہیں ہوگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت جو کیفیت طاری ہوئی اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر بھی موت کی سختیوں کے مشاہدے کا اثر ہوتا ہے درآں حالیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنتیوں کے سردار ہیں تو پھر عام مسلمانوں پر کتنا اثر ہونا چاہئے (فاعتبروا یا اولی الابصار) کیا آج ہمیں موت اور اس کی سختیوں کی فکر ہے؟ اور کیا کسی بھائی کی موت کے مشاہدے کا ہم پر اثر ہوتا ہے؟۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے، ان نعمتوں کو وہ ان کے پاس

اس وقت تک برقرار رکھتا ہے جب تک وہ مسلمانوں کی حاجتیں پوری کرنے میں لگے رہتے ہیں اور اکتا نہیں جاتے۔ جب وہ اکتا جائیں تو اللہ تعالی ان نعمتوں کو دوسروں کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔ (طبرانی)

فائدہ: اللہ تعالی دنیا میں اپنے بندوں کو نعمتوں سے نوازتا ہے تو یہ دراصل آزمائش ہوتی ہے۔ جو لوگ خوش دلی سے ان نعمتوں سے مسلمانوں کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں اور کرتے رہتے ہیں، انہیں نعمتیں ملتی رہتی ہیں۔ انسان کو سمجھنا چاہئے کہ اسے جو کچھ مل رہا ہے، اس لئے مل رہا ہے کہ دوسروں کا حق وہ پہنچائیں۔ وہ یہ نہیں کرتا تو اسے ان نعمتوں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ یہ نقطۂ نظر ہو تو معاشرے کے مسائل آسانی سے حل ہو جاتے ہیں۔ کوئی مصیبت کے وقت تنہا نہیں ہوتا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسی علیہ السلام نے اللہ رب العالمین سے عرض کیا: اے میرے رب! مجھے اس شخص کے بارے میں بتلا دیجئے جو آپ کی مخلوق میں آپ کے ہاں زیادہ قدر و منزلت والا ہو۔ اللہ تعالی نے فرمایا وہ شخص جو میری مرضی کو پورا کرنے میں اس طرح اڑے جس طرح باز اپنی خواہش پورا کرنے کے لئے اڑتا ہے، اور جو میرے نیک بندوں سے اس طرح عشق و محبت کرتا ہے جس طرح بچہ ماں باپ کیساتھ محبت سے چمٹ جاتا ہے، اور وہ شخص جو میری حرمتوں کی پامالی کی خاطر غصے سے بھڑک اٹھتا ہے۔ جب وہ غضب ناک ہو جاتا ہے تو اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ تھوڑے ہیں یا زیادہ۔ (مجمع الزوائد، ج ۷، ص ۲۶۵)

فائدہ: باز، بچہ اور چیتے کی تین مثالوں سے اللہ کی مرضی پوری کرنے کا جذبہ وشوق، نیک بندوں سے عشق محبت اور اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی پر غصے کی

کیفیت کو کیا خوب بیان کیا گیا ہے۔ پھر ان سب پر یہ کہ جب وہ غضب ناک ہو جاتا ہے تو اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ تھوڑے ہیں یا زیادہ۔ اللہ تعالی سے محبت کی بلند ترین شکل یہی ہے۔ اس کی مرضی، یعنی اس کے دین سے محبت کرنے والوں سے عشق اور لگاؤ ہو۔ اللہ کے دین کی سربلندی اور غلبے کی تڑپ ہو۔ اسلامی شعائر اور اقدار کی پامالی کو برداشت نہ کیا جائے۔ مومن غصے سے بے قابو نہیں ہو جاتا۔ وہ اپنا غصہ شریعت کے عطا کردہ ضابطے اور طریقے کے مطابق نکالتا ہے۔ اس غصے کے ذریعے عدل و انصاف قائم ہوتا ہے، حق دار کو اس کا حق دلایا جاتا ہے محرمات کی حرمت بحال کی جاتی ہے۔

آج کا دور اسی عشق و محبت اور غیرت و حمیت کے اظہار کا دور ہے۔ آج مشاہدہ کیا جا سکتا ہے اللہ تعالی کی مرضی کیلئے اڑ رہا ہے اور کون اللہ کی خاطر غصے سے بھڑک اٹھتا ہے کون ہے جو اس معیار کی روشنی میں اپنا جائزہ لے کر اللہ تعالی کے نزدیک اپنی قدر و منزت بڑھانے کے لئے سرگرم عمل ہو جائے!؟۔

حضرت ضمرہ بن ثعلبہؓ فرماتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوا کہ میں یمنی کپڑوں کا جوڑا زیب تن کیا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر آپ نے فرمایا: ضمرہ! تمہارا کیا خیال ہے کہ تیرے کپڑے تجھے جنت میں داخل کرا دیں گے؟ یہ سنتے ہی ضمرہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ میرے لئے اس کوتاہی پر جو مجھ سے سرزد ہو گئی ہے استغفار کریں تو مجھے اس وقت تک چین نہ آئے گا جب تک ان کو اتار نہ دوں اس پر آپ نے دعا دیتے ہوئے فرمایا، اے اللہ! ضمرہ بن ثعلبہ کے گناہ معاف فرما دیجئے یہ سن کر ضمرہؓ تیز رفتاری سے چلے گئے اور ان کپڑوں کو اتار دیا (یہ کپڑے ریشم کے بنے ہوئے تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے انہیں اتارنے کا حکم ترہیبی انداز میں دیا (الفتح الربانی، باب ماجاء فی فضائل ضمرہؓ)

اس واقعے میں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ ریشم کے استعمال کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت کے باوجود بھی ایک صحابی یہ پہنے ہوئے آپ کے پاس تشریف لائے۔ دوسری بات یہ کہ صحابی نے فوراً ہی جا کر اسے اتار دیا۔ اگر ہم کو اس طرح کی کسی خلاف ورزی پر توجہ دلائی جائے، یا ہمارے علم میں ایسے کسی عمل کے بارے میں کوئی حدیث آجائے تو ہمارا رویہ کیا ہوتا ہے؟۔ (ماہنامہ ''بساط ذکر وفکر'' محمد یعقوب سروش، نظام آباد)

محسنِ کائنات کا ادب

حدیث قدسی میں وارد ہے: اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ نہ ہوتے تو میں کائنات کو پیدا ہی نہ کرتا۔

یعنی اگر محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جلوہ افروز نہ ہوتے تو یہ جن وبشر، شمس وقمر، شجر وحجر، بحر وبر، پھولوں کی مہک، چڑیوں کی چہک، سبزے کی لہک، سماء و سمک، رفعت وپستی، خوشحالی وبدبختی، زمین کی نرمی، سورج کی گرمی، دریاؤں کی روانی، کواکب آسمانی، خزاں وبہار، بیابان ومرغزار، نباتات وجمادات، جواہر ومعدنیات، جنگل کے درندے، ہوا کے پرندے، غرض کائنات کی کسی چیز کا نام ونشان بھی نہ ہوتا۔

گر ارض وسما کی محفل میں لولاک ولما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

فخر کائنات سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم وہ ذات ستودہ صفات ہیں کہ:

☆۔ جن کی خاطر کائنات ہست وبود کو وجود ملا

☆۔ جن کی برکت سے انسانیت کو شعور ملا

☆۔ جن کے گلے میں لولاک کا ہار پہنایا گیا

☆۔جن کو رفعنا لک ذکرک کا تاج پہنایا گیا

☆۔جن کے اسم گرامی سے جنتی درختوں کے ہر ورق کو زینت ملی

☆۔جن کے نام کی برکت سے سیدنا آدم کی توبہ قبول ہوئی

☆۔جن کی برکت سے حضرت ابراہیم کو سیادت کا تمغہ ملا

☆۔جن کا کلمہ حضرت سلیمان کی انگوٹھی پر کندہ تھا

☆۔جن کے حسن و جمال کا پرتو حضرت یوسفؑ کو ملا

☆۔جن کے صبر کا نمونہ حضرت ایوبؑ کو ملا

☆۔جن کے قرب کا ایک لحظہ حضرت موسیٰؑ کو مکالمات کی صورت میں ملا

☆۔جن کے مرتبے کا ایک حصہ حضرت ہارونؑ کو وزارت کی صورت میں ملا

☆۔جن کی نعت کا ایک مصرع حضرت داؤدؑ کا نغمہ بنا

☆۔جن کی عفت کا چشمہ عصمت یحیٰیؑ کا وجود بنا

☆۔جن کے دفتر حکمت کی ایک سطر حضرت لقمانؑ کو نصیب ہوئی

☆۔جن کی رفعت و بلندی کی ایک جھلک حضرت عیسیٰؑ کو نصیب ہوئی

☆۔جن کا وجود مسعود دعائے خلیلؑ اور نوید مسیحا بنا

☆۔جن کی آمد کی برکت سے لشکر ابرہہ ''کعصف ماکول'' بنا

☆۔جن کی ولادت با سعادت سے فارس کے آتش کدے بجھے

☆۔جن کی زبان فیض ترجمان سے گھوارے میں اللہ اکبر کے الفاظ صادر ہوئے

☆۔جن کو بعثت سے قبل ہی صادق امین کا لقب ملا

☆۔جن کی انگشت مبارک کے اشارے پر چاند دولخت ہوا

☆۔جن کی رسالت کی گواہی جمادات نے بھی دی

☆۔جن کے حصے میں معراج کی عظمت آئی

☆۔جن کے در اقدس کے خاک نشین صدیق اکبرؓ بنے

☆۔جن کے خرمن ایمان کے ریزہ چیں فاروق اعظمؓ بنے

جن کے حیا کی کرن سے عثمان ذوالنورینؓ بنے

☆۔جن کے بحرِ علم کی چھینٹوں سے علی المرتضیٰؓ باب العلم بنے

☆۔جن کے شہر کو رب کائنات نے ''بلد امین'' کہا

☆۔جن پر نازل ہونے والی کتاب کو ''کتاب مبین'' کہا

☆۔جن پر رب کریم اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں

☆۔جن کی امت کو خیر الامم کے نام سے یاد کرتے ہیں

اس خاصہ خاصان رسلؐ کے آداب بجالانے کی تاکید کے لئے اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

انا ارسلنک شاهدا ومبشرا ونذيرا لتوئمنوا بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه (فتح ۹)

(یقیناً ہم نے تجھے گواہی دینے والا، خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا (تاکہ اے مسلمانو!) تم اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کا ادب کرو)۔ (باادب بانصیب: ذوالفقار علی صاحب مدظلہ)

شیخ کے سامنے اونچی آواز میں کلام کرنا بے ادبی ہے

قال الله تعالى "لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبى

ترجمہ: روایت ہے کہ جب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی تو حصرت ثابت بن قیس راستہ میں بیٹھ کر رونے لگے۔ حضرت عاصم بن عدی ان کے پاس سے گذرے تو پوچھا ثابتؓ کیوں رو رہے ہو؟'' کہا'' مجھے اندیشہ ہے کہ مذکورہ بالا آیت میرے

بارے میں نازل ہوئی ہے جس میں کہا گیا ہے تم پیغمبر کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو ،ایسا نہ ہو کہ تمہاری بے خبری میں تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں ۔ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زور زور سے بولتا ہوں ، مجھے اندیشہ ہے کہ میرا عمل اکارت نہ جائے اور میں دوزخی بن جاؤں‘‘ ۔

یہ سن کر حضرت عاصمؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے مگر حصرت ثابت پر بدستو اشک باری کا غلبہ رہا۔ وہ اپنی بیوی جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی کے پاس آئے اور ان سے کہا ’’جب میں گھوڑے کے اصطبل کے اندر جاؤں تو دروازہ بند کر کے قفل لگا دو‘‘ چنانچہ انہوں نے قفل لگا دیا جب وہ وہاں سے نکلیں تو انہیں بھی ان کی حالت پر ترس آیا۔ حضرت ثابت نے کہا ’’میں نہیں نکلوں گا تا آنکہ یا تو اللہ مجھے موت دے یا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جائیں ۔ جب حضرت عاصمؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے حصرت ثابتؓ کا پورا حال سنایا۔ آپ نے فرمایا جاؤ اور انہیں بلا لاؤ۔ یہ سن کر حضرت عاصم وہاں پہنچے جہاں ان کو دیکھا تھا، مگر وہ وہاں نہیں تھے اس کے بعد وہ ان کے گھر آئے اور انہیں گھوڑے اصطبل میں پایا۔ وہ کہنے لگے ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں بلا رہے ہیں‘‘ ، انہوں نے کہا ’’دروازہ توڑ دو‘‘ آخر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ’’اے ثابت ! تم کیوں رو رہے ہو؟‘‘ انہوں نے عرض کیا ’’میں بلند آواز ہوں ، مجھے اندیشہ ہے کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے‘‘ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ سعادت مندی کے ساتھ زندگی گذارو اور درجہ شہادت حاصل کر کے جنت میں داخل ہو جاؤ‘‘ ، انہوں نے عرض کیا ’’میں اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی

اللہ علیہ وسلم کی خوش خبری سے مطمئن ہوں اور آئندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زور سے نہیں بولوں گا‘‘ ۔

اسی لئے اکابر اور صوفیاء کرام کا ارشاد ہے کہ پیر یا شیخ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں ان کے سامنے بھی مریدین کو اونچی آواز میں کہ جس آواز سے ان کو تکلیف ہو گفتگو نہیں کرنی چاہیئے ۔ آہستہ، نرمی اور متانت کے ساتھ بات کرنا چاہیئے کہ یہ بھی شیخ کے آداب میں سے ہے اور اس کے بہت سے فوائد ہیں ۔ (محمد ادریس حبان رحیمی)

معرفتِ حق کی دو عجیب وغریب مثالیں

دلائل پر اللہ کا وجود موقوف نہیں ۔ اگر دلائل پر اللہ کا وجود موقوف ہوتا تو سب سے بڑے عارف اور خدا پرست فلسفی لوگ ہوتے ......حالانکہ فلسفی جو عقل پرست ہیں وہی خدا سے بعید ہیں اس لئے معرفتِ باری تعالی کا دارو مدار عقل اور دلائل پر نہیں ہے ۔

اسی واسطے قرآن نے جہاں بھی اللہ تعالی کے وجود کے دلائل پیش کئے ہیں وہ منطقی اور فلسفیانہ انداز کے نہیں ہیں بلکہ مشاہدات کو پیش کیا ہے کہ تم اس چیز کو دیکھو اور اس میں سے خدا کے وجود کو نکالو ۔ اس چیز کو دیکھو اور اس سے خدا کو سمجھو ۔

اسی سے متعلق امام شافعیؒ کا واقعہ مجھے یاد آیا ۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے اللہ کو کیسے پہچانا ؟ فرمایا...... میں نے شہتوت کے پتے سے پہنچانا ۔ اس طرح کہ شہتوت کا پتا بکری کھاتی ہے تو مینگنیا نکلنی شروع ہو جاتی ہیں ۔ ہرن کھاتا ہے تو مشک نکلنا شروع ہو جاتا ہے ۔ اب ریشم کا کیڑا کھاتا ہے تو ریشم نکلنا شروع ہو جاتا ہے ۔
تو ایک پتا ہے کہیں مینگنی نکلی ، کہیں مشک نکلا ، کہیں ریشم نکلا ۔ یہ پتے کی طبیعت

نہیں ہے۔طبیعت ایک کام کرسکتی ہے دس کام نہیں کرسکتی۔اس کی طبیعت کے اوپر کوئی بنانے والا ہے کہ کبھی یہ بنادیا کبھی وہ بنادیا، میں اس حقیر سے پتے سے خدا کے وجود کو سمجھا۔اگر آدمی سمجھنا چاہے تو ایک پتے سے خدا کے وجود کو نکال سکتا ہے اور نہ سمجھنا چاہے تو انبیاء علیہم السلام ہزاروں دلیلیں پیش کردیں۔رات دن معجزے دکھلاویں نہیں سمجھتا......ابوجہل کو نہیں سمجھنا تھا مرتے دم تک نہیں سمجھا۔ابولہب کو نہیں ماننا تھا آخر تک نہ مانا اور مان لیا تو صدیقؓ اکبر نے،عمر فاروقؓ نے،جس نے مانا تو کوئی صدیق بنا کوئی فاروق بنا،جس نے نہیں مانا......کوئی ابوجہل رہ گیا،کوئی ابولہب رہ گیا ......معلوم ہوا جب آدمی نہیں ماننے پر آتا ہے تو پیغمبر بھی نہیں منوا سکتے۔اور ماننے پر آتا ہے تو شہتوت کے پتے سے خدا کو پہچان لیا جاتا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ مسلمان ہیں؟ فرمایا ۔ہاں! الحمدللہ۔

اس نے کہا مسلمان کسے کہتے ہیں؟

فرمایا۔جو اللہ کی وحدانیت کا قائل ہو۔

اس نے کہا......آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اللہ ایک ہے؟ وہ موجود ہے اور کائنات بھی اسی نے بنائی ہے۔

اب امام صاحبؒ اگر یہ ارشاد فرماتے کہ اللہ تعالی نے اپنے قرآن مجید میں یہ ارشاد فرمایا۔وہ جاہل نہ سمجھ سکتا۔اسی کے انداز پر اسے سمجھایا۔فرمایا......میں نے جو خدا کے وجود کو سمجھا۔ایک عجیب انداز سے سمجھا ہوں۔میں نے دنیا میں ایک محل دیکھا کہ وہ چاندی کا بنا ہوا ہے۔اس میں کہیں کوئی درز،نہ سوراخ،نہ کوئی روشندان کچھ بھی نہیں۔اسی محل کے اندر ایک سونے کا محل بنا ہوا ہے۔اس میں بھی کوئی در و دیوار اور کھڑکی وغیرہ نہیں۔

غرض یہ دو محل بنے ہوئے ہیں۔ان دونوں میں نہ کوئی اندر کی چیز باہر جاسکتی ہے اور نہ باہر سے اندر جاسکتی۔(حتی کہ ہوا کا بھی گذر نہیں) ایک محل باہر اور دوسرا اس کے اندر ہے......میں حیرانی سے اسے دیکھ رہا تھا کہ اچانک اس محل کی دیوار ٹوٹی اور اسمیں سے اک جاندار نکلا اور پیدا ہوتے ہی بچہ نادان ہوتا ہے مگر اس نے وہ کام شروع کیا جو تجربہ کار جانور کرتا ہے۔اس سے نے میں سمجھا کہ اس محل میں باہر سے تو کوئی گیا نہیں اور اندر سے یہ باہر نکلا ہے تو کوئی اس محل کے اندر بنانے والا ہے جس نے اسے اندر تیار کردیا ہے۔اس سے میں سمجھ گیا وہ خدا کی ذات ہے۔

لوگوں نے عرض کیا۔حضرت! یہ چاندی کا محل جسے آپ دیکھ کے آئے ہیں،وہ کہاں ہے؟ ہم نے تو آج تک نہیں دیکھا اور چاندی کے محل میں سونے کا ایک اور محل ہو۔یہ ہم نے آج تک نہیں دیکھا......آخر آپ نے اس محل کو دیکھنے کس دنیا میں گئے تھے؟

فرمایا۔یہ تمہارے ہاں بھی موجود ہے۔

لوگوں نے کہا۔ہم نے تو نہیں دیکھا۔

فرمایا۔تم آنکھ بند کرلو تو میرے پاس اس کا کیا علاج ہے؟ یہ تو تمہارے گھر میں بھی موجود ہے۔

فرمایا۔کیا تم نے کبھی انڈا نہیں دیکھا وہ چاندی کا ایک محل ہے اس میں جو زردی ہے وہ سونے کا محل ہے کوئی دروازہ نہیں۔نہ اندر کی چیز باہر نہ باہر کی چیز اندر جائے۔ مرغی لے کر اسے بیٹھ گئی اچانک انیس دن کے بعد دونوں محلوں کی دیورا ٹوٹی اور بچہ نکل آیا اور اس بچے نے وہی کام کرنے شروع کئے حالانکہ نہ وہ کسی اسکول میں گیا،کوئی ڈگری اس نے نہیں پائی۔ماں سے تربیت اس نے نہیں پائی مگر

جس طرح ماں دانہ چگتی ہے وہ بھی چگنے لگا۔جس طرح وہ بولتی ہے اسی لغت میں اس نے بھی کلام کرنا شروع کردیا۔

تو انسان کے بچے کو جب تک مکتب میں نہ بٹھائیں مادری زبان کی بھی جب کتاب نہ پڑھے گا۔وہ ادیب وشاعر نہیں بنے گا اور دوسری زبانوں کی تو بات ہی الگ ہے۔خود مادری زبان اور ملکی زبان جب تک اس کو کتابی صورت میں نہ پڑھے، پڑھا لکھا نہیں سمجھا جاسکتا ......تو ایک انسان بغیر سیکھے زبان نہ بولے اور سیکھنے کے لئے اس کو بیسوں ملکوں کا سفر کرنا پڑے۔تب کہیں جاکے دوسری زبان سے واقف ہو......اور یہ سونے چاندی کے محل میں سے ایک بچہ کڑکڑ کرتا ہوا نکلا اور اس نے وہی کام کرنا شروع کیا جو اس کی ماں کررہی ہے۔

گویا ترقی یافتہ پیدا ہوا۔اس محل میں آخر اس کو کس نے پڑھایا لکھایا ہے؟ کس نے اس کو سمجھایا کہ تجھے اس طرح بولنا ہے۔اور کس نے یہ طریقہ بتلایا کہ انڈے سے باہر نکلتے ہی دانہ چگنا شروع کردینا۔یہ تعلیم کس نے دی؟ یہ اسی نے تعلیم دی جس نے فرمایا: ربنا الذی اعطی کل شئی خلقہ ثم ھدی ......ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور پیدا کرکے ہر چیز کے مطابق اس کے قلب میں ہدایت ڈال دی کہ تو یہ کام کر......انسان کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو انسانی حرکتیں خودبخود اس سے سرزد ہونا شروع ہوتی ہے،علم کی بات الگ ہے، چلنا پھرنا،اٹھنا بیٹھنا ،کھانے کی خواہش،سونے کی خواہش یہ بلا کسی تعلیم کے خودبخود کرتا ہے۔

تو اندر کوئی تعلیم دینے والا ہے جس نے دل میں رہنمائی کی اور وہ وہی اللہ تعالی کی ذات ہے جو دل کے اندر ہدایت دیتی ہے۔

اور اکبر الہ آبادی نے کیا خوب ؂

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا

دل میں تو ہر انسان کے ہے کہ بیشک کوئی جابر ہستی ہے جو اس کائنات کو چلارہی ہے سمجھنا چاہیے تو اس کی ذات بڑی وبال ہے ہماری سمجھ کے احاطے میں نہیں آسکتا تو اکبر کہتا ہے کہ ؂

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

تو جو دل میں آجائے سمجھ میں نہ آئے بس خدا کی ذات کی یہی پہچان ہے ورنہ جو چیز دل میں آتی ہے پہلے آدمی اسے سمجھ جاتا ہے۔ایک خیال ہمارے دل میں آیا پہلے ہم اس کو سمجھ گئے۔ایک نظریہ ہمارے دل میں پیدا ہوا ہم اس کو سمجھتے ہیں لیکن خدائے تعالی کا وجود دل میں آتا ہے مگر سمجھ نہیں سکتے کہ اس کی حقیقت وکیفیت کیا ہے؟ انسان عاجز ہے مگر ماننے پر مجبور ہے۔(خطبات حکیم الاسلام:۴/ ۳۳۸)

تصوف کی حقیقت اور اس کا مآخذ

تصوف کی حقیقت کے بارے میں حضرت شیخ زکریاؒ کے ارشادات آپ بیتی ج۶ص۴۳۸ پر منقول ہے۔

تصوف میرے اکابر کا اہم مشغلہ ہے، وہ ؂

درکفِ جامِ شریعت درکفِ سندانِ عشق
ہر ہوسنا کے نداند جام وسنداں باختن

کے سچے مصداق تھے۔یہ حضرت ایک جانب فقہ حدیث اور علومِ ظاہریہ میں اگر ائمہ مجتہدین اور ائمہ حدیث کے حقیقی جانشین اور سچے متبع تھے تو دوسری جانب تصوف کو فقہ وحدیث کے ماتحت چلایا اور اپنے قول وفعل سے بتلا دیا کہ یہ مبارک فن حقیقت میں قرآن وحدیث ہی کا ایک شعبہ ہے اور جو رسوم وبدعات اس مبارک

فن میں بعد زمانہ بڑھ گئی تھیں ان کو چھانٹ دیا۔تصوف کو بعض ناواقفوں نے ظاہر شریعت کا مخالف نہیں تو علیحدہ ضرور بنادیا یہ تو غلو ہے یا جہل۔

حقیقی تصوف

جس کا دوسرا نام احسان ہے حضرت جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام نے حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی حقیقت لوگوں کے سامنے دریافت کر کے یہ واضح کردیا کہ یہ شریعت ہی کی روح اور مغز ہے اور حصرت جبرئیل کے اس سوال پر کہ احسان کیا چیز ہے سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس پاک ارشاد نے:۔ان تعبد اللہ کانک تراہٗ الخ الحدیث (تو اللہ کی عبادت ایسی کرے کہ گویا اس کو دیکھ رہا ہے)
احسان کے معنی اور تصوف کی حقیقت واضح کردی عنوانات تو اس کے جو بھی اختیار کرلئے جاویں لیکن مرجع سب کا یہی حقیقت ہے۔

اوری بسعدی والرباب وانما
انت الذی تعنی وانت الموء مل

شاعر کہتا ہے کہ چاہے میں مشہور محبوبہ سعدی کا نام لوں یا معروف معشوقہ رباب کا نام ہر چیز سے مقصود تو ہی ہے اور تو ہی مطلوب ہے۔

یہ تو حقیقت ہے اس کے بعد جو چیزیں ذکر وشغل ،مجاہدات وریاضات یہ حضرات تجویز کرتے ہیں وہ حقیقت میں سب علاج ہیں چونکہ سیدالکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے جتنا بعد ہوتا جاتا ہے اتنا قلوب میں زنگ اور امراض ردیہ دلوں میں پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں اور جیسا کہ کہ یونانی اطباء اور ڈاکٹر جدید امراض کے لئے تجربات یا قواعد سے وقتی اور نئی دوائیں تجویز کرتے ہیں اسی طرح یہ روحانی اطباء قلبی امراض کے لئے ہر شخص کے حال کے موافق اور ہر زمانہ

کے موافق دوائیں تجویز کرتے ہیں۔اسی طرح یہ روحانی اطباء قلبی امراض کے لئے ہر شخص کے حال کے موافق اور ہر زمانہ کے موافق دوائیں تجویز کرتے ہیں۔
حضرت مولانا وصی اللہ صاحب جو حضرت حکیم الامت تھانوی نوراللہ مرقدہ کے اجل خلفاء میں ہیں ان کا ایک رسالہ ’’تصوف اورنسبت صوفیہ‘‘ مختصر اور قابلِ دید ہے وہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابویحییٰ زکریا انصاری شافعیؒ فرماتے ہیں کہ تصوف کی اصل ’’حدیث جبرئیل‘‘ ہے جس میں آیا ہے کہ ” ما الا حسان قال ان تعبد اللہ کانک تراہ “(الحدیث) چنانچہ تصوف احسان ہی کا نام ہے۔

(اکابر کا سلوک واحسان ۱۸۔مولانا اقبال ہوشیارپوری)

رضا بالقدر سے متعلق

ارشادات خداوندی

حضرت مولانا منظور نعمانیؒ صاحب دامت برکاتہم نے اپنی شہرہ آفاق کتاب معارف الحدیث میں تقدیر پر ایک طویل بحث لکھی ہے اس کے بعد آپ نے اس کا خلاصہ لکھا جو مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار برس پہلے تمام مخلوقات کی تقدیریں مقدر فرمادیں، اور جو کچھ ہونا ہے گویا وہ سب بالتفصیل لکھ دیا۔

۲۔ انسان جب رحم مادر میں ہوتا ہے اور اس پر تین چلے گزر جاتے ہیں اور نفخ روح کا وقت آتا ہے تو اللہ کا مقرر کیا ہوا فرشتہ اس کے متعلق چار باتیں لکھتا ہے۔ اس کی مدت عمر، اسکے اعمال، اس کا رزق اور اس کا نیک بخت یا بد بخت ہونا۔

۳۔ ہمارے دلوں کو بھی اللہ تعالیٰ ہی جدھر چاہتا ہے پھیر دیتا ہے (معارف الحدیث)

۴۔ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

میں اللہ ہوں۔ میرے بغیر کوئی معبود نہیں۔ جو میرے ابتلاء پر صبر نہیں کرتا، اور میری قضا پر راضی نہیں ہوتا اور میری نعمتوں پر شکر نہیں کرتا تو اسے چاہئے کہ وہ میرے سوا (کسی دوسرے کو) رب بنالے۔ (قوت القلوب)۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو شخص ہماری لکھی ہوئی تقدیر پر راضی نہیں اور ہماری ڈالی بلا پر صابر نہیں وہ اپنا اللہ اور رسول دوسرا تلاش کرلے۔ (خطبات غوثیہ)

سالک کیلئے حکمت کی باتیں

کبھی کبھی ہم اپنے چھوٹوں کی باتوں پر توجہ نہیں دیتے اور غور سے نہیں سنتے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہم سے بہت چھوٹے لوگ بہت اونچی بات کہہ دیا کرتے ہیں جس کا فائدہ بہت زیادہ ہوتا ہے جیسا کہ حسن بصریؒ اپنی مجالس میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک چھوٹی سی بچی نے نصیحت کردی کسی نے پوچھا حضرت کیا نصیحت کی۔ فرمایا ایک مرتبہ بارش ہوئی تھی کیچڑ تھا لوگ بڑی احتیاط سے چل رہے تھے میں بھی جارہا تھا میں نے ایک بچی کو آتے ہوئے دیکھا میں نے کہا بیٹی احتیاط سے چلنا کہیں پھسل نہ جانا۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا میں پھسل گئی تو دوبارہ کھڑی ہو جاؤں گی ذرا آپ اپنا خیال رکھنا اگر آپ پھسل گئے تو امت کا کیا بنے گا؟ آپ امت کے مقتدا ہیں کہیں آپ پھسل نہ جانا۔ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک چھوٹی سی بچی نے استقامت کا سبق دے دیا۔

یحیٰؒ بن معاذ ایک بزرگ گذرے ہیں فرمایا کرتے کہ دل کی مثال ہنڈیا کی سی ہے اور زبان کی مثال چمچ کی سی ہے چمچ وہ کچھ نکالتا ہے جو ہنڈیا میں موجود ہوتا ہے زبان وہی کچھ نکالتی جو دل میں موجود ہوا کرتا ہے اگر دل میں ظلمت ہوگی تو زبان سے بھی بری گفتگو نکلے گی اگر دل میں نور ہوگا تو زبان سے پاکیزہ گفتگو نکلے گی۔

جس طرح طبیب حضرات زبان کی رنگت دیکھ کر بیماری کا اندازہ لگا لیتے ہیں اسی طرح علماء اور صلحاء زبان کی گفتگو سن کر روحانی بیماریوں کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔

دوستو! زبان دل کی ترجمان ہے۔ جیسا ہم گھڑی کی سوئیوں کو دیکھ کر ٹائم کا اندازہ کر لیتے ہیں کہ گھڑی کا ٹائم صحیح ہے تو اس کے اندر کی مشین بھی صحیح ہے۔ اگر ٹائم غلط ہے تو اندازہ یہ ہوتا ہے کہ مشین میں بگاڑ ہے اسی طرح جب زبان بولتی ہے تو دل کے اچھا اور برا ہونے کا پتہ دیتی ہے۔ اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار حضرت معاذؓ کی زبان پکڑ کر ارشاد فرمایا: اے معاذؓ! اس سے ڈرتے رہنا، یہ اچھی تو سب کچھ اچھا ہے ہر خالی دل کا حال زبان سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور اور باطن کا اثر ظاہر پر پڑتا ہے۔ اسی طرح ظاہر کا اثر بھی باطن پر پڑتا ہے۔ اللہ تعالی ہماری زبان اور قلوب کو درست فرمائیں۔ آمین (محمد ادریس حبان رحیمی)

دعوتِ الی اللہ اور تربیت کے لئے نرم مزاجی ضروری ہے

دعوت الی اللہ کے لئے نرم خوئی ضروری ہے، بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ سختی سے بنا بنایا کام بھی بگڑ جاتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ اور سیرتِ طیبہ کا ہر پہلو نرمی سے بھرا ہوا ہے۔ کیسا ہی سنگین وقت آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نرم خوئی کو ترک نہیں فرمایا۔ حتی کہ جوش اور غصہ کے وقت بھی بلند آواز کو سخت ناپسند فرمایا۔

سیدنا حضرت موسی کلیم اللہ علیہ السلام کے مزاج میں غصہ زیادہ تھا اسی لئے اللہ تعالی نے نصیحت فرمائی کہ دیکھو تم فرعون کے پاس جب جاؤ تو اپنی گفتگو اور کلام میں نرمی اختیار کرنا۔ ارشاد فرمایا: فقولا له قولا لينا لعله يتذكر او يخشى

ایک بار خلیفہ ہارون رشید طواف کر رہے تھے کچھ سہو ہو گیا، ایک طالب علم نے

ان کو سختی سے ٹوکا اور صحیح مسئلہ بتانا چاہا تو خلیفہ نے مذکورہ بالا واقعہ موسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ نرمی سے گفتگو کرو اس لئے کہ مجھ سے بہتر آدمی (حضرت موسی علیہ السلام) کو مجھ سے بدتر (فرعون) آدمی کے لئے اللہ تعالی نے نرمی سے بات کرنے کا حکم دیا ہے۔

معلوم ہوا کہ نرمی سے بات کا اثر زیادہ ہوتا ہے اور بات دل میں اترتی ہے نرمی سے محبت سے اور ہمدردی سے جو بات کہی جاتی ہے وہ لازمی اثر رکھتی ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن قاسمی

ولد حضرت مولانا عبداللہ مدنی مدینہ منورہ

بندہ راقم الحروف محمد ادریس حبان رحیمی کی مدینہ شریف جب حاضری ہوئی تو وہاں ایک جواں سال بزرگ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب قاسمی جو حضرت مولانا عبداللہ مدنی کے صاحبزادے ہیں ۔ ملاقات کا شرف حاصل ہوا حضرت مولانا نے نہایت محبت اور اکرام فرمایا۔ دولت خانہ پر اس فقیر کو اور جملہ ساتھیوں (الحاج سید افضل باشا، الحاج عبدالرحمٰن ،مولوی محمد عثمان حبان ،الحاج محمد عدنان حبان ،اور الحاج محمد کلیم اللہ وغیرہ) کو مدعو کیا،حضرت کے اخلاق سے یہ فقیر اس قدر متاثر ہوا کہ بیان سے باہر ہے ،ایسی نرمی ،ایسی مروت ،ایسی محبت اور شفقت کہ ایک ایک فعل سے اتباع سنت اور سیرتِ رسول سے الفت اور مدینۃ الرسول سے والہانہ عشق نمایاں نظر آتا ہے،ہم سے بات کرتے تو اتنی آہستہ اور نرمی سے کہ معلوم ہوتا ہے واقعی مدینہ میں رہنے والے کے لئے ایسا ہی اخلاق اور کردار ضروری ہے۔ تصنع اور لفاظی سے پاک گفتگو سیدھا سادا انداز دل میں اترنے والی گفتگو حضرت مولانا کا خاصہ ۔اللہ تعالی حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ بڑے مہمان نواز اور دل جوئی کرنے والے ہیں ،مسجد نبوی علی صاحب

الصلوۃ والسلام میں درس دیتے ہیں ،نہایت ادب واحترام سے رہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کا اکرام اور روضہ اطہر کا اکرام ان حضرات سے سیکھنا چاہئے ۔زیارت حرمین شریفین کے لئے جانے والے بعض مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں کیسی بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں ،مجھے تو بے انتہا ڈر لگتا ہے اس لئے کہ ادب اصل ہے بے ادب بہت سی نعمتوں سے محروم ہو جاتا ہے ۔اللہ تعالی کا خاص فضل ہے ان لوگوں پر جو باادب ہیں ،نرم گو اور نرم خو ہیں ،خانقاہی ماحول میں اور خصوصاً سالکین کو ان باتوں کا خاص اہتمام رکھنا چاہئے ۔

ایسی ہی ایک باکمال شخصیت علم وعمل کے پیکر حضرت مولانا عزیر احمد صاحب، خادم ملت حضرت مولانا عبدالحمید صاحبؒ خلیفہ ومجاز حضر فدائے ملتؒ کے صاحبزادے ہیں۔ان کے دولت خانہ پر حاضری ہوئی ایسی علمی اور معلوماتی گفتگو کہ دل باغ باغ ہو گیا اور ذہن تازہ ہو گیا۔آپ بھی مسجد نبویؐ میں درس دیتے ہیں اور آپ کے صاحبزادے مولان بلال صاحب بھی ۔یہ حضرات امت کا سرمایہ ہیں اللہ تعالی ان حضرات کی عمر میں اعمال میں برکت عطا فرمائے اور بال بال حفاظت فرمائے۔آمین (محمد ادریس حبان رحیمی)

ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ حنین سے واپس آرہے تھے ،راستہ میں ایک جگہ پڑاؤ کیا کفار کے بہت سے بچے مسلمانوں کے لشکر کے پاس جمع ہو گئے ان میں حضرت ابومحذورہؓ بھی تھے ۔جب مؤذن نے اذان کہی تو ان بچوں نے نقل اتارنا شروع کی ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ ان بچوں کو پکڑ کر لاؤ

جب بچوں نے دیکھا کہ لوگ ہمیں پکڑنے آرہے ہیں تو سب بھاگ کھڑے ہوئے ،مگر حضرت ابومحذورہؓ ان میں کچھ بڑے تھے انہیں بھاگتے ہوئے شرم آئی وہ نہ بھاگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب ان کو حاضر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جس طرح اذان کی نقل اتار رہے تھے اسی طرح پھر اتارو،اور کہو’’اللہ اکبر اللہ اکبر‘‘ حضرت ابومحذرہؓ نے کہہ دیا پھر آپ نے فرمایا کہو’’اشہدان لا الہ الا اللہ‘‘ ان کو تامل ہوا کیونکہ اس میں توحید کا اقرار تھا لیکن دبے لفظوں میں کہہ دیا پھر فرمایا کہو’’اشہدان محمد رسول اللہ‘‘ اس میں حضرت ابومحذرہؓ کو زیادہ تامل ہوا کیوں کہ توحید کے تو کسی درجہ میں مشرکین مکہ بھی قائل تھے چنانچہ وہ کہا کرتے تھے’’لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک الاشریک ہولک‘‘ تو توحید کے کلمات کہنے میں اس قدر تامل نہ ہوا لیکن رسالت کے وہ صاف منکر تھے اور سارا جھگڑا رسالت کے نہ ماننے پر ہی تھا۔اس لئے ابومحذرہ پہلے تو چپ رہو گئے لیکن پھر دبے لفظوں میں کہا’’اشہدان محمدا رسول اللہ‘‘ آپ نے فرمایا زور سے کہو تو او محذرہ نے دوسری مرتبہ زور سے کہا۔حضرت ابومحذورہؓ نے یہ اذان اسلام کی حالت میں نہیں کہی تھی محض نقالی کی لیکن اس کا اثر دل پر اتر گیا، کہنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب تو آپ کا ہوں دیکھا آپ نے کہ جب حضرت ابومحذرہ نے ظاہر سے اسلام کا اقرار کیا تو اس کا اثر دل میں بھی اتر گیا اور اسلام قبول کرلیا۔(خطباتِ حکیم الاسلام ۴/۱۰۴)

فائدہ معلوم ہوا کہ ظاہر کا اثر باطن پر مرتب ہوتا ہے اس لئے اپنے باطن کی درستی کے ساتھ ساتھ انسان کو اپنے ظاہری احوال کو بھی درست رکھنا چاہئے دل اللہ اور رسول کی تصدیق کے ساتھ ساتھ ظاہری طور پر بھی اسلامی وضع قطع اختیار کرنا چاہئے

اور غیروں کی مشابہت سے بچنا چاہئے، چنانچہ حدیث میں فرمایا گیا ہے ’’من تشبه بقوم فھو منھم‘‘ جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اسی میں سے ہے۔ کیوں کہ خطرہ ہے کہ اس ظاہری مشابہت کا اثر قلب پر پڑے اور اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھے اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنی وضع قطع اسلامی رکھیں صلحاء اور اولیاء سے تعلق رکھیں۔

تصوف اخلاقِ نبوی کا پرتو

طریقت ،تصوف اور احسان کے متعلق مفکر اسلام حصرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے لیکر مجدد الف ثانی حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ ،حضرت سید احمد شہیدؒ ،حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سب نے قشر ولباب مقصود وغیر مقصود میں پوری وضاحت کے ساتھ امتیاز پر زور دیا اور ان رسوم وعادات کی اس شدت سے تردید کی جو غیر مسلموں کے اختلاط یا صوفیائے خام کے اثر سے داخل ہوگئی تھی اور ان کو تصوف اور طریقت کا جز سمجھ لیا گیا تھا۔حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی فتوح الغیب ہو یا غنیۃ الطالبین ۔یا شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی عوارف المعارف ،حضرت مجدد صاحبؒ کی مکتوباتِ امام ربانی ہوں یا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی تصنیفات یا حضرت سید احمد شہیدؒ کی صراطِ مستقیم حضرت گنگوہیؒ کے مکتوبات یا مولانا تھانویؒ کی تربیت السالک وقصد السبیل ہر جگہ یہ مضامین بکثرت ملیں گے کہ انہوں نے دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ کر دیا اور جہاں تک حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا تعلق ہے انہوں نے تو یہاں تک لکھدیا ہے کہ۔

’’نسبتِ صوفیاء کبیرت احمراست ورسوم ایاشں ہیچ نیرزد‘‘

(صوفیائے کرام کی نسبتِ باطنی تو نعمتِ عظمیٰ ہے اور کیمیا ہے لیکن ان کے رسوم (جن کا شریعت سے ثبوت نہیں) کوئی قیمت نہیں رکھتے)اسی طرح ان سب حضرات نے بلا استثناء اخلاق ومعاملات حقوق العباد کی اہمیت پر پورا زور دیا ہے اور اس کو اصلاح وقرب کے لئے شرط قرار دیا ہے۔ان حضرات کی تصانیف بھی اس مضمون سے بھری ہوئی ہیں اور ان کی مجالس اس تذکیر وتبلیغ سے ہمیشہ معمور ہیں۔

ہم نے جن بزرگوں کا زمانہ پایا اور ان کی خدمت میں پہنچنے کی سعادت حاصل ہوئی اور ان کو دیکھ کر تصوف کے قائل اور معتقد ہوئے ان میں ہم نے تصوف وطریقت ہی کانہیں دین وشریعت کا لب لباب پایا۔ان کے اخلاق اخلاقِ نبوی کا پرتو ان کے معاملات واعمال اور ان کی زندگی شریعت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی اور اس کی ترازو میں تلی ہوئی دیکھی ان کو ہمیشہ مقاصد ووسائل کے درمیان فرق کرتے ہوئے اصطلاحات سے مستغنی ہوکر اور ان کو فراموش کر کے حقائق پر زور دیتے ہوئے دیکھا (ماخوذ ،ازمقدمہ ،اکابر کا سلوک واحسان ،ص ۱۱۔۱۲)

پاکی اورنفاست

اسلام کا پسندیدہ عمل ہے

اسلام میں پاکی اور صفائی کا خاص مقام ومرتبہ ہے اس لئے کہ یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اور دنیا میں آنے والے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام کو اللہ تعالیٰ نے یہ خاص وصف عطا کیا ہے۔ اس لئے کہ عبادات اور ریاضات ومجاہدات اور تمام قسم کی عبادات میں پاکی اور صفائی کا خاص حکم ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پاک کے ہر پہلو اور آپ کے عمل میں نفاست اور نظافت کو خاص دخل ہے۔یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الطہور شطر الایمان یعنی پاکی آدھا ایمان ہے۔اور ارشاد فرمایا کہ ظاہر کی پاکی اور صفائی کا اثر باطن پر پڑتا ہے اس لئے ایک پکے اور سچے مسلمان کی یہ صفت بھی ہے کہ اپنے جسم، لباس، رہائش اور نشست وبرخاست کی جگہ کو پاک وصاف رکھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دانتوں کی صفائی کے لئے مسواک کا حکم دیا اور بالوں کی صفائی کے لئے تیل ڈالنے اور کنگھی کرنے کا حکم دیا ہے اور ہر جمعہ کے دن ناخن

اور فاضل بالوں کو جسم سے علیحدہ کرنا پسند فرمایا ہے۔اور غسل کرکے نیا لباس یا دھلا ہوا لباس پہننا پسند فرمایا ہے۔ اللہ جمیل یحب الجمال ......اللہ تعالیٰ حسن وجمال والے ہیں اور حسن وجمال کو پسند بھی فرماتے ہیں۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد صحابہ کرام اور صحابہ کرام کے بعد تابعین تبع تابعین، ائمہ صلحاء کرام، علماء کرام اور مشائخ عظام بھی اس مخصوص صفت کے حامل رہے ہیں مثلاً حضرت عثمان غنیؓ کی نفاست اور شرم وحیاء اور انس بن مالکؓ کی نفاست اور عبداللہ بن زبیرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ اور نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حسن وجمال اور نفاست اور نظافت میں خاص مقام رکھتے تھے۔تابعین میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور ائمہ حضرات میں حضرت امام ابوحنیفہ اور امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اور امام مالکؒ اپنے اپنے زمانہ کے اعتبار سے سخی اور صاحب نفاست شمار کئے گئے ہیں۔حضرت مظہر جان جاناں کے تو مستقل واقعات ہیں کہ کیسے نفیس الطبع انسان تھے۔امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے متعلق بہت سی باتیں آپ کا لباس بادشاہوں جیسا، مجلس شاہوں اور نوابوں جیسی اور کھانوں کا اہتمام بھی ایسا ہی ہوتا تھا، کہ لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کو یاد کرتے تھے در و دیوار اور رہائش گاہ سے بھی شاہانہ مزاج جھلکتا تھا ایسے ہی دارالعلوم دیوبند کے سابق مہتمم حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کے مزاج میں عجیب وغریب نفاست پائی جاتی تھی اور حضرت مولانا حکیم عبدالرشید عرف حکیم ننومیاں صاحبؒ گنگوہی اور ان کے برادر خورد حضرت مولانا حاجی مصطفی کامل صاحبؒ کے یہاں تو پاکی اور صفائی اور نفاست اور نظافت ہر چیز اور ہر عمل میں نظر آتی تھی۔اور ہر کام میں صفائی کا خاص اہتمام رکھتے تھے۔ پرنامبٹ میں عارف باللہ حاذق الامت حضرت مولانا شاہ زکی

الدین احمد صاحبؒ کے مزاج میں اللہ تعالیٰ نے نہایت صفائی کا اہتمام رکھا تھا۔ پاکی اور صفائی اور نفاست اول نمبر پر نظر آتی تھی کہ دیکھنے والا رشک کرتا تھا۔

حضرت مولانا عبدالرحیم سعید رشادی بنگلور

ہمارے دوستوں میں حضرت مولانا سید عبدالرحیم سعید رشادی بھی اس خصوصیت کے خاص حامل ہیں ان کے ادارے دارالعلوم سعیدیہ میں آپ جا کر دیکھیں گے تو آپ کو قلبی مسرت اور خوشی حاصل ہوگی۔ مولانا کے لباس اور وضع قطع سے لے کر دفتر، درسگاہ اور مہمان خانہ اور کتب خانہ اور دیگر جگہوں پر صفائی کا خاص نظم ہے۔ کھانے پینے اور کھانے پکانے کے برتن اور مطبخ میں بھی خصوصیت سے صفائی کا ماحول نظر آتا ہے۔ ہر آنے والے کا دل چاہتا ہے کہ تمام مدارس اسلامیہ میں ایسا ہی ماحول اور صفائی ہونی چاہئے۔ حضرت مولانا سعید رشادی کا مزاج علماء کرام میں جداگانہ ہے اور وہ شاہی مزاج رکھتے ہیں ہر معاملہ میں ایک خوبصورت اور قیمتی معیار رکھتے ہیں۔ طلباء اور اساتذہ بھی اسی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ مولانا رشادی صاحب کی شخصیت حسن وجمال اور نفاست کا پیکر ہے اللہ تعالیٰ خوب خوب صحت وتندرستی عطا فرمائے۔ آمین۔

ناچیز راقم الحروف کی تربیت چونکہ خانقاہ قدوسیہ رشیدیہ میں ہوئی ہے وہاں کے طفیل اور صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے نفاست اور نظافت کا کچھ حصہ عطا فرمایا ہے جس کو آنے والے حضرات خصوصیت سے بیان کرتے ہیں میں کہا کرتا ہوں کہ یہ تو ظاہر کی صفائی ہے آپ دعاء فرمائیں ایسا صاف اور پاک میرا دل بھی ہوجائے تا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور سرخروئی حاصل کرسکوں۔ میں اپنے فرزندان اور بیٹیوں کو اور اپنے دوستوں

اور متعلقین کو صفائی ستھرائی اور سلیقہ وشعار کے لئے خصوصیت سے تلقین کرتا ہوں کیوں کہ صفائی اور پاکی اللہ تعالیٰ کا وصف خاص ہے۔ آدمی جب صاف ستھرا رہتا ہے تو عبادات میں بھی خوب مزہ آتا ہے اور دل لگتا ہے۔ (محمد ادریس حبان رحیمی)

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب لندن

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب ہندوستانی نژاد ایک ایسی شخصیت ہے جو انگلینڈ اور بیرون انگلینڈ میں ناقابل فراموش خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان کی شخصیت کئی شعبوں میں متحرک اور سرگرم عمل ہے۔ دو درجن سے زیادہ تعلیمی ادارے الخیر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام اپنی دینی، تعلیمی، فلاحی اور رفاہی خدمات میں مصروف ہیں جس کے روح رواں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب ہیں اس کے علاوہ مولانا محترم ایمرجنسی حالات میں بھی عوام کو ہر ممکن تعاون دیتے ہیں اور دیگر تعلیمی اداروں کو بھی ان کا تعاون حاصل رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا محترم کی عمر دراز فرمائے اور ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا ارشد صاحب قاسمی لندن

اسی طرح لندن میں مقیم حضرت مولانا ارشد قاسمی صاحب کی شخصیت مرکز توجہات ہے۔ مولانا موصوف کا تعلق باغونوالی مظفرنگر سے ہے لیکن ایک عرصہ سے لندن میں مقیم ہیں۔ وہاں مسجد MITCHAM میں امام وخطیب ہیں اور ایک اسلامی سینٹر میں تدریسی خدمات بھی انجام دیتے ہیں۔ طبعًا خاموش مزاج، گوشہ نشین اور اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی سمجھنے والے ہیں اور اپنے والد حضرت مولانا منشی محمد عالم صاحب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ادارہ کے ساتھ وفاداری اور حلیم المزاجی

کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کا سلیقہ ان میں بخوبی ہے۔ اللہ تعالی صحت وعافیت اور سلامتی کے ساتھ رکھے اور ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا یعقوب صاحب باغونوالی

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب باغونوالی کی شخصیت بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ دہلی کی چاندنی والی مسجد میں ان کی ہمہ جہتی خدمات جاری ہیں۔ ایک نونہال قوم کی تعلیمی خدمت میں مصروف رہتے ہیں تو دوسری طرف عام مسلمانوں کے دین وعقیدہ کی فکر میں سرگرداں رہتے ہیں۔ ان کی خاموش اور طویل خدمات نے انہیں عظیم مرتبہ پر فائز کر دیا ہے۔ اللہ تعالی ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔

(محمد ادریس حبان رحیمی)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خشیت

خشیت الٰہی جو تمام عبادات واعمال کی روح ہے، اس کا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ پر اس قدر غلبہ تھا کہ ہر وقت محاسبہ آخرت کے خوف سے لرزہ براندام رہتے تھے معمول تھا کہ نماز عشاء کے بعد مسجد میں یا اپنے حجرے میں بیٹھ کر رو رو کر دعائیں کرتے تھے، اسی حالت میں آنکھ لگ جاتی بیدار ہوتے تو پھر یہی مشغلہ جاری ہو جاتا۔ غرض اسی طرح سوتے جاگتے رونے اور دعائیں کرنے میں ساری رات گذر جاتی تھی جب کبھی رات کو فقہاء ان کے پاس جمع ہوتے تو بیشتر وقت موت اور قیامت کے ذکر میں گذرتا یہ ذکر سب پر گریہ طاری کر دیتا تھا۔ قرآن مجید کی جن آیات میں قیامت کا ذکر ہے ان کو سنتے تو بے اختیار رونے لگتے تھے اگر کوئی شخص مؤثر نصیحت کرتا تو اکثر ان پر گریہ طاری ہو جاتا تھا ان کی اہلیہ فاطمہ بنت عبدالملک کا بیان ہے کہ ان سے زیادہ کوئی شخص خدا سے ڈرنے والا نہیں تھا وہ اپنے بستر پر بھی خدا کو یاد کرتے تھے تو خوف کی شدت سے کانپنے لگتے تھے یزید بن حوشبؒ کا قول ہے کہ ''میں نے عمر بن عبدالعزیزؒ اور حسن بصریؒ سے زیادہ کسی شخص کو قیامت سے ڈرنے والا نہیں دیکھا معلوم ہوتا تھا گویا دوزخ صرف انہی دونوں کے لئے بنائی گئی ہے'' جب لوگ ان سے گریہ وبکاء کے متعلق کچھ کہتے تو فرماتے تم لوگ رونے پر ملامت نہ کرو کیونکہ فرات کے کنارے اگر بکری کا ایک بچہ بھی ہلاک ہو جائے تو اس کے بدلہ میں عمر بن عبدالعزیزؒ پکڑا جائے گا۔ (تیرے پراسرار بندے، ص ۴۵۹، طالب ہاشمی)

خواجہ نظام الملک طوسیؒ کی دینداری اور سخاوت

وزیر کبیر خواجہ بزرگ نظام الملک حسن بن علی بن اسحاق طوسی تاریخ اسلام کی مہتم بالشان شخصیت ہے۔خواجہ کو عبادت اور ذکر الٰہی سے کمال درجے کا شغف تھا نماز باجماعت کی سختی سے پابندی کرتا تھا اور اذان کی آواز سنتے ہی سب کام چھوڑ کر نماز کیلئے لپکتا تھا۔ ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش کرتا اور تلاوتِ قرآن پاک میں کبھی ناغہ نہ ہونے دیتا ہر پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتا تھا رمضان المبارک کے مہینے میں اس کی طبیعت ہر وقت خشیتِ الٰہی سے معمور رہتی تھی اور اسکا بیشتر وقت روزہ نماز اور علماء کی مجلس میں بیٹھنے میں صرف ہوتا تھا وہ طبعاً نہایت نیک مزاج بردبار انصاف پسند ، رحمدل ، حلیم الطبع ، رقیق القلب ،صابر وشاکر اور فیاض آدمی تھا۔مؤرخین نے اس کی جود وسخا اور داد و دہش کے متعدد واقعات لکھے ہیں۔نہ صرف وزیر السلطنت ہونے کی حیثیت صبح سے شام تک حاجتمندوں کی حاجتیں پوری کرتا رہتا تھا بلکہ اپنی ذاتی حیثیت میں بھی (اپنی ذاتی آمدنی سے) فقراء و مساکین کو ہزاروں درہم و دینار تقسیم کرتا رہتا تھا۔

یہ خیرات اس رقم کے علاوہ تھی جو وہ اشاعتِ علم اور دوسرے رفاہی کاموں کے لئے اپنی جاگیر کی آمدنی سے صرف کرتا تھا روزانہ صبح اٹھتے ہی ایک سو دینار خیرات کرنا تو اس کی عادت بن گئی تھی اور پھر جب گھر سے نکلتا تو درہم و دینار سے بھری ہوئی کئی تھیلیاں اپنے ساتھ لے لیتا تھا راستے میں جو محتاج نظر آتا اس کو کچھ نہ کچھ ضرور دیتا تھا یہاں تک کہ دربار یا دفتر تک پہنچتے پہنچتے سب تھیلیاں تقسیم ہو جاتیں۔ایک دفعہ اس کی سواری ایک بوڑھے سبزی فروش کی دکان کے سامنے سے گذری اس نے اٹھ کر سلام کیا اور عرض کیا کہ کثیر العیال ہوں دکان کی آمدنی اس قدر قلیل ہے کہ فاقوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔خواجہ نے روپوں کی ایک تھیلی اس کی طرف پھینک دی۔

سبزی فروش نے دوکان سے اٹھ کر اپاہج کا بھیس بدل لیا اور دوسرے راستے پر جا بیٹھا، خواجہ کی سواری گذری تو آواز بدل کر کہا کہ مفلوج ہوں اور بال بچے سخت مصیبت میں ہیں خواجہ نے ایک تھیلی اور اس کی طرف پھینک دی ،سبزی فروش نے اب کوئی اور روپ دھارا اور چکر کاٹ کر پھر خواجہ کو سلام کر کے کہا کہ جوان لڑکیاں گھر میں ہیں اور تنگدستی کی وجہ سے ان کے ہاتھ پیلے نہیں کر سکتا۔خواجہ نے پھر ایک تھیلی اس کو دے دی، سبزی فروش بھی ایک حریص آدمی تھا، چوتھی بار پھر بھیس بدل کر خواجہ کے راستے میں جا بیٹھا اور جب اس کی سواری قریب آئی تو عرض کیا کہ ” اسپیجاب“ (ماوراء النہر کا ایک شہر) کا رہنے والا ہوں۔ جہاد کے لئے نکلا تھا۔

بدقسمتی سے ہمارے لشکر کو شکست ہوئی اور میں بڑی مشکل سے جان بچا کر یہاں تک پہنچا ہوں اب پیسے پیسے کو محتاج ہوں۔خواجہ نے اس کو پھر تھیلی دیتے ہوئے کہا ایک لڑکیوں کے باپ، اس اسپیجاب کے مجاہد کو ایک تھیلی اور دیدو۔

اس طرح وہ چوتھی تھیلی لے کر رخصت ہوا لیکن خواجہ کی پیشانی پر بل تک نہ آیا حالانکہ اس نے ہر مرتبہ اس حریص بوڑھے کو پہچان لیا تھا۔ (تیرے پراسرار بندے، طالب ہاشمی ص۶۱۳)

مشائخ کا سینے سے سینہ ملانا حضورؐ اور جبرئیلؑ کی سنت

سینہ سے سینہ ملا کر سب کچھ ملنے کے واقعات مشائخ کے کثرت سے ہیں حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی صاحب قدس سرہ کی رائے مبارک یہ ہے کہ حضرت جبرئیلؑ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتداءً وحی کے وقت تین مرتبہ دبوچنا نسبتِ اتحادیہ پیدا کرنے کے لئے ہے اور یہ جس مقدس ہستی کی ابتدائی ترقی حضرت جبرئیلؑ کے اتحاد کے ساتھ شروع ہوئی ہو اس نے ۲۳ سالہ زندگی میں کہاں تک ترقی کی ہوگی اس کو تو اللہ ہی جانے یا وہ جانے جس نے یہ مراتب حاصل کئے لیکن اتنا تو ہر عامی بھی جانتا ہے کہ جس نے ابتداء میں تین مرتبہ دبوچ کر ابتدا کرائی تھی تیرہ برس بعد شبِ معراج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہہ کر پیچھے رہ گیا کہ ۔

اگر یک سرِ موئے بر تر پرم
فروغِ تجلّی بسوزد پرم

کہ میری تو پرواز کی انتہا ہو چکی اگر ایک بال برابر بھی آگے بڑھوں گا تو تجلی باری سے جل جاؤں گا اور پھر سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیلؑ کو چھوڑ کر قاب قوسین تک پہنچ گئے اور پھر اس کے بعد زندگی کے دس سال تک کیا کیا ترقیاں کی ہوں گی اس کو تو وہی حضرات جانتے ہیں جن پر حقیقت محمدیہ کی حقیقت منکشف ہو گئی ہو۔ حضرت شاہ صاحب کا ارشاد اتنا ہی ہے کہ حضرت جبرئیل کے دبوچنے سے نسبتِ اتحادیہ حاصل ہوئی۔ (اکابر کا سلوک واحسان ص۶۴، مولانا محمد اقبال ہوشیارپوری)

اہل اللہ کے پاس دل کو سنبھال کر بیٹھو!

دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ اکابر اور مشائخ کی مجالس میں جا کر اپنی معلومات اور اپنی قابلیت اور صلاحیت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ان کو مجلس کے آداب سے واقفیت نہیں ہوتی بس وہ یہ سمجھتے ہیں کہ میری باتوں سے حضرت کو خوشی ہوگی اور میری صلاحیت کا علم ہوگا حالانکہ ایسے لوگ نرے جاہل ہوتے ہیں۔

داناؤں کا قول ہے کہ علماء کی محفل میں بیٹھو تو زبان سنبھال کر بیٹھو، حاکم کی محفل میں بیٹھو تو نگاہیں سنبھال کر بیٹھو اور اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھو تو اپنے دلوں کو سنبھال کر بیٹھو عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لمبی زبان انسان کی عمر کو چھوٹا کر دیتی ہے کیونکہ جتنا زیادہ بولے گا اتنا اپنے سر پر زیادہ مصیبت مول لے گا۔

حضرت خواجہ باقی اللہؒ بہت کم گو تھے ایک آدمی کہنے لگا کہ حضرت آپ نصیحت کریں ہمیں فائدہ ہوگا، حضرت نے جواب دیا جس نے ہماری خاموشی سے کچھ نہیں پایا وہ ہماری باتوں سے بھی کچھ نہیں پائے گا۔ سبحان اللہ کیا عجیب بات کہی ۔

کہہ رہا ہے موج دریا سے سمند رکا سکوت
جس میں جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

حضرت شاہ ابرارالحق صاحبؒ بنگلور تشریف لائے اور السور کے قریب الحاج ہاشم کے بنگلہ پر حضرت کا قیام رہا اس دوران بندہ ناچیز الحاج ناصر سیٹھ مرحوم کے ساتھ حضرت سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا، اس وقت حضرت والا دوپہر کا کھانا تناول فرما رہے تھے میں نے سلام نہیں کہا، خاموش بیٹھ گیا حضرت اکیلے کھانا نوش فرما رہے تھے، حضرت شاہ صاحب نے ہم لوگوں کو کھانے کے لئے نہیں فرمایا

کھانے سے فراغت کے بعد میں کھڑا ہوگیا اور حضرت کو سلام کیا حضرت والا بہت خوش ہوئے فرمایا معلوم ہوتا ہے کی تمہاری تربیت ہوئی ہے۔

حضرت نے وضو فرمایا میں نے عرض کیا اجازت عطا فرما دیں تو میں آپ کے پاؤں سے پانی صاف کردوں حضرت نے بخوشی اجازت دی، پھر کچھ گفتگو فرمائی ،دورانِ گفتگو حیدرآباد سے علماء کرام کی ایک جماعت آگئی حضرت نے فرمایا ان کو الگ بٹھائیں میں مولانا حبان سے بات کر رہا ہوں بہت مختصر مختصر کلمات حضرت نے ارشاد فرمائے میں نے واپسی کی اجازت چاہی تو فرمایا ابھی ٹھہرو، حضرت والا اٹھے اور لنگی کے بجائے پائجامہ زیب تن فرمایا اور عصا ہاتھ میں لیا فرمایا اب چلو ۔حضرت والا علیل تھے آرام وراحت کی غرض سے بنگلور تشریف لائے تھے میں نے سوچا حضرت کو بھی کہیں باہر جانا ہے۔حصرت والا بالاخانہ سے نیچے اترے اور پھر صحن سے چل کر مین گیٹ تک آئے اور رک گئے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا کر ارشاد فرمایا، اچھا اب جاؤ۔فی امان اللہ۔

بندہ نے عرض کیا حضرت نے زحمت فرمائی کہ آپ یہاں تک اس علالت میں تشریف لائے؟ فرمایا یہ نسبت کا احترام ہے۔اللہ اکبر!

نہ کوئی لمبا چوڑا تعارف، نہ کوئی طویل بات چیت نہ کوئی درمیان میں واسطہ، یہ اہل نظر کا حال ہے، بندہ اپنی بدعملی پر رو دیا۔اللہ اکبر حضرت والا نے کتنا کرم فرمایا اور نظر التفات سے نوازا۔اللہ تعالیٰ حضرت والاؒ کے درجات کو بلند فرمائے، آمین۔

تو معلوم یہ ہوا کہ اہل اللہ کے پاس دل کو سنبھال کر بیٹھو جب دل درست ہوگا تو دل والے محبت سے پیش آئیں گے۔(محمد ادریس حبان رحیمی)

وضاحت: کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ دوسرے کے دسترخوان پر بیٹھ کر کھانے والے کو

یہ اجازت نہیں کہ وہ اپنی مرضی سے کسی دوسرے کو کھانے میں شامل کرے، البتہ میزبان سامنے ہے وہ اجازت دے تو مہمان اسکو اپنے ساتھ شریک کرسکتا ہے اس لئے حضرت والا تنہا تناول فرماتے رہے کیوں کہ میزبان سامنے نہیں تھا اور پھر حضرتِ والا کا اس دوران پرہیزی کھانے کا اہتمام تھا۔

حضرت صفوان بن سلیم زہریؒ

عارفین وعابدین کے بادشاہ تھے

تابعین عظامؒ کی مقدس جماعت میں جو حضرات زہد وورع ، کثرتِ عبادت ، انفاق فی سبیل اللہ اور استغنا کے اعتبار سے آسمانِ شہرت پر آفتاب بن کر چمکے حضرت ابوعبداللہ صفوان بن سلیمؒ (یا بروایتِ دیگر سلام) کو ان میں خاص امتیاز حاصل ہے۔ پہلی صدی ہجری کے چوتھے یا پانچویں عشرے میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے ان کا تعلق قریش کے خاندان بنوزہرہ سے تھا انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت انسؓ بن مالک اور حضرت ابوامامہؓ باہلی جیسے جلیل القدر صحابہ اور حضرت سعیدؒ بن مسیّبؒ، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؒ، عبداللہ بن سلیمانؒ الاغر اور عطاء بن یسارؒ جیسے عظیم المرتبت تابعین سے اکتسابِ فیض کیا اور مدینہ منورہ کے ممتاز فقہاء میں شمار ہوئے ۔ابن عماد حنبلی نے انہیں فقیہ القدر اور حافظ ذہبیؒ نے ثقة حجة کے القاب سے یاد کیا ہے۔حضرت صفوانؒ کے فیضانِ علمی سے اس دور کے بہت سے اربابِ علم بہرہ یاب ہوئے۔ان میں سے ابن مکندرؒ، موسیٰ بن عقبہؒ، یزید بن ابی حبیبؒ، زید بن اسلمؒ اور امام مالک بن انسؒ کے اسماء گرامی قابلِ ذکر ہیں۔

حضرت صفوانؒ کی بے مثال ریاضت

حضرت صفوانؒ کو عبادت وریاضت سے بے انتہا شغف تھا اور وہ زہد وتقویٰ کے اعتبار سے اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔امام احمد بن حنبلؒ کا قول ہے کہ صفوان اللہ تعالیٰ کے بہترین بندوں میں سے تھے ان کے وسیلہ سے لوگ بارانِ رحمت کی دعا کیا کرتے تھے۔فرض نمازوں کے علاوہ سنن اور نوافل کا بھی خاص اہتمام تھا ساری ساری رات عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے اس خیال سے کہ نیند انہیں یادالٰہی سے غافل نہ کردے، گرمیوں میں بند کمرے کے اندر اور سردیوں میں کھلی چھت پر عبادت کیا کرتے تھے۔حافظ ذہبیؒ نے ''تذکرة الحفاظ'' میں لکھا ہے کہ نماز میں کھڑے کھڑے ان کے پاؤں پر ورم آجاتا تھا اور نڈھال ہوکر گر پڑتے تھے۔ سجدوں کی کثرت سے پیشانی زخمی ہوگئی تھی۔ان کی سخت کوشی کی انتہا یہ تھی ایک بار نرم بچھونے پر نہ سونے کا عہد کرلیا۔اس عہد پر اتنی سختی سے کاربند رہے کہ تقریباً چالیس سال تک بستر کے قریب بھی نہ گئے۔اللہ کی راہ میں بے دریغ خرچ کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ بدن کے کپڑے تک بھی اتار کردے دیا کرتے تھے ابن جوزی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ سخت سردی کے موسم میں مسجد سے باہر نکلے تو ایک برہنہ تن آدمی کو سردی میں ٹھٹھرتے پایا۔انہوں نے اسی وقت اپنے کپڑے اتار کر اس شخص کو دے دئے اور خود ایک معمولی چادر سے اپنی ستر پوشی کی۔

حضرت صفوانؒ کی دنیا سے بے رغبتی

حضرت صفوانؒ کے استغناء اور دنیا سے بے رغبتی کی بھی ایک عجیب شان تھی دنیا ان کے پیچھے پیچھے پھرتی تھی اور وہ اس کی طرف مڑ کر دیکھنا بھی گوارا نہ کرتے تھے

سلاطین وامراءان کی خدمت میں نذرانے پیش کرتے تھے لیکن وہ ان کوٹھکرا دیتے تھے۔ان کے نزدیک سب سے بڑی دولت یہ تھی کہ انہیں مسجدِ نبوی میں عبادت کرنے کا زیادہ سے زیادہ موقع مل جائے۔

ایک مرتبہ خلیفہ سلیمان بن عبدالملک مدینہ منورہ آیا اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے ہمراہ مسجد نبوی میں نماز ظہر پڑھنے گیا۔نماز سے فارغ ہوکر مقصورہ کا دروازہ کھولا تو اس میں حضرت صفوان بن سلیمؒ کو مصروفِ عبادت پایا۔سلیمان ان کا شناسا نہیں تھا۔اس نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے پوچھا:

''یہ کون بزرگ ہیں میں نے ایسا نورانی چہرہ کبھی نہیں دیکھا''

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا''امیر المؤمنین یہ صفوان بن سلیمؒ ہیں''

سلیمان نے حضرت صفوانؒ کا نام سن رکھا تھا اوران کے زہد وتقوی اور علم وفضل کی شہرت بھی اس کے کانوں تک پہنچ چکی تھی۔اس نے اپنے ایک غلام کو پانچ سو دینار کی ایک تھیلی دی اور حکم دیا کہ اسے لے جا کر حضرت صفوانؒ کی خدمت میں پیش کرو۔غلام نے لے جا کر پیش کی اور کہا''پانچ سو دینار کی یہ تھیلی امیر المؤمنین کی جانب سے آپ کی نذر ہے وہ یہاں مسجد میں موجود ہیں''

حضرت صفوانؒ نے فرمایا''میاں تمہیں دھوکا ہوا ہے کسی اور کے پاس بھیجی ہوگی''

غلام نے حیران ہوکر پوچھا''کیا آپ صفوان بن سلیم ہیں؟''

فرمایا''ہوں تو میں ہی صفوانؒ بن سلیم''

غلام نے عرض کیا''تو پھر آپ ہی کو دی ہے''

حضرت صفوانؒ نے فرمایا''بھائی تم جا کر دوبارہ پوچھ آؤ''

جونہی غلام پوچھنے کے لئے مڑا حضرت صفوانؒ اپنا جوتا اٹھا کر مسجد سے نکل گئے

اور پھر جتنی دیر تک سلیمان مسجد میں موجود رہا وہ مسجد سے غائب رہے۔غلام نے ان کو بہت تلاش کیا لیکن وہ نہ ملے آخر اس نے مایوس ہوکر تھیلی سلیمان کو واپس کردی۔

حضرت صفوانؒ عباداتِ الٰہی کے آخری درجہ پر فائز تھے

حضرت صفوانؒ اس کثرت سے عبادت کرتے تھے کہ اس میں مزید کسی قسم کی گنجائش باقی نہ رہ گئی تھی۔ابن جوزی نے''صفوۃ الصفوۃ''میں ابوحمزہؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے صفوانؒ کو عبادت کے اس درجہ پر دیکھا کہ اگر ان سے کہا جاتا کہ کل قیامت برپا ہونے والی ہے تو وہ عبادت کی جس حد تک پہنچ چکے تھے،اس میں مزید اضافہ کرنا ممکن ہی نہ تھا۔

حضرت صفوان نے چالیس سال سے بستر استراحت کو ترک کر رکھا تھا۔ ۱۳۲ھ میں سخت بیمار ہوگئے یہاں تک کہ جانبری کی کوئی امید نہ رہی۔اس حالت میں لوگوں نے عرض کیا:''اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمت نازل کرے کیا اس حالت میں بھی آپ نہ لیٹیں گے''

فرمایا:''اگر لیٹ گیا تو اللہ سے کیا ہوا میرا عہد ٹوٹ جائیگا''لیکن جب لوگوں کا اصرار حد سے بڑھا تو ذرا سی ٹیک لگالی،اسی حالت میں بیٹھے بیٹھے روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔اناللہ وانا الیہ راجعون (تیرے پراسرار بندے،طالب ہاشمی ص۳۷۰تا۳۷۳)

مصائب وآلام بھی نیک انسان کے لئے رحمت بن جاتے ہیں

میرے مرشدی ومولائی حضرت مولانا شاہ حکیم زکی الدین احمد صاحبؒ طریقت کی دنیا میں حاذق الامت کے نام سے جانے جاتے ہیں۔حضرت والا زندگی بھرنہایت محتاط رہے۔ ہرمعاملے میں سنجیدگی کا پیکر تھے کبھی ایک لفظ بھی بندے نے حضرت سے ایسا نہیں سنا جس سے بڑائی اور تکبر کا اظہار ہوتا ہو ہمیشہ عجز وانکساری کے لبادے میں رہے۔علمائے کرام اور مشائخین کی آمد پر تو آپ کا ایسا حال ہوتا تھا کہ آنکھیں نہیں بلکہ دل نکال کر رکھ دیتے تھے۔مجھ فقیر نے کئی بار مشاہدہ کیا کہ آنے والے مہمان عمر میں بہت چھوٹے ہوتے لیکن حصرت والا ایسا اکرام فرماتے جیسے اپنے سے بڑوں کا۔ایسی بے نفسی تھی کہ چپکے سے جوتے سیدھے کر دیتے۔مہمان سورہے ہیں چادر ہٹ گئی تو چادر اوڑھادیتے۔کیسی ہی طبیعت علیل ہے یا بے آرامی ہے لیکن مہمان جب تک خود نہ اٹھتا آپ مجلس برخاست نہ فرماتے......اللہ اکبر۔

دارالعلوم محمدیہ تشریف لائے۔خادم نے عرض کیا حضرت آج جمعہ کے خطبے اور نماز میں بہت لطف آئے گا۔فرمایا وہ کیسے؟ عرض کیا حضرت پہلے آپ کے وعظ

وارشاد سے مستفیض ہوں گے اور پھر نماز جمعہ آپ کی امامت میں ادا ہوگی۔حصرت خاموش رہے، جمعہ کی اذان ہوئی حضرتِ والا مسجد میں داخل ہوئے اس فقیر نے حضرت کے جوتے بغل میں رکھ لئے۔فرمایا! مولانا حبان صاحب جوتے ایک طرف رکھو اور چلو تقریر کرو اور نماز پڑھاؤ۔میں اسٹیج کا آدمی نہیں ہوں آپ مجھے سجا کر پیش کرتے ہیں۔چلو چلو جلدی کرو۔حضرت والا نے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ حضرتِ والا کی آمد کی خبر سن کر کثیر مجمع جمعہ کی نماز میں آیا تھا۔لیکن حضرت والا نے عام مسلمان کی طرح اقتداء میں نماز ادا کی اس وقت حضرت والا کی بے نفسی اور شہرت سے گریز کا علم ہوا۔

بعد نماز عصر خواص اور اہل علم حضرات حاضر ہوئے اس وقت حضرت والا نے ابلیس کی مکاری اور دینی معاملات میں نفسنی خواہشات کی آمیزش پر ایسا وعظ فرمایا کہ تمام شرکاء کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ایک آہ کی اور فرمایا اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! شہرت اور حبِ جاہ انسان کے نفس کو موٹا کر دیتی ہے......ایک بار یہ خادم دہلی کے سفر پر تھا اور کچھ وقت زیادہ ہوگیا۔بنگلور نہ آسکا،حضرت مولانا الطاف عزیز صاحب (مجاز حضرت والا) مدظلہ سے فون پر معلوم ہوا کہ اہل خانہ کا کار سے ایکسیڈنٹ ہوگیا اور بہت بھیانک حادثہ ہوا ہے۔حضرت والا کے پوتے بہو اور صاحبزادے،نواسے ہسپتال میں ہیں آپریشن ہوا ہے اور کافی لمبا علاج ہوگا تب جاکر صحت ہوگی ....میرا دل بے قرار ہوگیا۔فوراً حضرتِ والا کو فون کیا حسبِ معمول فون پر سلام کا جواب دیا خیریت پوچھی عرض کیا حضرت اتنا بڑا حادثہ ہوگیا ہے اللہ تعالی رحم فرمائے صحت عطا فرمائے۔میری آواز بھرا گئی رونے لگا۔لیکن ادھر سے حضرتِ والا ایسے کوہِ استغنا کہ ذرا بھی گفتگو میں فرق نہ آیا۔فرمایا۔بس دعا کرو دعا کرو......صبر کرو۔ان اللہ مع الصابرین......۔

ناصرالدین احمد صاحب ناصرالامت بن گئے

حضرت حاذق الامتؒ علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد حضرتِ والا کے فرزند عزیز حضرت الحاج حکیم ناصرالدین احمد صاحب مدظلہ کی اہلیہ محترمہ کے گردے فیل ہوگئے۔ پرنامبٹ سے مدراس، حیدرآباد مستقل علاج کے لئے برابر ایک سال تک طرح طرح کی پریشانیاں اٹھائیں لیکن کبھی کسی کے سامنے اف تک نہیں کیا۔ وہی آنے والے کا پرتپاک استقبال کرنا اور خندہ پیشانی سے پیش آنا معمول رہا۔ الحمدللہ ایک سال کے بعد حالات معمول پر آئے۔ لیکن ایسا تزکیہء نفس ہوا کہ حکیم ناصر الدین احمد صاحب ناصرالامت بن گئے عادات، خصائل، لباس انداز سب کچھ ایسا بدلا کہ آنے والے دنگ رہ جاتے کیا یہی ناصرالدین احمد صاحب ہیں اور بحمداللہ تعالیٰ حضرت حاذق الامت کے جانشین بھی ہوگئے۔ اور بیعت و رشاد کا سلسلہ بھی رواں دواں ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت ناصرالامت مدظلہ کو خوب حوصلہ عطا فرمائے اور آپ کے فیض کو امت میں پھیلائے۔ اب تو دیکھنے والے کہتے ہیں کہ ناصر بھائی میں حضرت حاذق الامتؒ کا انداز جھلکتا ہے۔ اللھم زد فزد۔ تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ نیک انسان کے لئے مصائب و آلام بھی رحمت بن جاتے ہیں۔ اس لئے کہ سونے کو صاف ستھرا کرنا ہے تو آگ میں ڈالنا ضروری ہے ایسے ہی نیک آدمی کی مثال ہے کہ نیک آدمی بھی سونے کی طرح ہے جتنا تپاؤ گے اتنا ہی نکھرے گا، اور تانبا پیتل کو آگ میں ڈالو تو اور زیادہ کالا ہوجائے گا۔

سالکین کے لئے اس میں بہت سی عبرتیں اور نصیحتیں ہیں۔ کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے رجوع کرے۔

نماز کے متعلق حضرت گنگوہیؒ کا حکیمانہ ارشاد

اگر نماز میں مزہ نہ آیا اور نماز پڑھنے میں مشقت محسوس ہوئی لیکن اس کے باوجود تم نے نماز پڑھی تو اس پر تمہارے لئے زیادہ ثواب لکھا جائے گا۔ اس لئے کہ نماز پڑھنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا بلکہ نفس شرارت کر رہا تھا لیکن تم نے زبردستی اللہ کی عبادت کی خاطر اور اس کی اطاعت کی خاطر نفس پر جبر کر کے نماز پڑھ لی تو انشاء اللہ اس نماز پر تمہیں ثواب زیادہ ملے گا۔ چنانچہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو ساری عمر کبھی نماز میں مزہ نہ آئے لیکن پھر بھی نماز پڑھتا رہے نماز کو چھوڑے نہیں، میں اس کو دو باتوں کی مبارک باد دیتا ہوں۔ ایک اس بات کی کہ جب اس کو نماز میں مزہ نہیں آیا لیکن اس کے باوجود وہ نماز پڑھتا رہا تو انشاء اللہ اس کے اجر میں اضافہ ہوگا اور اس کو ثواب زیادہ ملے گا اور دوسرے اس پر کہ اگر اس کو نماز میں مزہ آتا تو یہ شبہ ہوتا کہ یہ شاید نفس کے مزے کی خاطر نماز پڑھ رہا ہے لیکن جب نماز میں مزہ آیا ہی نہیں تو اب یہ

شائبہ ختم ہوگیا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ نماز صرف اللہ کے لئے پڑھ رہا ہے کیونکہ اس میں اخلاص زیادہ ہوگا۔ اس کی وجہ سے اجر و ثواب میں اضافہ ہوجائے گا۔ اس لئے اس فکر میں مت پڑا کرو کہ مزہ آیا یا نہیں لطف آیا یا نہیں۔

اس لئے وقت پر نماز ادا کرنی چاہئے۔ اور ارکانِ نماز اور شرائطِ نماز کا خیال رہے۔ اور دل جمعی کے لئے سعی کرتا رہے۔ اس کے طفیل اللہ تعالیٰ حقیقی نماز کا ثواب عطا فرما سکتے ہیں۔ میرے پیر و مرشد حضرت مولانا الحاج مصطفے کامل صاحب اعرابی رشیدی (خلیفہ ومجاز حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ) نے ایک

واقعہ بیان فرمایا کہ حصرت گنگوہیؒ کی مجلس میں حضرت مولانا محمد الیاسؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ حضرت مولانا مرتضیٰ حسینؒ چاند پوری، حضرت مولانا صدیق صاحبؒ انبیٹھوی، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ جیسے حضرات تشریف فرما تھے یہ سب کے سب حضرت گنگوہی کے تلامذہ میں سے تھے۔ حضرت گنگوہیؒ نے ان حضرات سے دریافت فرمایا۔ آپ حضرات میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو نماز پڑھادے (یعنی مراد تھی صحابہؓ والی نماز) سب حضرات خاموش رہے لیکن حضرت تھانویؒ نے عرض کیا۔ حضرت بندہ نماز پڑھ تو سکتا ہے۔ اس پر امام ربانیؒ نے فرمایا الحمدللہ میری جماعت میں ایسے حضرات موجود ہیں جو نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اور جو نماز پڑھ سکتے ہیں وہ نماز پڑھا بھی سکتے ہیں۔ دعاء فرمائیں اللہ تعالی ہماری نمازوں کو بھی کامل اور مکمل بنادے۔ آمین۔ (محمد ادریس حبان رحیمی)

دامن کسی گناہ میں آلودہ نہ ہو، یہ تقویٰ ہے

حضرت عمرؓ نے پوچھا حضرت ابی بن کعبؓ سے کہ کہ تقوی کیا ہوتا ہے؟ فرمایا کبھی خاردار راستے سے گزرے ہیں؟ جی ہاں گزرا ہوں۔ کیسے گزرے ہیں؟ اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر، بچ بچا کر گزرتا ہوں کہ میرا دامن کسی کانٹے میں الجھ نہ جائے۔ فرمایا یہ تقوی ہے کہ اے انسان! تو اپنے دامن کو یوں بچاکے زندگی گزارے کہ تیرا دامن کسی گناہ میں آلودہ نہ ہوجائے۔ یہ تقوی ہے ''وثیابک فطہر'' (اپنے کپڑوں کو پاک رکھ) ماشاء اللہ ''ولباس التقوی ذلک خیر'' (اور تقوی کا لباس وہ سب سے بہتر ہے)'' وتزودوا فان خیر الزاد التقوی '' (اور اپنے لئے زادراہ بھی جمع کر لو اور بہتر زادراہ تقوی ہے۔)

سبحان اللہ! اس لئے جہاں میاں بیوی کا تذکرہ آیا وہاں تقوی، تقوی، تقوی، سورہ نساء پڑھ کر دیکھ لیں۔ ہر چند آیات کے بعد تقوی، تقوی، تقوی، کیوں کہ جب تک تقوی نہ ہو ازدواجی زندگی صحیح نہیں گذر سکتی۔ اسی لئے فرمایا'' واتقوا اللہ واعلموا الکم ملقوہ '' (اور اللہ سے ڈرنا اور جان لینا کہ تم کو اللہ سے ملاقات کرنی ہے) اللہ رب العزت ہمارے اندر تقوی پیدا فرمائے۔ آمین۔ ہمارے حضرت پیر غلام حبیبؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہر اس چیز کو چھوڑ دو جس کے اختیار کرنے سے تعلق باللہ میں فرق آئے۔ اسے تقوی کہتے ہیں۔ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ صوفی بن

کر بازار کی چیز نہ کھائی، یہی کافی ہے۔میاں یہ تقویٰ کا ایک حصہ ہے۔تقویٰ کسی ایک چیز کا نام نہیں۔یہ تو سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک لاگو ہوتا ہے۔اس کا تعلق پوری زندگی کے ساتھ ہے۔قرآن پاک سے پوچھیں قرآن سمجھاتا ہے کہ تقویٰ کیا ہے؟ آیئے قرآن سے پوچھیں کہ ہمیں سمجھائے کہ تقویٰ کیا ہے ؟ قرآن سمجھاتا ہے۔

”لَيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّواْ وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَالْمَلآئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّآئِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُواْ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاء والضَّرَّاء وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ“

ان ساری باتوں پر عمل کرنے والے ”اولئک الذین صدقوا“ یہ ہیں سچے لوگ ”واولئک ھم المتقون“ اور یہ ہیں متقی لوگ اللہ رب العزت ہمیں ایسا بننے کی توفیق عطا فرمادیں۔(معارف القرآن۔مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

شیخ مظہر خدا ہے، امام غزالیؒ

حضرت امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ”شیخ اپنی جماعت میں ایسا ہے جیسا نبی اپنی امت میں“ (انتہی) اور نبی اسم مبارک ہادی کا مظہر ہوتا ہے، اس لئے ارشاد میں شیخ کو مظہرِ خدا فرمایا اور سید الطائفہ شیخ المشائخ حضرت حاجی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مرشد کے حکم و آداب کو خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور ادب کی جگہ سمجھے کیونکہ مرشدین خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں۔

(ضیاء القلوب،ص۶۱،حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ)

مرید کے لئے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے ارشادات

ارشاالملوک ص۲۷ میں حضرت قطبِ عالم گنگوہیؒ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ مرید کو چاہئے کہ شیخ کے ظاہری و باطنی احترام میں کوتاہی نہ کرے۔احترام ظاہری تو یہ ہے کہ اس کے ساتھ مناظرہ نہ کرے اور جو کچھ اس سے سنے اگر چہ یقیناً جانتا ہو کہ غلط ہے تاہم اس کے ساتھ حجت نہ کرے کیونکہ اس کی نظر اس کی نظر سے اور اس کا علم اس کے علم سے بہر حال بڑھا ہوا ہے اور کامل ہے۔نیز شیخ کے سامنے جاء نماز پر نہ بیٹھے مگر بضرورت نماز اور نماز کے بعد فوراً جاء نماز اٹھالے اور زمین پر آبیٹھے اور نوافل بھی اس

کے سامنے نہ پڑھے اور جو کچھ شیخ فرمائے اس کی تعمیل کرے اور حتی المقدور اس میں کوتاہی نہ کرے اور شیخ کی جاءِ نماز پر قدم نہ رکھے اور شیخ کے سامنے بلکہ دوسرے کے سامنے بھی ایسی حرکت نہ کرے جو اہلِ معرفت کی خصلتوں کے خلاف ہو اور مشائخ کے چہرہ پر بار بار نگاہ نہ ڈالے اور ان کے ساتھ انبساط اور بے تکلفی کا برتاؤ نہ کرے مگر یہ کہ وہی اجازت دیں۔ اور کوئی کام ایسا نہ کرے جو شیخ کی گرانی کا سبب ہو بلکہ ہمیشہ گردن جھکائے رہے اور لوگوں کے منہ بھی نہ تکے کہ اس سے غفلت پیدا ہوتی ہے اور باطنی احترام یہ ہے کہ شیخ پر کسی امر میں انکار نہ کرے اور ظاہر کی طرح باطن میں قولاً فعلاً اور ہر حرکت وسکون ہر انداز سے لحاظ قائم رکھے ورنہ نفاق میں مبتلا ہو جائے گا (انتہی)

دل نرالی بستی ہے

دل کا بگڑنا آسان کام ہے مگر دل کا بننا مشکل کام ہے۔ کسی شاعر نے کیا مزے کی بات کہی ہے ۔

ویرانے بھی دیکھے ہیں آبادی بھی دیکھی ہے
جو اجڑے تو پھر نہ بسے دل وہ نرالی بستی ہے
دل کا اجڑنا سہل سہی ، بسنا کھیل نہیں بھائی
بستی بسنا کھیل نہیں ، یہ تو بستے بستے بستی ہے

بستیوں کا بسنا آسان کام نہیں ہوتا۔ شہروں کا آباد ہونا آسان کام نہیں ہوتا۔ شہر آباد ہوتے ہوتے زندگیاں گذر جاتی ہیں۔ پھر شہر آباد ہوا کرتے ہیں، شاعر نے یہی کہا کہ دلوں کا آباد ہو جانا کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ جیسے شہر مشکل سے آباد ہوتے ہیں ایسے ہی دل بھی مشکلوں سے آباد ہوا کرتے ہیں۔ اللہ تعالی ہمیں اپنے دلوکو بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (خطباتِ ذوالفقار ص۹۲، پیر ذوالفقار نقشبندی)

عارفین ومحبین کے ہیں انداز نرالے

حضرت جنید بغدادیؒ نے حضرت سری سقطیؒ سے دریافت فرمایا کہ کبھی محبّ کو بھی بلا کی تکلیف ہوتی ہے آپؒ نے جواب میں فرمایا کہ ہرگز نہیں۔ اگر ستر مرتبہ بھی تلوار سے مارا جائے تب بھی تکلیف نہ ہو، ایک عارف کا ایمان ہے کہ اللہ تعالی کی محبت کے سبب مجھے اس کی پیدا کی ہوئی ہر چیز سے محبت ہے یہاں تک کہ اگر دوزخ کو محبوب بنائے تو میں دوزخ ہی میں جانا محبوب سمجھوں، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی محبت کی وجہ سے آگ میں جلنے کی بھی تکلیف محسوس نہ ہوگی۔ (مجالس غزالی)

حضرت بشر حافیؒ نے اک محبّ کو دیکھا وہ زمین پر نحیف وناتواں پڑا ہے اور ایک بڑا بھیڑیا اس کے جسم سے گوشت نوچ رہا ہے۔ بشر حافیؒ قریب گئے بھیڑئے کو مار بھگایا اور اس محبّ کا سر گود میں رکھ لیا اور پوچھا کتنی مدت سے تو اس حال میں ہے؟ بزرگ نے اپنی آنکھ کھولی اور غصے سے کہا تو کون ہے؟ جس نے میرے اور محبوب کے درمیان جدائی ڈال دی۔ واہ سبحان اللہ! محبت کے کیا رنگ ہیں۔ (کیمیائے سعادت)

شیخ ابو طالب مکیؒ نے قوت القلوب میں لکھا ہے کہ محبت کی ایک علامت یہ ہیکہ خدا تعالی کی طرف سے جو ابتلاء (مصیبت وتکلیف) آئے اس پر راضی رہے اور اس کو پوشیدہ رکھنا بھی علامت محبت میں سے ہے (قوت القلوب)

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں محبت الٰہی کا دعوی اسی کو کرنا چاہئے جو دوست کی دی ہوئی مصیبت پر صبر کر سکے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص محبت کا دعوی کرے اور مصیبت کے وقت فریاد کرے وہ درحقیقت سچا دوست نہیں ہوتا بلکہ جھوٹا ہے اس واسطے کہ دوستی اس بات کا نام ہے کہ جو کچھ دوست کی طرف سے آئے اس پر راضی رہے (اور لاکھوں شکر بجالائے اور دوسرے یہ کہ شاید اسی بہانے سے یاد کرے) (ہشت بہشت)

حضرت ابوعلی دقاقؒ نے فرمایا ہیکہ سالکین کا راستہ بہت لمبا ہے اور وہ ریاضت کا طریقہ ہے اور خواص کا طریقہ بہت قریب ہے مگر زیادہ دشوار ہے اور وہ یہ ہے کہ تمہارا عمل ان باتوں پر ہو جن سے اللہ راضی رہے! اور تو اللہ کی قضاء سے راضی رہے۔

بے ادب بے نصیب باادب بانصیب

بہت سے طلباء کو دیکھا ہے کہ وہ اساتذہ کرام میں خامیاں نکالتے رہتے ہیں۔ اور اپنی عقل وفہم کو درست سمجھتے ہیں ایسے طلباء دراصل شیطانی چنگل میں پھنس جاتے ہیں۔ ہمارے اکابر اور علماء کرام نے یہ درس دیا ہے کہ بڑوں کی غلطی نکالنا بھی غلطی ہے۔

خطائے بزرگاں گرفتن خطاست

میں نے اپنے زمانہء طالب علمی میں کئی طلباء کو دیکھا ہے کہ وہ اساتذہ کی غیبت کرتے اور ان کی عیب جوئی کرتے تھے اس کی نحوست ہے کہ وہ آج دنیوی لہو ولعب میں پڑے ہوئے ہیں۔ صلاحیت ہے مگر بیکار اس کو کہتے ہیں پڑھا لکھا جاہل۔ اس کے برخلاف ایسے طلباء بھی دیکھے ہیں جو بالکل کند ذہن اور غبی تھے لیکن اساتذہ کرام کی سختی برداشت کرتے رہے اور ادب واکرام سے علم حاصل کیا۔ اللہ تعالی نے ان سے قرآن وحدیث کی مثالی خدمت لی اور وہ اپنے اساتذہ کرام کے جانشین اور نیک نامی کا سبب بنے۔

حضرت مولانا محمد حنیف صاحب مظاہری مدظلہ کا ذکرِ خیر

جامعہ خادم العلوم باغونوالی میں یہ ناکارہ داخل ہوا تو استادِ محترم مولانا منشی محمد عالم صاحب رحیمی مدظلہ نے (بندہ کے نسبتی برادر بھی ہیں اور استاد بھی، ان کی فضیلت یہ

کہ روزانہ ایک منزل قرآن مجید تلاوت کرتے ہیں اور ماشاءاللہ ۴۰ رسال سے تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی) فرمایا ادریس تم حضرت مہتمم صاحب کی خدمت کیا کرو۔یعنی حضرت مولانا محمد حنیف صاحب مدظلہ العالی ......خادم العلوم میں رہتے ہوئے حضرت کے لئے چائے بنایا اور پان لگا کر دینا اور کمرے کی صفائی کرنا وضو کے لئے پانی دینا ناکارہ کی ذمہ داری میں شامل تھا...... اس فقیر نے حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم کو نہایت قریب سے دیکھا مشفق ،مہربان ،متقی، پرہیزگار، نہایت صابر، معاملہ فہم، متحمل، دیانتدار، مخلص، مدبر، غرض حضرتِ والا جامع الصفات مہتمم، مقرر بے مثال صلاحیت ایسی کہ بخاری شریف تک سب کچھ پڑھانے کا دیرینہ تجربہ اور استحقاق رکھتے ہیں۔آج بھی پیرانہ سالی کے دور میں کئی کئی گھنٹے درسِ حدیث میں مشغول رہتے ہیں۔پاؤں سے معذور ہیں۔لیکن چہرۂ مبارک پر وہی نور، آواز میں وہی سوز وگداز ......ڈاکٹر آرام کا مشورہ دیتے ہیں لیکن حضرت فرماتے ہیں میرا آرام یہی ہے کہ میں آخر دم تک حدیث پڑھتا پڑھاتا رہوں۔

ادب واکرام اس فقیر نے حضرت مہتمم صاحب سے سیکھا ہے بڑے سے بڑے نازک موقع پر صبر وتحمل کے پیکر اور گفتگو پر مکمل گرفت حضرتِ والا کا خاصہ ہے۔طلباء عزیز کو نصیحت فرماتے ہیں ایسے کہ بہت چھوٹے ہیں۔صاف ستھری گفتگو شفقت اور ہمدردی سے لبریز نصیحتیں زندگی میں کام آنے والی باتیں ارشاد فرماتے ہیں۔

حضرت والا ۶۰ سال سے مسلسل خادم العلوم باغونوالی کے مہتمم اور ذمہ دار ہیں۔ مظفر نگر، سہارنپور، بجنور اور میرٹھ کے علاقہ میں یہ ادارہ اہم مقام رکھتا ہے۔حضرتِ والا کا خلوص اور للّٰہیت اس ادارہ کی ترقی میں شامل ہے اللہ تعالی حضرت مہتمم دامت برکاتہم کا سایہ امت پر تادیر قائم ودائم رکھے۔آمین۔

ضعف وعلالت کے باعث ،حضرت مولانا محمد حامد حسین قاسمی کو نائب مہتمم بنایا گیا ہے تاکہ حضرت والا پر کام کا بار نہ ہو۔ماشاءاللہ نہایت ذہین وفطین اور سلیقہ شعار اور علم دوست مزاج کے حامل ہیں۔اللہ تعالی ان حضرات کی حفاظت فرمائے۔اور امت کو ان کے فیوض وبرکات سے مستفیض فرمائے۔آمین۔

محبت اور معرفت میں اخلاصِ عمل شرط ہے

میرے پیارے شیخ حضرت حاذق الامت نے ارشاد فرمایا! یاد رکھئے رزائل کو قلب میں جگہ دے دی تو حق تعالی شانہ کی محبت اور معرفت میں اخلاص اور عمل میں کیسے صادق الوعد اور کہاں تک ثابت القدر رہ سکتا ہے جب جاہ کے متعلق فرمایا گیا ۔ملاحظۃ الجاہ مقطعہ عظیم۔جس کے اندر حب جاہ ہے۔اس کے لئے وصول الی اللہ دشوار گھاٹی ہے جب اپنے مربی اور شیخ سے اپنی اصلاح نہیں ہے تو یہ رزیلہ مہلک مرض بڑھتا جائے گا اور موجب ہلاکت ہوگا۔فرمایا گیا کہ صدیق کے قلوب سے سب سے آخر میں نکلنے والا رزیلہ حب جاہ ہے العیاذ باللہ۔

اکثر دیکھا گیا کہ انتساب میں یہی حب جاہ کارفرما ہے جس کو مشائخ نے سم قاتل فرمایا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اچھے لوگ اپنے دور کے اکابر مشائخ کو پاکر بھی کچھ حاصل نہیں کرسکے۔برسوں خانقاہوں میں رہتے ہیں مگر نفس کی دشوار گھاٹیوں سے نکلتے نہیں عجب کبر ونفسانیت برابر لگی رہتی ہے۔

(انتساب یا احتساب، ص۹، ملفوظاتِ عارف باللہ حاذق الامتؒ، مرتب مولانا الطاف عزیز مظاہری)

دعوتِ الی اللہ میں حکمت ضروری ہے

حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کے بڑے بھائی حضرت مولانا محمد صاحبؒ کے مریدین میں سے ایک حاجی عبدالرحمٰن صاحب میواتی تھے۔صرف حافظ قرآن تھے زیادہ لکھے پڑھے نہ تھے مگر صاحب نسبت اور ذاکر وشاغل تھے۔ ہر وقت ذکر اللہ ان کی زبان پر جاری رہتا تھا تقریباً ایک ہزار غیر مسلموں کو انھوں نے دعوت وتبلیغ کے ذریعہ اسلام میں داخل کیا۔زیادہ لکھے پڑھے نہ ہونے کے باوجود کچھ ڈھنگ بولنے کا ایسا تھا کہ دوسرا آدمی متأثر ہوکر اسلام قبول کرلیتا تھا۔

میوات ہی کے علاقے میں ایک سادھو آگیا وہ ہندو تھا،ریاضت ومجاہدے بہت کئے ہوئے تھا۔کچھ کرشمے اور خوارق عادت بھی دکھلاتا تھا،لوگوں میں اس کی کافی شہرت ہوگئی حاجی صاحب کا پروگرام بنا کہ اس کو بھی اسلام کی دعوت دینا چاہئے۔

چنانچہ حاجی صاحب اس کے یہاں پہنچ گئے اس نے حاجی صاحب کا ادب واحترام کیا اور پوچھا کہ کیسے تشریف لائے؟ حاجی صاحب نے کہا ملاقات کے لئے حاضر ہوگیا ہوں پھر بات چیت کے دوران اسلام کی طرف متوجہ کرنے کی تمہید شروع کی۔اور کہا کہ سادھو جی! آپ تو بڑے باکمال معلوم ہوتے ہیں،کرشمے بھی دکھلاتے ہیں اس نے کہا مالک کی دین ہے میں کیا چیز ہوں۔حاجی صاحب نے کہا نہیں

صاحب آپ تو بڑے باکمال ہیں ہر ایک میں ایسا کمال نہیں ہوسکتا جو آپ کے اندر ہے جب خوب تعریف کرلی اس کے بعد کہا کہ یہ کمال آپ کو کس طرح حاصل ہوا۔

اس نے کہا میرا ایک اصول ہے کہ جس چیز کو میرا جی چاہا میں نے وہ نہیں کیا۔ ہمیشہ میں نے جی میں آئی ہوئی چیز کے خلاف کیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جی پر مجھے قابو ہوگیا اور اب میرا نفس اور دل میرے تابع ہیں میں ان کے تابع نہیں ہوں یہ مشق کی میں نے۔حاجی صاحب نے کہا کہ واقعی آپ نے جو اصول اختیار کیا یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آپ بڑے باکمال ہوگئے۔

پھر سوال کیا کہ کیا اسلام لانے کو جی چاہتا ہے؟ اس نے کہا بالکل نہیں۔حاجی صاحب نے یہیں بات پکڑ لی اور کہا کہ پھر تو ضرور اسلام قبول کرنا چاہئے،ورنہ تمہارا اصول ٹوٹ جائے گا۔اس لئے اگر جی چاہتا ہے اسلام لانے کو تو بالکل نہ لاتے مگر جب جی نہیں چاہتا تو جی کے خلاف کرتے ہوئے اسلام لائیے۔الغرض اس کو ایسا گھیر لیا کہ وہ اسی مجلس میں مسلمان ہوگیا اور اس کی وجہ سے دوسرے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کرلیا (خطبات طیب:۳۴۵)

فائدہ: بعض مرتبہ طاقت وقوت سے وہ کام نہیں ہو پاتا جو حکمت ودانائی سے حاصل ہوجاتا ہے۔

حضرت عقبہ بن نافع کا دین سے محبت اور جذبہ جہاد

تابعی حضرت عقبہ بن نافعؒ جہاد کرتے ہوئے جب بحراوقیانوس کے شمالی ساحل کی طرف بڑھے اور بلادِ آسفی میں جب درن (اطلس کبیر) کے مصمودہ بربر قبائل اور پھرتارودانت تک مقابل اطلس (Antialas) کے بربروں کے مطیع ومنقاد کرتے ہوئے بحراوقیانوس کے شمال ساحل پر پہنچ گئے۔اب وہ سارا شمالی افریقہ فتح کر چکے تھےلیکن جذبہ جہاد کا یہ عالم تھا کہ بحرِ اوقیانوس کی وسعتوں کواپنے راستے میں حائل دیکھ کر بصد حسرت ویاس آسمان کی طرف نظر کی اور کہا:

''بارِالٰہا اگر یہ سمندر میرے راستے میں حائل نہ ہوتا تو جہاں تک زمین ملتی میں تیری راہ میں جہاد کرتا چلا جاتا''

پھرانہوں نے اپنے شبدیز صبا رفتار کو جست دے کرسمندر میں ڈال دیا اور جب پانی گھوڑے کی رانوں تک پہنچ گیا تو انہوں نے اسے روک لیا اور تلوار ہوا میں لہراتے ہوئے بڑے جوش اور جذبے سے یوں گویا ہوئے:''خدائے قادروتوانا تو خوب جانتا ہے کہ تیرا یہ عاجز بندہ اس نیت سے گھر سے نکلا تھا کہ تیرے ولی ذوالقرنین کی طرح زمین کی آخری حدوں تک تیرا نام بلند کرے تاکہ تیرے سوا

کوئی دوسرا نہ پوجا جائےلیکن آج اس سمندر نے اس کا راستہ روک لیا ہے۔'' یہ کہہ کروہ ساحل سے بڑی بے دلی کے ساتھ واپس آئے۔(حضرت مولانا تقی عثمانی مدظلہ العالی)

ہرمومن اور مسلمان کے دل میں جہاد کا جذبہ ہےجس مسلمان کوشہادت کا شوق نہ ہواس کے ایمان میں فتور ہے۔آج کے پرفتن اور دین بیزار ماحول میں سالکین اور عابدین اور علماء کرام کے اندر جذبہ جہاد اورشوقِ شہادت ہونا بھی ضروری ہے کیوں کہ دین اسلام اور شریعتِ محمدیہ کی بقا کیلئے جہاد ہی اصل روح ہے۔(محمد ادریس حبان رحیمی)

شریعت، معرفت اور طریقت؟

میرے آقائی ومولائی حضرت حاذق الامتؒ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو یہ سوال آیا ہے کہ معرفت کیا ہے؟ حضرت والا نے فرمایا کہ دیکھو آج کل جاہل صوفیاء نے شریعت ومعرفت کو الگ الگ کرلیا ہے شرعی احکام سے آزادی کا نام معرفت رکھ لیا ہے کہ ہم تو معرفت کے آدمی ہیں۔فرمایا آپ نے کہ یہ جہالت ہے اصل تو احکام شرعیہ پر عمل کر کے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے قوانین کو مضبوطی سے پکڑنا اپنے مستند ومعتبر بزرگان دین کے طریقوں پر چلنا یعنی اپنے بزرگوں کے طریقوں کے مطابق شریعت پر عمل کرنا مضبوطی سے قائم رہنا ہے۔ایسا عمل کرنا کہ اس عمل کرنے سے یہ مقام آجائے گا کہ خلق کی طرف بآسانی رہنمائی ہونے لگے اور اللہ تعالیٰ کے موجود اور خالق ومالک ہونے کا ایسا یقین پیدا ہونے لگے گویا کہ مشاہدہ ہے۔

اس کو معرفت کہتے ہیں اور اوامر ونواہی کے احکامات کا نام شریعت ہے اور بزرگان دین کے طریقہ پر چلنا یہ طریقت ہے اور طریق ہے۔

ا...... شریعت! قرآن وحدیث ان پر عمل کرنا چلنا طریقت ہے ان پر چل کر اللہ کی پہچان حاصل ہوجانا یہ معرفت ہے۔ ومن عرف نفسه فقد عرف ربه

حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ توفیق الٰہی اور حضرت مسیح الامت کی برکت سے عرض کرتا ہوں، من عرف نفسہ فقد عرف ربہ، جس نے نفس کے رزائل کو پہچان لیا اور اپنی حیثیت یعنی بندہ کا بندہ ہونا واضح ہوگیا تو پھر عرفان رب آسان ہے۔نفس کی شرارت کا پتہ لگا یا تو نفس کی معرفت حاصل ہوگئی کہ یہ داعیہ اور یہ حکم نفس شریعت کے خلاف ہے یا موافق اگر شریعت کی مخالفت ہے تو نفس ہے۔اگر شریعت کے موافق ہے تو عرفان رب کی علامت ہے "واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى، فان الجنة هي الماوى"۔اب جس نے سمجھ لیا کہ یہ نفس کی شرارت ہے کہ اللہ سے غافل کرنا چاہتا ہے۔جب نفس کی شرارتوں سے واقف ہوگیا تو بس اللہ کو پہچاننے کی صلاحیت پیدا ہوگئی۔

(الطاف زکیہ ص ۱۴۱، ملفوظاتِ حصرت حاذق الامتؒ، پرنامبٹ۔مرتب: مولانا الطاف عزیز قاسمی ومظاہری)

استقلال اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے

مستقل مزاجی انسانی زندگی کا قیمتی ورثہ ہے۔اور ہمارے اکابر اور مشائخ نے تو اس کو کامیابی کا زینہ قرار دیا ہے۔حضرت سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کو اوراد ووظائف کا بڑا شوق ہوتا ہے جہاں بھی کوئی پیر شیخ نظر آیا اللہ والا نظر آیا فوراً وظیفہ پوچھتے ہیں۔اور اس کو عمل میں لاتے نہیں چند دن کیا چھوڑ دیا بھول گئے لاپرواہی ہوتی رہتی ہے۔

میں کہتا ہوں ایسا آدمی کسی کا بھی عقیدت مند نہیں ہوتا اس کی عقیدت عارضی ہوتی ہے وہ چٹکیوں میں مسئلہ حل کرنا چاہتا ہے۔کرامت کا خواہشمند رہتا ہے کہ کوئی اللہ والا ایسا مل جائے جو اپنی کرامت سے میری پریشانی کو دور کردے۔امام ربانی

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ وظیفہ خواہ کم ہی ہو لیکن مستقل مزاجی کے ساتھ ہو دوام ہو تو اس کی برکتیں بھی ظاہر ہوتی ہیں ۔اور روحانی اعتبار سے بھی ترقی ہوتی ہے ۔میرے پیرومرشد حضرت حاذق الامت فرمایا کرتے تھے کہ وظیفہ شروع کرو تو چھوڑو مت سالکین کو وظائف کے بارے میں اور حفاظِ کرام کو قرآن مجید کی تلاوت کے متعلق خصوصیت سے نصیحت فرماتے ۔کہ چاہے روزانہ پاؤ پارہ ہی تلاوت کرو لیکن مستقل مزاجی سے پڑھو ایسا نہ کہ ایک دن تو دو پارے پڑھ لئے اور پھر کئی دن ناغہ کر دیا...... یہ طریقہ درست نہیں پانچ وقت کی نماز کے علاوہ جو بھی عبادات نفلی ہوں وہ مختصر ہوں مگر ان میں دوام ہو۔

حضرت جنید بغدادیؒ کا واقعہ

سلطان العارفین امام المشائخ حضرت شیخ جنید بغدادیؒ اپنے مریدین کے ساتھ جارہے تھے دیکھا کہ ایک مشہور ڈاکو کو حکومت نے پکڑ کر سولی پر چڑھا دیا اور پھر اس کی نعش کو عبرت کے لئے ایک بڑے درخت کے تنے سے میخیں ہاتھ پاؤں میں ٹھوک کر لٹکا دیا۔آپ نے پوچھا تو لوگوں نے حال بتایا۔آپ اس کی لاش کے پاس گئے اور اس کے پاؤں کو بوسہ دیا۔حاضرین نے پوچھا تو حضرتؒ یہ تو ایسا مشہور بدنام زمانہ ڈاکو تھا ۔آپ نے اس کے پاؤں کیوں چومے؟ فرمایا وہ گمراہ تھا غلط راستے پر تھا سب جانتے تھے لیکن اس میں ایک خوبی تھی میں نے اس کی قدر کی ہے۔لوگوں نے پوچھا وہ خوبی کیا تھی فرمایا استقلال کہ جس کام کو کیا اس پر جان دے دی یہ انسان کی بہت سی خوبیوں میں سے ایک خوبی ہے۔

اسی پر مجھے خیال آیا کہ ہمارے اپنی بہت سے علماء اور ائمہ کا ایسا مزاج ہے کہ اس کے ساتھ ایک جگہ خدمت نہیں کرتے بار بار جگہ بدلتے رہتے ہیں ۔جب کہ مدرسہ

کی خدمت ہو یا مسجد کی امامت ۔یہ خالص دینی کام اس میں جس قدر اخلاص ہوا سی قدر عوام الناس کو فائدہ پہنچتا ہے ۔جو لوگ نرے ملازم ہوتے ہیں وہ جگہ بدلتے رہتے ہیں اور جو خادم دین اور خادم قرآن وحدیث ہوتے ہیں وہ مستقل مزاجی سے کام میں لگے رہتے ہیں ایسے حضرات سے ہی اللہ تعالی دین وملت کے بڑے بڑے کام لیتے ہیں۔

حضرت مولانا اسحاق قاسمی بنگلور

مثال کے طور پر نمونہ ءسلف حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب بستوی مدظلہ ایک متقی پرہیز گار مخلص عالم دین ہیں ۔مسجد معمور کورمنگلا بنگلور میں خدمت کر رہے ہیں مولانا موصوف اس وقت سے خدمت کر رہے ہیں جب یہ علاقہ صحیح طور پر آباد بھی نہیں ہوا تھا۔یہ عاجز کبھی ادھر سے گذرتا ہے تو کوشش کرتا ہے کہ مولانا محمد اسحاق صاحب کی اقتداء میں نماز ادا کرے کیوں کہ ان کے اقتداء میں نماز پڑھنے میں بڑا سکون ،طمانیت اور نورانیت محسوس ہوتا ہے۔

عزیز محترم حضرت مولانا سعید احمد صاحب کشمیری مدظلہ کہتے ہیں کہ مولانا اسحاق صاحب کی قراءت اس قدر دل پذیر اور اثر انگیز ہوتی ہے کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ بلاشبہ ایسے حضرات دین وملت کا سرمایہ ہیں مولانا محمد اسحاق صاحب کے دو بھائی مولانا عبداللطیف صاحب قاسمی امام وخطیب مسجد نور راجہ جی نگر بنگلور اور مولانا عبدالحفیظ صاحب قاسمی ناظم اعلی مدرسہ شمس العلوم ہندو پور بھی برسوں سے ایک ہی جگہ خدمت انجام دے رہے ہیں یہ دیگر حضرات کے لئے ایک نمونہ ٔعمل ہیں۔ ایک جگہ جم کر کام میں لگا رہنا عوام وخواص میں مقبولیت کی علامت اور پھر خدمت کا

دائرہ بھی وسیع ہوجاتا ہے ہمارے دوستوں میں ایک حضرت مولانا راشد بجنوری صاحب ہیں اللہ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا ہے (اللہم زدفزد) بہت سے لوگ آج اس پیر کے پاس کل اس پیر کے پاس کبھی یہاں کا ماحول کبھی وہاں کا ماحول دیکھتے پھرتے ہیں ایسے لوگ فیوض وبرکات سے اکثر خالی رہ جاتے ہیں اور جو ایک رہبر اور مصلح کے ساتھ رہتا ہے وہ کامیاب ہوجاتا ہے۔

یک بگیر محکم بگیر

یہ حضرات دین وملت کے سرمایہ ہیں اللہ تعالی ان کی حفاظت فرمائے اور ان حضرات کے فیض کو عام فرمائے۔آمین۔

حضرت عبدالقادر رائے پوریؒ کی اپنے شیخ سے محبت

شیخ المشائخ حصرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی اپنے شیخ حضرت شاہ عبدالرحیمؒ سے متعلق حضرت علی میاںؒ نے لکھا ہے کہ حضرت کا اپنے شیخ سے ایسا عاشقانہ اور والہانہ تعلق تھا جس کو مناسبت اور ترقی باطن میں ہزار اذکار اور ریاضتوں سے زیادہ دخل ہے اس کی کیفیت یہ تھی کہ۔

انبساطِ عید دیدن روئے تو
عید گاہے ماغریباں کوئے تو

ذکر کے علاوہ حضرت کی خدمت میں مشغول رہتے تھے،ایک مرتبہ فرمایا کہ حضرت کو لٹا کر بدن دباتا تو دیر کے بعد حضرت فرمادیتے کہ جاؤ مولوی صاحب آرام کرو۔میں کواڑ بند کر کے اپنی جگہ آجاتا۔پھر خیال آتا کہ کوئی مکھی منہ پر بیٹھ کر نہ ستاتی ہو پھر دبے پاؤں آکر بیٹھ جاتا اسی طرح آتا جاتا رہتا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہوجاتا

فرمایا کہ کبھی حضرت کی خدمت میں بے وضو حاضر نہیں ہوا اور ہر وقت باوضو رہتا تھا۔ حضرت اکثر شفقت اور محبت کا برتاؤ فرماتے۔میں کبھی ہاتھ جوڑ کر عرض کرتا کہ میں تو اپنی اصلاح کے لئے آیا ہوں اور حضرت کی شفقتیں ایسی ہیں کہ جن سے شبہ ہوتا ہے کہ کہیں میں نااہل نہ سمجھا جارہا ہوں اور مجھے ناکارہ سمجھ کر شفقتیں ہو رہی ہیں۔اس پر حضرت جواب میں فرماتے نہیں مولوی صاحب! میں تمہاری طرف سے بے خبر نہیں ہوں اکثر یہ بھی ہوتا کہ بلاکسی قصور کے ڈانٹ دیا کرتے پھر دیکھتے کہ مجھ پر اس ڈانٹ کا کوئی اثر تو نہیں،مگر الحمدللہ کہ مجھ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔

(سوانح حضرت رائے پوریؒ، ص۶۸۔مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ)

اللہ رب العزت انسان کے دل اور عمل کو دیکھتے ہیں

حدیث پاک میں ہے’’ان اللہ لا ینظر الی صورکم واموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم ‘‘(بے شک اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتے تمہاری شکل وصورت کواور نہیں دیکھتے تمہارے مال اور پیسے کو بلکہ وہ دیکھتے ہیں تمہارے دلوں کواور تمہارے اعمال کو)۔اللہ اکبر۔حضرت بلال حبشیؓ کا رنگ کالا،ہونٹ موٹے،دانت لمبے مگر اللہ کے ہاں اتنے مقبول تھے کہ رسول اللہ عرش پر جاتے ہیں تو جنت میں کسی کے قدموں کی آواز سنتے ہیں۔پوچھا’’جبرئیلؑ!یہ کس کے قدموں کی چاپ سن رہاہوں‘‘ جبرئیلؑ عرض کرتے ہیں کہ’’آپ کے غلام بلالؓ ‘‘ کے قدموں کے چلنے کی آواز ہے۔قدم زمین پر پڑتے تھے اور جنت میں اس کی آواز جایا کرتی تھی۔انسان دل کو بنالے کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں کے بیوپاری ہیں۔اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اے انسان تو اپنے دل میں مجھے بسالے۔اگر ایسا نہ ہوا تو انسان دنیا میں بھی نقصان اٹھائے گا آخرت میں بھی نقصان اٹھائیگا۔دل کا بگڑنا بہت آسان مگر دل کا بننا بڑا مشکل کام ہے جو بنتا ہے یا بناتا ہے وہ پتہ پاتا ہے جو دوسروں کو معلوم نہیں۔انسان جس راستے پر چلتا ہے اس راستے کے اسے ذرات بھی نظر آتے

ہیں اور جس راستے پر نہیں چلتا اس راستے کے اس کو پہاڑ بھی نظر نہیں آیا کرتے۔جو بننے والے راستے پر چلے ہی نہیں اس کو کیا معلوم اس راستے پر کتنی محنت کرنی پڑتی ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔میں نہیں سما سکتا عرش وکرسی میں اور نہیں سما سکتا زمین وآسمان میں۔میں سما سکتا ہوں تو قلبِ مومن میں ......یعنی مجھے دیکھنا چاہتا ہے تو اس گوشت کے ٹکڑے کو اتنا صاف شفاف بنالے کہ میرا نور اس میں نظر آنے لگے۔جیسے رات کے وقت آسمان پر روشن چاند،زمین کے صاف شفاف پانی میں نظر آتا ہے۔حالانکہ چاند تو آسمان پر ہی ہے لیکن پانی کے پاکیزگی کی بدولت چاند پانی میں نظر آجاتا ہے۔

میں اپنے دوستوں سے یہی کہا کرتا ہوں کہ دل کی ہی قیمت ہے۔دل جتنا صاف ہوگا پاک ہوگا اتنی ہی آدمی کی اہمیت دربارِ خداوندی میں ہوگی۔قرآن مجید میں ارشاد ہے’’الا من اتیٰ اللہ بقلب سلیم‘‘(قیامت کے دن کوئی چیز کام نہیں آئے گی مگر پاک دل) دوستو! دنیا کا دستور ہے کہ دشمن تمہارے جوتوں کو دیکھتا ہے کہ جوتے ٹوٹے ہیں یا نہیں بیوی تمہاری جیب کو دیکھتی ہے۔اور ماں تمہارے چہرے کو دیکھتی ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ کا دستور نرالا ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں کو دیکھتے ہیں۔پس میرے دوستو!اس دنیا کو غنیمت جانو اور دل پر توجہ دو۔کسی نے کیا خوب کہا ؎

غنیمت سمجھ زندگی کی بہار
آنا نہ ہوگا یہاں بار بار

(محمد ادریس حبان رحیمی)

آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

راقم الحروف کے دادا استاد (حضرت مولانا حکیم عبدالرشید محمود عرف حکیم نھو میاںؒ مجاز حضرت حکیم الامتؒ، حضرت گنگوہیؒ قدس سرہ العزیز کے خاص مرید جن سے حکیم نھو میاںؒ نے طب پڑھی تھی) یعنی حضرت مولانا حکیم عبدالوہاب صاحب انصاری نابینا دہلویؒ۔ اپنے وقت کے طبیب حاذق تھے۔ اور مقبول دربارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ متعدد اشخاص کو اس زمانہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ارشاد فرمایا تم اپنا علاج حکیم عبدالوہاب صاحب دہلویؒ سے کراؤ اور ان کی دوا استعمال کرو۔

اللہ تعالی نے حکیم صاحب کو عجیب وغریب فہم وفراست عطا فرمائی تھی۔ اندھے تھے لیکن مطب کیا کرتے تھے۔ ہاتھ دیکھتے تھے اور مریض کے مرض کو پہچان لیا کرتے تھے۔ آنکھ سے دیکھ نہیں سکتے تھے۔ نہ چہرہ کو دیکھ سکتے تھے نہ رنگ دیکھ سکتے تھے نہ زبان دیکھ سکتے تھے مگر اللہ نے وہ فراست عطا کردی تھی کہ صرف ہاتھ سے نبض دیکھتے اور پورے مرض کو پہچان لیا کرتے تھے۔ بڑے مشہور حکیم تھے۔ اگر دوسرے حکیموں سے مرض قابو میں نہ آتا تو مریض ان کے پاس جایا کرتے تھے۔ ایک

بزرگ خواجہ محمد عبدالمالک صدیقیؒ فرماتے ہیں مجھے شوق ہوا کہ میں بھی ذرا ان حکیم صاحب کو دیکھوں۔ چنانچہ میں ان کی دکان پر گیا ان سے کوئی بات نہیں کی تاکہ میرے آنے کا ان کو پتہ نہ چلے اور وہاں بیٹھ کر میں نے ان کے دل پر توجہ ڈالنی شروع کردی۔ کچھ دیر گذری تو میں نے کہا اچھا دل کے بجائے روح پر توجہ ڈالتا ہوں جب میں نے روح پر توجہ ڈالنا چاہی تو فوراً بول اٹھے۔ نہ! نہ! حضرت آپ میرے دل پر ہی توجہ کرتے ہیں اگر یہی بن گیا تو سب کچھ بن گیا۔ فرماتے ہیں میں حیران ہوگیا اس شخص کو نابینا کون کہے، جسے بتایا بھی نہیں مگر اس کا دل ایسا صاف ہے کہ وہ آنے والے انوارات کو محسوس کررہا ہے۔ اللہ اکبر۔

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

میرے پیر ومرشد حضرت مولانا حکیم زکی الدینؒ احمد صاحب حاذق الامت فرمایا کرتے تھے ایک ہوتی ہے بصارت یعنی آنکھ کی روشنی، آنکھ کا نور اور ایک ہوتی ہے بصیرت یعنی دل کی روشنی، دل کا نور، دل کے نور سے جو نظر آتا ہے وہ آنکھ کے نور سے نظر نہیں آسکتا۔

حضرت گنگوہیؒ کی آخری عمر میں آنکھوں کی بینائی چلی گئی بہت زور دیا بہت گذارش کی کہ حضرت آنکھ بنوائی جائے فرمایا۔ ایک نماز بھی قضاء ہو گوارہ نہیں۔ جس بینائی سے نماز قضاء ہوتی ہو اس بینائی سے کیا فائدہ۔ حتی کہ آنکھوں کی روشنی ختم ہوگئی۔ فرمایا اس بات سے تسلی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی آنکھوں کی بینائی کے بدلے جنت کی بشارت دی ہے۔ (محمد ادریس حبان رحیمی)

مریدین کی شان اور حقیقت

مریدین کی شان میں سے یہ بھی ہے کہ طالبانِ دنیا سے دوری اختیار کریں کیونکہ ان کی صحبت میں وہ زار مضمر ہے جس کا تجربہ ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ اس شخص کا اتباع نہ کیجئے جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے۔

اس طریق کی بنا اور مدار آداب شریعت کی حفاظت پر ہے کہ ہاتھ کو حرام اور مشتبہ کی طرف بڑھنے سے محفوظ رکھے (صوفیاء نے فرمایا ہے کہ حلال کی طلب یوں تو ہر مسلمان پر فرض ہے مگر اس گروہ پر جو سلوک اختیار کرے ضرورت کی حد سے بھی زیادہ فرض ہے۔
(ارشاالملوک) (شریعت وتصوف: مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادیؒ)

امام العصر فی الشریعت والطریقت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کاندھلوی اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں سلوک کے موانع میں بہت اہم چیز شیخ بننے کی تمنا و خواہش اور امید ہے۔ میں نے اپنے اکابر کو دیکھا کہ جس میں یہ بو پائی جاتی تھی اس کی اجازت میں بہت دیر فرمایا کرتے تھے بلکہ بعض الفاظ ایسے فرما دیتے تھے جس سے اس کی امید گر جاتی تھی۔

اجازت کے بعد بھی اپنے کو بیعت کا اہل سمجھنا نہایت مضر ہے بلکہ شیخ کی تعمیلِ حکم میں اپنی نااہلیت کے تصور کے ساتھ ملحوظ رکھنا چاہئے حضرت مدنیؒ کا مقولہ ہے کہ اپنے کو کون اہل سمجھتا ہے اور جو اپنے کو اہل سمجھے وہ نااہل ہے۔

(اکابر کا سلوک و احسان، ص۱۲۱، مرتب: مولانا محمد اقبال ہوشیارپوری)

خشیتِ الٰہی کے چھ نادر واقعات

سیدنا صدیق اکبرؓ کے دل میں خشیتِ الٰہی :-

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں ابوبکرؓ سے کہتا ہوں کہ وہ میری بیماری کی وجہ سے مسلمانوں کی نماز کا امام بنے اور سیدہ عائشہؓ سے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم "ان ابا بکر اذا قام فی مقامك لم یسمع الناس من البکی" بے شک ابوبکرؓ حالت ایسی ہے کہ جب وہ آپ کے مصلے پر کھڑے ہوں گے تو وہ تلاوت کرتے ہوئے اتنا روئیں گے کہ نمازیوں کو ان کی تلاوت قرآن سمجھ میں ہی نہیں آئیگی۔ میں ان کی طبیعت کو جانتی ہوں۔ میں ان کی بیٹی ہوں۔

حضرت عمرؓ کے دل میں خشیت الٰہی :-

حضرت عمرؓ کا حال یہ تھا کہ فجر کی نمام میں امام ہوتے تھے۔ سورہ یوسف کی تلاوت کرتے ہوئے اتنا روتے کہ حضرت عبداللہ بن شداد فرماتے ہیں کہ "وانا فی اخر الصفوف" میں صفوں کے آخر میں تھا حضرت عمر پڑھ رہے تھے۔ انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ ۔ اور میں آخری صف میں کھڑا ان کے رونے کی آواز کو سن رہا تھا۔

امام شافعیؒ کے دل میں خشیت الٰہی :

امام شافعیؒ نے ایک مرتبہ آیت سنی "ھذا یوم لا ینطقون ولا یوذن لھم فیعتذرون" اس آیت کا سننا تھا کہ غش کھا کر گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے۔

علی بن فضیلؒ کے دل میں خشیتِ الٰہی :۔

فضیل بن عیاض کے بیٹے علی بن فضیلؒ کو مقامِ خوف نصیب تھا۔ جب قرآن پڑھا یا سنا کرتے تو عذاب کی آیتوں پر بے ہوش ہو جاتے تھے۔ چنانچہ دل میں تمنا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ! کبھی مجھے ایک ہی وقت میں پورا قرآن سننے کی توفیق عطا فرما کیونکہ وہ تلاوت کرتے وقت تھوڑا سا پڑھتے اور جہاں ڈرانے کی بات آتی تو وہیں بے ہوش ہو جاتے تھے۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ان کے سامنے قاری صاحب نے پڑھا "یوم یقوم الناس لرب العلمین" کہ وہ ایسا دن ہوگا کہ انسان اپنے پرودگار کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ اس بات کو سنا اور اسی وقت بے ہوش ہو کر گر گئے۔ اللہ اکبر۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے دل میں خشیتِ الٰہی:۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے ایک مرتبہ پوری رات یہ آیت پڑھتے ہوئے گذار دی "وبدا لھم من اللہ مالم یکونوا یحتسبون"

حضرت شبلیؒ کے دل میں خشیتِ الٰہی :۔

ایک مرتبہ حضرت شبلیؒ نے یہ آیت سنی "لئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک" امام تراویح پڑھا رہا تھا۔ جب اس نے یہ آیت پڑھی تو حضرت شبلیؒ وہیں گر کر بے ہوش ہو گئے۔ ہمیں کیا پتہ کہ قرآن سن کر عاشقوں کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔

(صحابہ کرام کے آنسو۔ اور صالحین کے آنسو۔ انوار الاذکیا۔ فرید الدین عطار صاحب)

طریقت کے آداب

طالب صادق کو چاہئے کہ وہ طریقت کے آداب کو ہر وقت ملحوظ رکھے۔

☆۔ سالک کو چاہئے کہ لوگوں کی صحبت اور دنیوی تعلقات سے علیحدہ ہو جائے اور اخلاص کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول ہو جائے۔ اس کا مطلب رہبانیت نہیں بلکہ دست بکار و دل بیار ہے۔

☆۔ سالک کو چاہئے کہ اپنے آپ کو عام لوگوں کی محفلوں سے دور رکھے تو یہ نیت کرے کہ میں لوگوں کو اپنی برائی اور ایذا رسانی سے بچاتا ہوں۔ یہ ہرگز نہ سوچے کہ میں اچھا ہوں اور لوگ برے ہیں اگر ایسا سوچے گا تو مردود ہو جائے گا۔

☆۔ سالک کو چاہئے کہ سلوک سے رضائے الٰہی حاصل کرنے کی نیت ہو۔ اگر شیخ و مقتدا بننے کی نیت کرے گا تو شرک کا مرتکب ہوگا اور تباہ و برباد ہو جائے گا۔

☆۔ سالک کو اگر کسی منزل میں جلدی کامیابی نہ ہو تو دل تنگ نہ ہو۔ صبر اور مسکینی اپنائے رکھے۔ ☆۔ سالک کے پاس اپنی حاجات سے زیادہ مال ہو تو اسے فقراء میں تقسیم کر کے آخرت کا ذریعہ بنائے۔

☆۔ سالک کو چاہئے کہ لذیذ طعام، لذیذ مشروبات اور لہو و لعب کو ترک کرے اور ذکر کی لذت حاصل کرنے کا طالب بنے۔

☆۔سالک اپنی خوشحالی پر خوش ہو کر اترائے نہیں ۔تنگ حالی سے تنگ ہو کر گھبرائے نہیں بلکہ تقسیم الٰہی پر راضی رہے۔

☆۔سالک اپنے اسلاف کو کبھی کم نظری اور حقارت سے نہ دیکھے۔

☆۔سالک اپنے آپ کو مزامیر اور گانا بجانا وغیرہ سے بچائے اور قرآن مجید کی لذت پانے کا متمنی رہے۔

☆۔سالک کو چاہئے کہ لوگوں کی تعریف کرنے اور نیک کہنے سے مغرور نہ ہو بلکہ اسے آزمائش سمجھے۔

☆۔سالک اپنے آپ کو تمام مخلوق سے کم تر اور حقیر سمجھے کیونکہ مخلوق کی باطنی خوبیوں سے یہ آگاہ نہیں ہے۔

☆۔سالک اگر کوئی ناشائستہ کام کر بیٹھے تو اپنے نفس کو سزا دے مثلاً اس کی مرغوبات روک لے اور اسے مجاہدہ و مشقت میں ڈالے۔

☆۔سالک کو چاہئے کہ زمانے کے احوال اور دنیا کی باتوں کو جاننے کے لئے اخبار بینی وغیرہ سے پرہیز کرے۔اس سے دل میں انتشار پیدا ہوتا ہے اور قلب کی توجہ مقصود اصلی سے ہٹ جاتی ہے۔

☆۔سالک کو چاہئے کہ عاجزی اور خواری میں اپنی عزت جانے اور ظاہر کی بربادی میں اپنے باطن کی آبادی سمجھے۔

پارہ پارہ کرد درزی جامہ را
کس زنداس درزی علامہ را

(درزی کپڑے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے پھر ان کو حسین لباس بناتا ہے۔کوئی اس پر طعن نہیں کرتا بلکہ قدر کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔)

☆۔اگر سالک پر کوئی ظلم کرے تو یہ بدلہ لینے کا خواہاں نہ ہو بلکہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے صبر کرے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھر کھا کر بھی ان کے لئے دعائیں کی ہیں۔

☆۔سالک کو چاہئے کہ جب بھوک لگے تب کھائے جب نیند آئے تب سوئے۔عادتاً کھانے اور سونے سے پرہیز کرے۔

☆۔سالک کو چاہئے کہ ذکراللہ کی کثرت کرے اور نفس کے حیلوں میں نہ آئے۔

☆۔سالک کو چاہئے کہ اپنی عبادت اور نیکی کی تعریف نہ کرے بلکہ دل میں پسندیدگی کا خیال بھی نہ لائے۔

☆۔سالک کو چاہئے کہ کرامات کا طالب نہ ہو اگر کرامت سرزد ہو جائے بھی تو اسے اپنے عیوب کی مانند چھپائے اور اپنا امتحان سمجھے۔

☆۔سالک کو چاہئے کہ اہل دنیا سے ہرگز میل جول نہ رکھے فقراء کی صحبت اختیار کرے۔

☆۔سالک کو چاہئے کہ موت کو کثرت سے یاد کرے،اس سے دنیا سے بے تعلقی پیدا ہوتی ہے۔

☆۔سالک کو چاہیے کہ ضروریات دین کا علم لازماً حاصل کرے اور بے علم اور جاہلوں سے دور رہے۔

☆۔سالک کو چاہئے کہ سوائے اپنی زوجہ کے کسی کو بھی شہوت کی نظر سے نہ دیکھے۔

☆۔سالک کو چاہئے کہ اپنے اندر اخلاق حمیدہ پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہے۔

☆۔سالک کو چاہئے کہ رزق حلال اور صدق مقال کو اپنے فرائض میں سے جانے۔

علم وحکمت زاید از نان حلال
عشق ورقت آید از نان حلال

(رزق حلال سے علم وحکمت میں اضافہ ہوتا ہے۔رزق حلال سے عشق ورقت حاصل ہوتی ہے)

☆۔سالک کو چاہئے کہ اپنی تنگدستی اور تکلیف کو حتی الوسع کسی پر ظاہر نہ کرے اگرچہ مخلص دوست ہی کیوں نہ ہو۔

☆۔سالک کو چاہئے کہ امانت میں خیانت نہ کرے۔منافقت سے دور رہے ایسا نہ ہو کہ ظاہر میں اللہ تعالی کا دوست اور باطن میں دشمن ہو۔

☆۔سالک کو چاہئے کہ اپنی خوبیوں اور دوسروں کی خامیوں پر نظر نہ کرے۔

(باادب بانصیب۔پیر ذوالفقار علی صاحب نقشبندی مدظلہ)

اللہ تعالی کی بے نیازی سے شیخ الہند کا خوف

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ کا واقعہ ہے کہ جب آپ کو مالٹا کے اندر قید کر دیا گیا تو وہاں آپ کے شاگرد حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور حضرت مولانا عزیر گلؒ بھی تھے۔اور کئی حضرات بھی تھے اتنے میں اطلاع ملی کہ انگریز نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ان لوگوں کو مالٹا میں ہی قید رکھا جائیگا اور ان کو اتنی تکلیفیں پہنچائی جائیں گی کہ ادھر ہی ان کو موت آجائے۔واپس نہیں جانے دیا جائے گا۔حضرت شیخ الہندؒ نے سنا تو رونا شروع کر دیا۔ہر وقت رویا کرتے تھے۔آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرا کرتے تھے۔شاگرد حیران ہوئے کہ ہمارے استاد تو بڑے عزم واستقامت کے پہاڑ تھے۔یہ موت کی بات سن کر اتنا کس لئے روتے ہیں۔کئی دن گذر گئے حضرت کو کھانا بھی اچھا نہیں لگتا تھا۔ہر وقت ہی روتے رہتے تھے طبیعت کثیر البکاء بن گئی تھی۔جب ذرا کوئی بات ہوتی تو فوراً رونے بیٹھ جاتے شاگرد آپس میں بیٹھتے اور کہتے کہ حضرت شیخ الہندؒ کو کیا ہوا؟ ایک دن انہوں نے سوچا کہ ہم حضرت سے بات کرتے ہیں کہ اگر

موت بھی آگئی تو شہادت کی موت مل جائیگی۔ہمیں ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔آپ اتنا گریہ کیوں فرماتے ہیں ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

چنانچہ حضرت شیخ الہندؒ ایک مرتبہ تشریف فرما تھے اور رو رہے تھے تینوں شاگرد ان کی خدمت میں جا کر بیٹھے۔انہوں نے بات چھیڑی کہ حضرت! جب انسان اللہ کے راستے میں ہو اور اس کی جان چلی جائے تو شہید ہوتا ہے۔اس کو درجے ملتے ہیں،حضرت! ہمیں موت بھی آگئی تو اللہ تعالی کے ہاں شہادت لکھی جائیگی۔جب حضرت مولانا عزیر گلؒ نے یہ بات کہی تو شیخ الہندؒ نے ان کو غصہ بھری نظروں سے دیکھا اور فرمایا۔عزیر گل تمہیں کیا معلوم میں اللہ تعالی کی شانِ بے نیازی سے ڈرتا ہوں کہ وہ کبھی کبھی بندے کی جان بھی لے لیتا ہے اور اس جان کو قبول بھی نہیں کرتا۔اس وقت ان شاگردوں کو معلوم ہوا کہ حضرت کی نظر اس پر ہے۔اللہ اکبر! ؎

جتنے رتبے ہیں سوا ان کوسوا مشکل ہے

(عزیز الامت حضرت مولانا الطاف عزیز صاحب خلیفہ حضرت حاذق الامتؒ پر نامبٹ کی گفتگو سے ماخوذ)

خدمتِ خلق

تصوف ومعرفت سے الگ نہیں

یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ خدمت خلق تصوف ومعرفت سے الگ نہیں ہے۔محسنِ کائنات حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت پر گھر میں جھاڑو بھی دیتے۔جوتا بھی سی لیتے۔پڑوسیوں کی بکریوں کا دودھ بھی دوھ لیتے۔کسی ناتواں کا بوجھ اٹھا کر اس کے قیام تک پہونچا دیتے۔سیدصدیق اکبرؓ سینکڑوں خاندان کی مالی کفالت فرماتے۔اندھی بڑھیا کے گھر کا پانی بھر دیتے معذوروں کے کپڑے دھودیتے یہی حال سیدعمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بھی تھا۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ تاجر بھی تھے،فقیہ بھی تھے،استاد بھی تھے،داعی اور مبلغ بھی، مسند درس حدیث پر متمکن تھے لیکن کامیاب تاجر بھی تھے۔اور مظلوموں کی دستگیری بھی فرماتے۔اپنے زمانہ میں یکتائے روزگار علوم وفنون میں بے مثال عہدء قضا قبول نہ کرنے پر بادشاہ کے عتاب کے شکار ہوئے عابد ایسے کہ چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔اللہ اکبر۔

امت محمدیہ ایسے عباد وزہاد سے کبھی خالی نہیں رہی۔حضرت قاسم العلوم نانوتویؒ

بانی دارالعلوم بحرالعلوم تھے۔سادگی کا یہ عالم کہ پولس کے سپاہی نے سمجھا کہ آپ مزدوری کرنے والے ہیں اس لئے کہا آؤ ملاجی ہمارا یہ سامان کوتوالی تک پہونچا دو۔حضرت نے اٹھایا اور کوتوالی پہونچا دیا لیکن اپنا نام ظاہر نہیں فرمایا۔شاملی کے میدان میں انگریزوں سے لوہا لیا۔فتح وکامرانی حاصل کی۔اسی میں حضرت حافظ ضامنؒ شہید کو گولی لگی اور مولانا رشید گنگوہیؒ کی زانو پر سر رکھے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔یہ حضرات عالم بھی تھے عارف بھی زاہد بھی تھے۔مجاہد بھی غازی بھی تھے شہید بھی۔اور اپنے وقت کے شیخ المشائخ مدرسہ اور خانقاہ کے روح رواں بھی۔فتاوے بھی دیتے۔کتابیں بھی لکھیں،سالکین کو اللہ سے جوڑا،صاحب کشف وکرامات بنادیا آج بھی ایسے حضرات ہیں۔

حضرت مولانا اسرارالحق قاسمی

صدر آل انڈیا تعلیمی وملی فاؤنڈیشن دہلی

حضرت مولانا اسرارالحق قاسمی مدظلہ کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ جمعیۃ علماء ہند کے ناظم عمومی بھی رہے۔ دولاکھ گاؤں کا دورہ کیا آفاقی آفات ومصائب کے وقت عوام الناس کی بے غرض خدمت۔ ریلیف فنڈ کے ذریعے خدمت، بہت سی کتابوں کے مصنف، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار اور شیخ طریقت بھی ہیں۔ فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفرحسین صاحب ناظم اعلی سہارنپور کے خلیفہ ومجاز بھی ہیں۔ جہاں ایک طرف مدارس اور کالجس کی تعلیم کے فروغ کے لئے کام کررہے ہیں دوسری طرف تصوف اور طریقت کی بھی خدمت میں لگے ہیں۔ مسند رشد وہدایت پر بھی فائز ہیں۔ کہ عالم بھی ہیں عارف بھی۔ عابد بھی ہیں مجاہد بھی۔ اللہ تعالی حضرت مولانا کی حفاظت فرمائے آمین، عمر میں خوب برکت عطا فرمائے۔ آدمی اکیلے ہیں لیکن درحقیقت ایک انجمن ہیں۔ مولانا نوشیر عالم صاحب آپ کے فیض یافتہ ہیں حلیم المزاج اور خدمت دین وملت سے سرشار۔ ہروقت کام میں لگے رہتے۔

میں اپنے متعلقین سے یہی کہتا ہوں کہ ایسے حضرات کونمونہ بنائیں۔ جو ہمہ جہتی انداز میں امت کے لئے فائدہ رساں ہیں۔ امت کا سرمایہ افتخار ہیں۔ وقت پر وظائف بھی کریں۔ نمازوں کی پابندی اور پھر خدمتِ خلق بھی۔

شیخ سعدیؒ کو شیخ سہروردیؒ کی دو نصیحتیں

شیخ سعدی نوراللہ مرقدہ کے پیرومرشد شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کی نصیحت ملحوظ رکھنا چاہئے کہ بہت ہی جامع اور اہم ہے۔ وہ فرماتے ہیں ؂

مرا پیر دانائے روشن شہاب
دو اندز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ بر خویش خو بیں مباش
دیگر آنکہ بد بیں مباش

فرماتے ہیں کہ مجھے میرے روشن ضمیر شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے کشتی میں بیٹھے ہوئے دو نصیحتیں فرمائی تھیں۔ ایک یہ کہ اپنے اوپر کبھی خود بینی وخود برائی میں مبتلا نہ ہونا۔ دوسرے یہ کہ کسی دوسرے پر حقارت کی نظر نہ رکھنا۔ بہت اہم نصیحت ہے۔ یہ قصہ بھی جو آگے آرہا ہے کہ خود بینی اور بد بینی کا نہایت عبرت آموز واقعہ ہے۔ اس سے بہت عبرت حاصل کرنی چاہئے حضرت تھانویؒ نے تو بہت مختصر لکھا ہے جس کی ابتداء یہ ہے کہ آدمی کو ہرگز زیبا نہیں کہ آدمی اپنی حالت پر ناز کرے اور دوسروں کو حقیر سمجھے۔ خود نفس ایمان بھی اپنے اختیار میں نہیں بس حق تعالی کا فضل ہے کہ اس نے ہم کو یہ دولت عطا فرما رکھی ہے لیکن جب وہ چاہیں سلب کر سکتے ہیں۔ چنانچہ عبداللہ ایک بزرگ تھے بغداد میں ان کی وجہ سے تیس خانقاہیں آباد تھیں۔ وہ ایک بار مع اپنے مجمع کے چلے جارہے تھے۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اس قصہ کو ذرا زیادہ تفصیل سے لکھا ہے، وہ لکھتے ہیں:۔

حضرت شیخ ابوعبداللہ اندلسیؒ کا عبرت آموز واقعہ

سن ہجری کی دوسری صدی ختم ہونے پر ہے۔آفتاب نبوت غروب ہوئے ابھی زیادہ مدت نہیں گذری لوگوں میں امانت ودیانت اور تدین وتقوی کا عنصر غالب ہے۔ اسلام کے ہونہار فرزند جس کے ہاتھ پر اس کو فروغ ہونے والا ہے کچھ برسرِ پیکار ہیں اور کچھ ابھی تربیت پارہے ہیں ائمہ دین کا زمانہ ہے ہر ایک شہر علماء دین وصلحاءِ متقین سے آباد نظر آتا ہے۔خصوصاً مدینۃ الاسلام (بغداد) جو اس وقت مسلمانوں کا دارالسلطنت ہے اپنی ظاہری اور باطنی آرائشوں سے آراستہ ہوکر گلزار بنا ہوا ہے ایک طرف اگر اس کی دلفریب عمارتیں اور ان میں گذرنے والی نہریں دل لبھانے والی ہیں تو دوسری طرف علما اور صلحاء کی مجلسیں، درس وتدریس کے حلقے ذکر وتلاوت کی دلکش آوازیں خدائے تعالی کے نیک بندوں کی دلجمعی ایک کافی سامان ہے۔فقہاء ومحدثین اور عبادوزہاد کا ایک عجیب وغریب مجمع ہے۔اس مبارک مجمع میں ایک بزرگ ابوعبداللہ اندلسی کے نام سے مشہور ہیں جو اکثر اہلِ عراق کے پیرومرشد اور استاد محدث ہیں۔آپ کے مریدین کی تعداد بارہ ہزار تک پہنچ چکی ہے جن کا عبرتناک واقعہ ہمیں اس وقت ہدیہ ناظرین کرنا ہے۔

یہ بزرگ علاوہ زاہد وعابد اور عارف باللہ ہونے کے حدیث وتفسیر میں بھی ایک جلیل القدر امام ہیں۔بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کو تیس ہزار حدیثیں حفظ تھیں اور قرآن شریف کو تمام روایاتِ قرائت کے ساتھ پڑھتے تھے۔ایک مرتبہ آپ نے سفر کا ارادہ کیا تلامذہ اور مریدین کی جماعت میں سے بہت سے آدمی آپ کے ساتھ ہولئے جن میں حضرت جنید بغدادیؒ اور حضرت شبلیؒ بھی ہیں۔حضرت شبلیؒ کا بیان ہے کہ ہمارا قافلہ خدائے تعالی کے فضل وکرم سے نہایت امن وامان اور آرام واطمینان کے ساتھ منزل بمنزل مقصود کی طرف بڑھ رہا تھا کہ ہمارا گذر عیسائیوں کی ایک بستی پر ہوا نماز کا وقت ہو چکا تھا لیکن پانی موجود نہ ہونے کی وجہ سے اب تک ادا نہ کر سکے تھے۔بستی میں پہنچ کر پانی کی تلاش ہوئی ہم نے بستی کا چکر لگایا اس دوران میں ہم چند مندروں اور گرجا گھروں پر پہنچے جن میں آفتاب پرستوں، یہودیوں اور صلیب پرست نصرانیوں کے رہبان اور پادریوں کا مجمع تھا کوئی آفتاب کو پوجتا اور کوئی آگ کو ڈنڈوت کرتا تھا۔اور کوئی صلیب کو اپنا قبلہ حاجات بنائے ہوئے تھا ہم یہ دیکھ کر متعجب ہوئے اور لوگوں کی کم عقلی اور گمراہی پر حیرت کرتے ہوئے آگے بڑھے آخر گھومتے گھومتے بستی کے کنارہ ایک کنویں پر پہنچے جس پر چند نوجوان لڑکیاں پانی پلارہی تھیں اتفاق سے شیخ مرشد ابوعبداللہ اندلسی کی نظر ان میں سے ایک لڑکی پر پڑی جو اپنے خداداد حسن وجمال میں سب ہمجولیوں سے ممتاز ہونے کے ساتھ زیور اور لباس سے آراستہ تھی۔شیخ کی اس سے آنکھیں چار ہوتے ہی حالت دگرگوں ہونے لگی، چہرہ بدلنے لگا اس انتشار طبع کی حالت میں شیخ اس کی ہم جولیوں سے مخاطب ہوکر کہنے لگے یہ کس کی لڑکی ہے؟

لڑکیاں: یہ اس بستی کے سردار کی لڑکی ہے۔

شیخ:۔ پھر اس کے باپ نے اس کو اتنا ذلیل کیوں بنا رکھا ہے کہ کنویں سے خود ہی پانی بھرتی ہے۔ کیا وہ اس کے لئے کوئی ماما نوکر نہیں رکھ سکتا جو اس کی خدمت کرے

لڑکیاں:۔ کیوں نہیں، مگر اس کا باپ ایک نہایت عقیل اور فہیم آدمی ہے اس کا مقصود یہ ہے کہ لڑکی اپنے باپ کے مال و متاع حشم و خدم پر غرہ ہو کر کہیں اپنے فطری اخلاق خراب نہ کر بیٹھے اور نکاح کے بعد شوہر کے یہاں جا کر اس کی خدمت میں کوئی قصور نہ کرے۔

حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ شیخ اس کے بعد سر جھکا کر بیٹھ گئے اور تین دن کامل اس پر گذر گئے کہ نہ کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں اور نہ کسی سے کلام کرتے ہیں البتہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو نماز ادا کر لیتے ہیں۔ مریدین اور تلامذہ کی کثیر التعداد جماعت ان کے ساتھ ہے لیکن سخت ضیق میں ہے کوئی تدبیر نظر نہیں آتی۔

حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ تیسرے دن میں نے یہ حالت دیکھ کر پیش قدمی کی اور عرض کیا کہ اے شیخ! آپ کے مریدین آپ کے اس مستمر سکوت سے متعجب اور پریشان ہیں کچھ تو فرمائیے کیا ہے۔

حضرت شبلیؒ:۔ (قوم کی طرف متوجہ ہو کر) میرے عزیزو! میں اپنی حالت تم سے کب تک چھپاؤں پرسوں میں نے جس لڑکی کو دیکھا ہے اس کی محبت مجھ پر اتنی غالب آچکی ہے کہ میرے تمام اعضاء و جوارح پر اسی کا تسلط ہے۔ اب کسی طرح ممکن نہیں کہ اس سرزمین کو میں چھوڑ دوں۔

شیخؒ:۔ میرے عزیز! میرا اور تمہارا نصیب تقدیر خداوندی ہو چکی ہے مجھ سے ولایت کا لباس سلب کر لیا گیا ہے اور ہدایت کی علامات اٹھا لی گئیں۔ یہ کہہ کر رونا شروع کیا اور کہا ’’اے میری قوم! قضاء قدر نافذ ہو چکی ہے اب کام میرے بس کا نہیں‘‘

حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں اس عجیب واقعہ پر سخت تعجب ہوا اور حسرت سے رونا شروع کیا، شیخ بھی ہمارے ساتھ رو رہے تھے یہاں تک کہ زمین آنسوؤں کے امنڈ آنے والے سیلاب سے تر ہو گئی۔ اس کے بعد ہم مجبور ہو کر اپنے وطن بغداد کی طرف لوٹے لوگ ہمارے آنے کی خبر سن کر شیخ کی زیارت کے لئے شہر سے باہر آئے اور شیخ کو ہمارے ساتھ نہ دیکھ کر سبب دریافت کیا ہم نے سارا واقعہ بیان کیا سن کر لوگوں میں کہرام مچ گیا شیخ کے مریدوں میں سے کثیر التعداد جماعت اسی غم و حسرت میں اسی وقت عالم آخرت کو سدھار گئی۔ اور باقی لوگ گڑگڑا کر خدائے بے نیاز کی بارگاہ میں دعائیں کر رہے ہیں کہ اے مقلب القلوب! شیخ کو ہدایت کر اور پھر اپنے مرتبہ پر لوٹا دے۔ اس کے بعد تمام خانقاہیں بند ہو گئیں اور ہم ایک سال تک اسی حسرت و افسوس میں شیخ کے فراق میں لوٹتے رہے۔ ایک سال کے بعد جب مریدوں نے ارادہ کیا کہ چل کر شیخ کی خبر لیں کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں تو ہماری ایک جماعت نے سفر کیا اور اس گاؤں میں پہنچ کر وہاں کے لوگوں سے شیخ کا حال دریافت کیا۔

گاؤں والے:۔ وہ جنگل میں سور چرا رہا ہے۔

ہم:۔ خدا کی پناہ یہ کیا ہوا۔

گاؤں والے:۔ اس نے سردار کی لڑکی سے منگنی کی تھی اس کے باپ نے اس شرط پر منظور کر لیا اور وہ جنگل میں سور چرانے کی خدمت پر مامور ہے۔

ہم یہ سن کر ششدر رہ گئے اور غم سے ہمارے کلیجے پھٹنے لگے آنکھوں سے بیساختہ آنسوؤں کا طوفان امنڈنے لگا۔ بمشکل دل تھام کر اس جنگل میں پہنچے جہاں وہ سور چرا رہے تھے۔ دیکھا تو شیخ کے سر پر نصاریٰ کی ٹوپی ہے اور کمر میں زنار

باندھی ہوئی ہے۔اوراس عصاء پر ٹیک لگائے ہوئے خنزیروں کے سامنے کھڑے ہیں جس سے وعظ اور خطبہ کے وقت سہارا لیا کرتے تھے جس نے ہمارے زخموں پر نمک پاشی کا کام کیا۔شیخ نے ہمیں اپنی طرف آتے دیکھ کر سر جھکا لیا۔ہم نے قریب پہنچ کر ''السلام علیکم'' کہا۔

شیخؒ :۔ (کسی قدر دبی زبان سے) ''وعلیکم السلام''

شبلیؒ :۔ اے شیخ! اس علم وفضل اور حدیث وتفسیر کے ہوتے ہوئے آج تمہارا کیا حال ہے؟۔

شیخؒ :۔ میرے بھائیو! میں اپنے اختیار میں نہیں میرے مولی نے مجھے جیسا چاہا ویسا کر دیا۔اور اس قدر مقرب بنانے کے بعد جب چاہا کہ مجھے اپنے دروازہ سے دور پھینک دے تو پھر اس کی قضا کو کون ٹالنے والا ہے۔اے عزیزو! خدائے بے نیاز کے قہر وغضب سے ڈرو، اپنے علم وفضل پر مغرور نہ ہو، اس کے بعد آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا ''اے میرے مولی! میرا گمان تو تیرے بارے میں ایسا نہ تھا کہ تو مجھ کو ذلیل وخوار کر کے اپنے دروازہ سے نکال دیگا'' یہ کہہ کر خدائے تعالی سے استغاثہ کرنا اور رونا شروع کر دیا۔(میرے والد صاحب اس قصہ کو سناتے وقت یہ شعر بھی شیخ کی طرف سے پڑھا کرتے تھے۔

بے نیازی نے تری اے کبریا
مجھ غریب وختہ کو کیا کیا کیا

(غالباً یہ کسی عربی شعر کا ترجمہ اردو داں شاعر نے کیا ہوگا) اور شیخ نے آواز دے کر کہا کہ اے شبلی! اپنے غیر کو دیکھ کر عبرت حاصل کر (حدیث میں ہے ''**السعید من وعظ بغیرہ**'' یعنی نیک بخت وہ ہے جو دوسروں کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرے)

شبلیؒ :۔ (رونے کی وجہ سے لکنت کرتی ہوئی آواز سے نہایت دردناک لہجہ میں) ''اے ہمارے پروردگار ہم تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں اور تجھ ہی سے استغاثہ کرتے ہیں ہر کام میں ہم کو تیرا ہی بھروسہ ہے۔ہم سے یہ مصیبت دور کر دے کہ تیرے سوا کوئی دفع کرنے والا نہیں''۔

خنزیران کا رونا اور ان کا دردناک آواز سنتے ہی سب کے سب وہیں جمع ہو گئے اور زمین پر مرغ بسمل کی طرح لوٹنا تڑپنا اور چلانا شروع کر دیا اور اس زور سے چیخے کہ ان کی آواز سے جنگل اور پہاڑ گونج اٹھے۔یہ میدان، میدانِ حشر کا نمونہ بن گیا، ادھر شیخ حسرت کے عالم میں زار زار رو رہے تھے۔

حضرت شبلیؒ :۔ شیخ! آپ حافظ قرآن تھے اور قرآن کو ساتوں قرائت سے پڑھا کرتے تھے اب بھی اس کی کوئی آیت یاد ہے؟

شیخ :۔ اے عزیز مجھے قرآن میں دو آیت کے سوا کچھ یاد نہیں رہا۔

حضرت شبلیؒ :۔ وہ دو آیتیں کونسی ہیں؟

شیخ :۔ ایک تو یہ ہے ''ومن یھن اللہ فمالہ من مکرم ان اللہ یفعل ما یشآء'' (جس کو اللہ ذلیل کرتا ہے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں، بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے) اور دوسری یہ ہے ''ومن یتبدل الکفر بالایمان فقد ضل سواء السبیل'' (جس نے ایمان کے بدلہ میں کفر اختیار کیا تحقیق وہ سیدھے راستے سے گمراہ ہو گیا)

شبلیؒ :۔ اے شیخ! آپ کو تیس ہزار حدیثیں مع اسناد کے برزبان یاد تھیں اب ان میں سے بھی کوئی یاد ہے؟۔

شیخ :۔ صرف ایک حدیث یاد ہے یعنی ''من بدل دینہ فاقتلوہ'' (جو شخص اپنا دین بدل ڈالے تو اس کو قتل کر ڈالو)

شبلیؒ :۔ ہم یہ حال دیکھ کر بصد حسرت و یاس شیخ کو وہیں چھوڑ کر واپس ہوئے اور بغداد کا قصد کیا ابھی تین منزل طئے کرنے پائے تھے کہ تیسرے روز اچانک شیخ کو اپنے آگے دیکھا کہ نہر سے غسل کر کے نکل رہے ہیں اور بآواز بلند شہادتین ''اشھد ان الا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ پڑھتے جاتے تھے۔اس وقت ہماری مسرت کا اندازہ وہی شخص کرسکتا ہے جس کو اس سے پہلے ہماری مصیبت اور حسرت و یاس کا اندازہ ہو۔

شیخؒ :۔ (قریب پہنچ کر) ''مجھے ایک پاک کپڑا دو''۔اور کپڑا لے کر سب سے پہلے نماز کی نیت باندھی، ہم منتظر ہیں کہ شیخ نماز سے فارغ ہوں تو مفصل واقعہ سنیں تھوڑی دیر کے بعد شیخ نماز سے فارغ ہوئے اور ہماری طرف متوجہ ہوکر بیٹھ گئے۔

ہم:۔ اس خدائے قدیر و علیم کا ہزار ہزار شکر جس نے آپ کو ہم سے ملایا، اور ہماری جماعت کا شیرازہ بکھر جانے کے بعد پھر درست فرما دیا۔مگر ذرا بیان تو فرمایئے کہ اس انکارِ شدید کے بعد پھر آپ کا آنا کیسے ہوا؟

شیخ:۔ میرے دوستو! جب تم مجھے چھوڑ کر واپس ہوئے تو میں نے گڑ گڑا کر اللہ تعالی سے دعا کی کہ خداوند مجھے اس جنجال سے نجات دے میں تیرا خطا کار بندہ ہوں اس سمیع الدعا نے بایں ہمہ میری آواز سن لی اور میرے سارے گناہ محو کر دیئے۔

ہم:۔ کیا آپ کے اس ابتلاء (آزمائش) کا کوئی سبب تھا؟

شیخ:۔ ہاں جب ہم گاؤں میں اترے اور بت خانوں اور گرجا گھروں پر ہمارا گذر ہوا آتش پرستوں اور صلیب پرستوں کو غیر اللہ کی عبادت میں مشغول دیکھ کر میرے دل میں تکبر اور بڑائی پیدا ہوئی کہ ہم مومن اور موحد ہیں اور یہ کمبخت کیسے جاہل و احمق ہیں کہ

بے حس و بے شعور چیزوں کی پرستش کرتے ہیں۔ مجھے اسی وقت ایک غیبی آواز دی گئی کہ یہ ایمان و توحید کچھ تمہارا ذاتی کمال نہیں کہ سب کچھ ہمارے توفیق سے ہے، کیا تم اپنے ایمان کو اپنے اختیار میں سمجھتے ہو جوان کو حقیر سمجھتے ہو، اور اگر تم چاہو تو ہم تمہیں ابھی بتلا دیں، اور مجھے اسی وقت یہ احساس ہوا کہ گویا ایک جانور میرے قلب سے نکل کر اڑ گیا ہے جو در حقیقت ایمان تھا۔

حضرت شبلیؒ :۔ اس کے بعد ہمارا قافلہ نہایت خوشی اور کامیابی کے ساتھ بغداد پہونچا سب مریدین شیخ کی زیارت اور ان کے دوبارہ قبولِ اسلام سے خوشیاں منا رہے ہیں۔خانقاہیں اور حجرے کھول دیئے گئے۔بادشاہِ وقت شیخ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا اور کچھ ہدایا پیش کئے۔شیخ پھر اپنے قدیم شغل میں مشغول ہوگئے اور پھر وہی حدیث و تفسیر وعظ و تذکیر تعلیم و تربیت کا دور شروع ہوگیا۔خداوند عالم نے شیخ کو بھولا ہوا علم پھر عطا فرما دیا بلکہ اب نسبتاً پہلے سے ہر علم و فن میں ترقی ہوئی۔تلامذہ کی تعداد چالیس ہزار اور اسی حالت میں ایک مدت گذر گئی۔ایک روز ہم صبح کی نماز پڑھ کر شیخ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک کسی شخص نے حجرہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔میں دروازہ پر گیا تو دیکھا کہ ایک شخص سیاہ کپڑوں میں لپٹا ہوا کھڑا ہے۔

میں:۔ آپ کون ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ کیا مقصود ہے؟

آنے والا:۔ اپنے شیخ سے کہدو کہ وہ لڑکی جس کو آپ فلاں گاؤں میں (اس گاؤں کا نام لیکر جس میں شیخ مبتلا ہوئے تھے) چھوڑ کر آئے تھے آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہے۔سچ ہے جب کوئی خدا تعالی کا ہو رہتا ہے تو سارا جہاں اس کا ہو جاتا ہے اور جو اللہ سے منہ موڑ لیتا ہے تو ہر چیز اس سے منہ موڑ لیتی ہے۔

چوں از وگشتی ہمہ چیز از تو گشت

میں شیخ کے پاس گیا واقعہ بیان کیا، شیخ سنتے ہی زرد ہو گئے اور خوف سے کانپنے لگے۔اس کے بعد اس کو اندر آنے کی اجازت دی،لڑکی شیخ کو دیکھتے ہی زار زار رو رہی ہے،شدتِ گریہ دم لینے کی اجازت نہیں دیتا کہ کچھ کلام کرے۔

شیخ :۔ (لڑکی سے خطاب کرکے) تمہارا یہاں کیسے آنا ہوا اور یہاں تک تمہیں کس نے پہنچایا؟

لڑکی :۔ اے میرے سردار جب آپ ہمارے گاؤں سے رخصت ہوئے اور مجھے خبر ملی تو میری بے چینی اور بے قراری جس حد کو پہنچی اس کو کچھ میرا دل ہی جانتا ہے نہ بھوک رہی نہ پیاس ،نیند تو کہاں آتی ۔میں رات بھر اسی اضطراب میں رہ کر صبح کے قریب ذرا لیٹ گئی۔اور اس وقت مجھ پر کچھ غنودگی سی غالب ہوئی۔اور اسی غنودگی میں میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ اگر تو مومنات میں داخل ہونا چاہتی ہے تو بتوں کی عبادت چھوڑ دے اور شیخ کا اتباع کر اور اپنے دین سے توبہ کرکے شیخ کے دین میں داخل ہوجا۔

میں :۔(اسی عالم خواب میں اس شخص کو خطاب کرکے) شیخ کا دین کیا ہے؟

شخص:۔اس کا دین اسلام ہے

میں :۔اسلام کیا چیز ہے؟

شخص:۔اس بات کی دل اور زبان سے گواہی دینا کہ خدا تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے برحق رسول اور پیغمبر ہیں۔

میں :۔تو اچھا میں شیخ کے پاس کس طرح پہنچ سکتی ہوں؟

شخص:۔ذرا آنکھیں بند کرلو اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دو۔

میں :۔’’بہت اچھا‘‘ یہ کہا اور کھڑی ہوگئی اور ہاتھ اس شخص کے ہاتھ میں دیدیا۔

شخص :۔میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھوڑی دور چل کر بولے ’’بس کھولدو‘‘ میں نے آنکھیں کھولیں،اپنے کو دجلہ (ایک نہر جو بغد کے نیچے بہتی ہے) کے کنارے پایا اب میں متحیر ہوں اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی ہوں کہ میں چند منٹوں میں کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔اس شخ نے آپ کے حجرہ کی طرف اشارہ کرکے کہا ’’یہ سامنے شیخ کا حجر ہے وہاں چلی جاؤ اور شیخ سے کہدو کہ آپ کا بھائی خضر (علیہ السلام) آپ کو سلام کہتا ہے‘‘ میں اس شخص کے اشارہ کے موافق پہنچ گئی اور اب آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں مجھے مسلمان کر لیجئے۔

شیخ نے اس کو مسلمان کرکے اپنے پڑوسیوں کے ایک حجرہ میں ٹھہرا دیا کہ یہاں عبادت کرتی رہو۔لڑکی عبادت میں مشغول ہوگئی اور زہد وعبادت میں اپنے اکثر اقرباء سے سبقت لے گئی۔دن بھر روز رکھتی اور رات بھر اپنے مالک بے نیاز کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی رہتی۔محنت سے بدن ڈھل گیا،ہڈی اور چمڑے کے سوا کچھ نظر نہیں آتا،آخر اسی میں مریض ہوگئی،اور مرض اتنا ممتد ہوا کہ موت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔اور اب اس مسافر آخرت کے دل میں اس کے سوا کوئی حسرت باقی نہیں کہ ایک مرتبہ شیخ کی زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرلے۔کیونکہ جس وقت سے اس حجرہ میں مقیم ہے نہ شیخ نے اس کو دیکھا ہے اور نہ یہی شیخ کی زیارت کر سکی جس سے آپ چند گھڑی کے مہمان کی حسرت ویاس کا اندازہ کر سکتے ہیں۔آخر شیخ کو کہلا بھیجا کہ موت سے پہلے ایک مرتبہ میرے پاس ہو جائیں۔

شیخ یہ سن کر فوراً تشریف لائے۔جاں بلب لڑکی حسرت بھری نگاہوں سے شیخ کی طرف دیکھنا چاہتی ہے مگر آنسوؤں میں ڈبڈبائی ہوئی آنکھیں اسے ایک نظر بھر کر دیکھنے کی مہلت نہیں دیتیں۔آنسوؤں کا ایک تار بندھا ہوا ہے مگر ضعف سے بولنے

کی اجازت نہیں، لیکن اس کی زبان بے زبانی یہ کہہ رہی ہے ۔

دم آخر ہے ظالم دیکھ لینے دے نظر بھر کر
سدا پھر دیدۂ تر کرتے رہنا اشک افشانی

آخرلڑکھڑائی ہوئی زبان اور بیٹھی ہوئی آواز سے اتنا لفظ کہا ''السلام علیکم''

شیخ :۔ (شفقت آمیز آواز سے) تم گھبراؤ نہیں، انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ہماری ملاقات جنت میں ہونے والی ہے۔

لڑکی شیخ کے ناصحانہ کلمات سے متاثر ہوکر خاموش ہوگئی اور اب یہ خاموشی ممتد ہوئی کہ یہ مہر سکوت صبح قیامت سے پہلے نہ ٹوٹے گی۔اس پر کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ مسافر آخرت نے اس دار فانی کو خیر باد کہا۔

شیخ اس کی وفات پر آبدیدہ ہیں۔مگران کی حیات بھی دنیا میں چندروز سے زائد نہیں رہی ۔حضرت شبلیؒ کا بیان ہے کہ چند ہی روز کے بعد شیخ اس عالم فانی سے رخصت ہوئے کچھ دنوں کے بعد شیخ کو خواب میں دیکھا کہ جنت کے ایک پر فضاء باغ میں مقیم ہیں اور ستر حوروں سے آپ کا نکاح ہوا جن میں پہلی وہ عورت جس کے ساتھ نکاح ہوا یہی لڑکی ہے اور اب وہ دونوں ابدالآباد جنت کی بیش قیمت نعمتوں میں خوش وخرم ہیں۔

ذلك فضل الله يئو تيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم

حضرت تھانویؒ نے اس کے بعد انفاسِ عیسیٰ میں نقل کیا ہے کہ جب یہ حال ہے تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس وقت جو ہماری حالت درست ہے وہ ہمارے مستقل اختیار سے ہے۔علاوہ اس کے یہ بھی تو سمجھنا چاہئیے کہ اگر کوئی شخص بہت حسین ہومگر وہ اپنے چہرہ پر کالک مل لے تو اس کا قدرتی حسن حقیقۃً زائل نہ ہوجائے گا۔اسی

طرح اگر کوئی شخص بدشکل ہومگر وہ پاؤڈر مل لے تو کیا وہ حسین ہوجائیگا؟ تو بعض لوگوں کا ایمان ایسا ہی ہوتا ہے جیسا پاؤڈر، ایسے بعض لوگوں کا کفر ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کالک جب ذرا ہٹا تو اصل رنگ عود کر آیا۔اور اس کا ہٹ جانا اپنے مستقل اختیار میں نہیں ۔یہ حق تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔تو پھر کیا زیبا ہے کہ آدمی اپنی حالت پر ناز کرے اور دوسروں کو حقیر سمجھے۔

ایثار وقربانی
انبیاء علیہم السلام کی صفات ہیں

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ویوثرون علی انفسھم ولوکان بھم خصاصہ ۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور جمیع انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی صفات خاص ہیں۔ایثار وقربانی، یعنی اپنی ذات اور اپنے وجود کے مقابلہ میں دوسرے کو ترجیح دینا اور نفع پہونچانا۔جیسا کہ احادیث میں آتا ہے کہ حبیب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات خود بھوکے رہتے اور دوسروں کو اپنے حصے کا کھانا کھلا دیتے۔غزوۂ خندق کے موقع پر بعض صحابہ کرام نے اپنے پیٹ پر بھوک کی شدت سے پتھر باندھ لئے۔جب سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کی شکایت کی تو آپ نے اپنا شکم مبارک کھول کر دکھایا معلوم ہوا کہ سب نے ایک ایک پتھر باندھا ہے لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پتھر باندھ رکھے ہیں۔یہ ایثار وقربانی کی عجیب وغریب مثال ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ کی صحبتِ مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں جو حضرات حاضر رہتے ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایثار وقربانی کے جذبہ اور دولت

سے مالا مال فرمایا تھا۔یہی وجہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درج بالا آیت نازل ہوئی جس میں ایک صحابی کے ایثار کا خصوصی تذکرہ ہے کہ کھانا کم ہونے کی وجہ سے چراغ اس لئے گل کر دیا کہ مہمان اندھیرے میں کھانا کھالے اور خود زبان سے چپ چپ کرتے رہے۔اللہ تعالیٰ کو یہ ادا ایسی پسند آئی کہ صحابی کے اس عمل کو قرآنِ مجید کا حصہ بنا دیا۔اللہ اکبر۔

دوستو! میں اکثر یہ بات کہا کرتا ہوں کہ سالک کو جب تک سنتوں پر اور حضور سرورِ کائنات کی اداؤں پر عمل کی توفیق نہ ہو اور سنتوں پر عمل عادتِ ثانیہ نہ بن جائے ۔اس وقت تک مقام احسان حاصل نہیں ہوسکتا۔اسی طرح سالک کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں جذبہ ایثار وقربانی بدرجہ اتم موجود ہو۔میں نے اپنے دادا جان کو دیکھا کہ اکثر کھانے پینے کی چیزیں اور استعمال کی دوسری چیزیں اپنے ساتھ رہنے والوں کو دیدیا کرتے تھے حالانکہ اس کی ضرورت خود ان کو بھی شدت سے ہوا کرتی تھی۔

ڈاکٹر قاری محمد محبوب رحمانی کلکتہ

الحمد للہ بندہ کے دوستوں اور متعلقین میں بھی ایسے احباب موجود ہیں جو جذبہ ایثار وقربانی سے متصف ہیں۔تحدیث نعمت کے طور پر ذکر کرتا ہوں اور اپنی مجلس میں خصوصاً اس لئے ذکر کرتا ہوں تا کہ دوسروں میں بھی یہ جذبہ آجائے۔گذشتہ سال آٹھ دن کا تبلیغی اور اصلاحی سفر کلکتہ اور مغربی بنگال کا ہوا اس وقت بندہ نے مشاہدہ کیا کہ عزیزم ڈاکٹر قاری محمد محبوب رحمانی زید قدرہ (چیئرمین آل انڈیا تحفظ ختم نبوت فاؤنڈیشن کلکتہ) اس مبارک جذبہ سے سرشار ہیں۔اپنے دوستوں اور

رشتہ داروں اور گھر والوں پر بہت سے اہم معاملات میں ایثار وقربانی سے کام لیتے ہیں۔ اللہ تعالی ان کی حفاظت فرمائے اور ریا کاری سے بچا کر سلف وصالحین کے نقشِ قدم پر چلائے۔ مجھے ان کے اس عمل سے قلبی خوشی اور مسرت ہوئی کہ یہ جذبہ صادق تو انبیاء علیہم السلام ،صحابہ کرام اور اولیاء عظام کا خاصہ ہے۔ اللہ تعالی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ اور خوب خوب نوازے ان کے ساتھی جناب قاضی امیر الزماں صاحب بھی بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں اللہ تعالی ان کی حفاظت فرمائے دنیا وآخرت میں بھلائی عطا فرمائے۔ آمین۔ (محمد ادریس حبان رحیمی)

صبر پر اولیاء کے اقوال

حضرت ذوالنون مصریؒ:۔ فرماتے ہیں کہ احکام الٰہیہ کی مخالفت سے دور ہونا، مصیبت کے رنج والم سہتے ہوئے پر سکون ہونے اور حالت فقر میں غنا کے ظاہر کرنے کا نام صبر ہے۔

حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو ارشاد فرمایا کہ سونے کا آگ سے امتحان کیا جاتا ہے اور ایماندار بندہ کا امتحان مصیبت سے ہوتا ہے پس جب اللہ تعالی کسی قوم کو محبوب بناتا ہے تو ان کو مبتلائے مصیبت کر کے امتحان لیتا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق ؓ فرماتے ہیں مصیبت میں صبر کرنا مشکل ہے مگر صبر کا ثواب ضائع نہ ہونے دینا مشکل ترین ہے۔

فضیل بن عیاضؒ نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالی اپنے مومن بندے پر متواتر بلا نازل کرتا ہے یہاں تک کہ وہ بغیر گناہ کے چلتا پھرتا ہے۔

ابو طالبؒ مکی نے فرمایا تین باتیں اعلی ترین ذخائر میں سے ہیں۔

۱۔ تکالیف کا پوشیدہ رکھنا ۲۔ مصائب کا مخفی رکھنا ۳۔ صدقہ کو مخفی رکھنا۔

امام بغوی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ ”ہر اطاعت گذار کو ناپ تول کر ثواب دیا جائے گا سوائے صابروں کے کہ ان پر تو لپ بھر بھر کر ثواب پھینکا جائیگا۔“

(سکون قلب، ص ۱۷۱، با ہتمام: مولانا انیس الرحمان قاسمی)

محبوب کی چیزیں بھی محبوب بن جاتی ہیں

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے محبت کرنے کا طریقہ سکھایا ہے۔فرمایا”ان کنتم تحبو ن اللہ فاتبعو نی یحببکم اللہ “ اے پیارے محبوب کہد یجئے اگر کوئی ہم سے محبت کرنا چاہے تو وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے......تو وہ ایسا ہی ہے جیسے وہ اللہ سے محبت کرتا ہے۔یہ معیار ہے۔یعنی اللہ کے محبوب اور دلارے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ۔اب اگر کوئی اللہ سے محبت کرنا چاہے تو پہلے اللہ کے محبوب سے محبت کرے اس کے طفیل اور برکت سے اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہوتی ہے اسی طرح ......میں اپنے دوستوں اور متعلقین سے کہا کرتا ہوں کہ اگر اللہ اور اس کے سول سے محبت کرنا ہو تو اپنے پیر یا شیخ یا استاد محترم یا اپنے والدین سے محبت کرو۔تو اس کے طفیل اللہ کی اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب ہوگی۔

سالک کے لئے تو یہ ضروری ہے کہ اپنے دل میں جھانکے کہ اس کو اپنے پیرو مرشد سے کتنی محبت ہے بس اتنی ہی محبت اللہ اور ورسول سے بھی ہے۔اس لئے کہ پیرومرشد کی محبت اللہ ہی کے لئے ہے۔پیرومرشد سے محبت بھی رسول پاک سے محبت کا مظہر ہے۔اللہ تعالیٰ کے احکام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے محبت ہے تو پیرومرشد اور شیخ سے بھی محبت ہے۔

سالک کو جب اللہ تعالیٰ اپنی راہ کے لئے قبول کرتے ہیں تو سب سے پہلے اسے فنا فی اللہ کا مقام حاصل ہوتا ہے۔اس کے بعد فنا فی الرسول ۔بعدہ فنا فی اللہ کی دولت لازوال حاصل ہوتی ہے۔

جیسا کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ مدینہ کے باہر جھاڑیوں کے

قریب ذکر کرتے تھے ایک بار دیکھا کہ شیخ الاسلام کے ہاتھ پاؤں امام ربانی جیسے ہوگئے ۔تو اپنے دانت سے کاٹ کر دیکھا کہ یہ اعضاء میرے ہی ہیں؟ تو کاٹنے سے تکلیف محسوس ہوئی ۔شیخ الاسلامؒ نے یہ کیفیت امام ربانیؒ قطبِ عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو لکھ کر بھیجی ۔حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا۔مبارک ہو کہ یہ فنا فی الشیخ کا مقام ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کے اعضاء وجوارح پر بھی ظاہر فرما دیا کہ یہ بات یاد رکھئے کہ فنائیت بغیر محبت کے حاصل نہیں ہوتی اور محبت بھی عشق کے درجے میں ہو۔

محبّ العلماء حضرت مولانا محمد شمشاد قاسمی صاحب جدہ

علماء کرام اور مشائخ عظام سے محبت بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب ہونے کی علامت ہے۔ ہندوستان کے ایک ایسے عالمِ دین ہیں جو واقعتاً محبّ العلماء ہیں۔ ہندوستان کے اکابر اولیاء اور علماء کی ایک بڑی تعداد سے وہ محبت کرتے ہیں اور علماء واکابر بھی ان کو اسی درجہ محبوب رکھتے ہیں۔ وہ خوش قسمت اور صاحب نصیب حضرت مولانا محمد شمشاد صاحب قاسمی ہیں۔ دیکھنے میں تاجر ہیں لیکن دل اللہ کی محبت میں رنگا ہوا ہے۔ فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ فقیہ الاسلام حضرت مولانا مجاہد الاسلامؒ، مفتی مظفر حسین صاحبؒ، حضرت مولانا علی میاں صاحب ندویؒ، حضرت قاری صدیق صاحب باندویؒ، حضرت شاہ ابرار الحق صاحبؒ، حضرت مولانا انظر شاہ صاحبؒ حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مدظلہ اور نہ معلوم کتنے اکابرین کے دلوں میں مولانا شمشاد صاحب بیٹھے ہیں۔ حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں کہ کسی اللہ والے کے دل میں جگہ بنالو محبوبِ خدا بن جاؤ گے۔

بندہ اپنی مجلس میں دوستوں سے اکثر اس بات کا ذکر کرتا ہے کہ کسی انسان کے اچھا اور برا ہونے کی کسوٹی یہ ہے کہ اس کے اطراف یا اس کی مجلس یا اس کے آس پاس دیکھو کیسے لوگوں سے تعلق رکھتا ہے۔

ما شاء اللہ حضرت مولانا قاسمی صاحب جدہ میں رہتے ہیں۔ آپ کے دسترخوان پر علماء کی ایک بڑی تعداد شریک طعام رہتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء مبارکہ ہے کہ ”اکل طعامکم الابرار“ نیک اور صالحین آپ کے دسترخوان پر پیٹھ کر کھائیں یہ بھی علامت ہے۔ محبوبیت کی، مقبولیت کی، اور نیک وسچے تاجر کا مقام اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت اونچا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ سچا اور ایمان دار تاجر روزِ قیامت میں صدیقین شہداء اور انبیاء وصالحین کے ساتھ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی حفاظت فرمائے۔ ایسے حضرات ملتِ اسلامیہ کا سرمایہ افتخار ہیں۔ ایسے حضرات کے لئے دعائے خیر کرنا ان کا دینی واخروی حق ہے۔

سالک میں اس صفت کا ہونا بھی ضروری ہے کہ وہ صرف دوسروں کے دسترخوان پر کھانے والا نہ ہو۔ بلکہ حسبِ استطاعت اپنے دسترخوان کو بھی وسیع کرے۔ کیوں کہ کھانا کھلانا پانی پلانا۔ اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علے وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کھانا کھلاؤ جنت میں داخل ہوجاؤ۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (محمد ادریس حبان رحیمی)

تمام فرشتوں میں
حضرت عزرائیل علیہ السلام سخت مزاج ہیں

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں جب اللہ عزوجل نے ارادہ کیا کہ آدمؑ کو پیدا کریں تو حاملین عرش میں سے ایک فرشتہ کو زمین سے خاک لینے کے لئے بھیجا۔ جب وہ (خاک) اٹھانے کے لئے جھکا تو زمین نے کہا میں تجھ سے اس ذات کے وسیلہ سے سوال کرتی ہوں جس نے تجھے بھیجا ہے تو آج مجھ سے کچھ خاک نہ اٹھا جو کل کو اس سے دوزخ کا حصہ بنے تو اس (فرشتہ) نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر جب وہ اپنے رب کے پاس پہنچا تو اللہ تعالی نے فرمایا جس کے متعلق میں نے تجھے حکم دیا تھا اس کے لانے سے تجھے کس چیز نے روکا ہے؟۔ عرض کیا اس نے مجھے آپ کا واسطہ دیا تو میں اس سے ڈر گیا جس نے آپ کے وسیلہ سے سوال کیا ہے میں اسے مایوس کردوں؟ آپ کسی اور کو روانہ کریں۔ تو زمین نے ان سے بھی یہی کہا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے سب (حاملین عرش) کو (باری باری) روانہ کیا (ان کے بعد) اللہ تعالی نے ملک الموت کو بھیجا تو زمین نے اسے بھی ویسا ہی کہا، تو اس نے جواب دیا جس نے مجھے بھیجا ہے وہ پیروی کے لئے تجھ سے زیادہ مستحق ہے، تو اس نے پشت زمین سے پاکیزہ اور پلید ہر قسم کی خاک اٹھالی اور اسے رب تعالی کی خدمت میں پیش کیا۔

پس اللہ تعالی نے اس (پاکیزہ) خاک پر جنت کا پانی ڈالا تو وہ سڑے ہوئے گارے سے بجتی ہوئی مٹی بن گئی اسی سے حضرت آدم (کے ڈھانچہ) کو پیدا کیا گیا۔

حضرت ابو مالکؒ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے زمین کی طرف اس کی خاک لانے کے لئے حضرت جبرائیلؑ کو حکم دیا تو زمین نے کہا میں آپ سے اللہ تعالی کی پناہ لیتی ہوں کہ تو مجھ سے لیکر کم کرے، تو وہ لوٹ گئے اور کچھ نہ لیا اور کہا اے میرے پرودگار اس نے آپ کے ساتھ پناہ مانگی تو میں نے اسے پناہ دے دی۔ پھر اسی طرح میکائیل کو بھیجا، پھر ملک الموت کو بھیجا تو اس نے اس سے بھی پناہ مانگی تو انہوں نے کہا میں بھی اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں (خالی) لوٹ جاؤں اور اس کا حکم پورا نہ کروں تو انہوں نے زمین سے (مٹی) اٹھالی۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ فرشتوں میں حضرت عزرائیل علیہ السلام بہت سخت مزاج ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالی نے ان کو ارواح قبض کرنے پر مقرر فرمایا ہے۔

(ابن جریرؒ، الاسماء والصفات امام بیہقی، ابن عساکر، فرشتوں کے عجیب حالات، علامہ جلال الدین سیوطیؒ ص ٦٦)

سالکین کو ہر وقت یاد رکھنا چاہئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا موت کو دن میں کم از کم ستر مرتبہ یاد کرنا چاہئے۔ افرشتوں کو اللہ تعالی نے نفس اور دل نہیں دیا اس لئے فرشتوں کو سخت دل نہیں کہہ سکتے، بلکہ مزاج کے اعتبار سے سخت کہا جاسکتا ہے۔

(محمد ادریس حبان رحیمی)

دنیا میں تنگدستی کی حقیقت

امام احمدؒ نے نوف بکالی سے ایک عجیب حکایت نقل فرمائی ہے فرمایا کہ ایک مرتبہ دو شخص مچھلیوں کے شکار کی غرض سے نکلے۔ان میں ایک کافر تھا اور دوسرا مسلمان، کافر اپنا جال ڈالتے وقت اپنے معبود کا نام لیتا جس کی وجہ سے اس کا جال مچھلیوں سے بھر جاتا اور مسلمان اپنا جال ڈالتے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لیتا لیکن کوئی مچھلی اس کے ہاتھ نہ آتی، آخر کار ایک مچھلی مسلمان کے ہاتھ لگی۔لیکن وائے ناکامی ،وہ مچھلی بھی اس کے ہاتھ سے اچھل کر پانی میں کود گئی۔یہاں تک کہ یہ بیچارہ غریب مسلمان شکار گاہ سے ایسا خائب وخاسر لوٹا کہ اس کے ساتھ کوئی شکار نہ تھا اور کافر ایسا کامیاب لوٹا کہ اس کا کشکول مچھلیوں سے بھرا ہوا تھا اس عجیب وغریب حیرت ناک واقعہ سے فرشتہ مومن کو سخت افسوس ہوا اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ اے میرے رب! کیا بات ہے کہ تیرا ایک مومن بندہ جو تیرا نام لیتا ہے ایسی حالت میں لوٹتا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی شکار نہیں ہوتا،اور تیرا کافر بندہ ایسا کامیاب واپس آتا ہے کہ اس کا کشکول مچھلیوں سے لبریز ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس مرد مومن کا عالی شان محل دکھا کر جو اس کے لئے جنت میں تیار کر رکھا ہے فرشتہ مومن سے خطاب فرمایا کہ اے فرشتہ! کیا اس مقام کو حاصل کرنے کے بعد اس بندہ مومن کو جو رنج وتعب جو دنیا میں مچھلیوں کے شکار میں ناکامی کہ باعث ہوا

تھا، باقی رہیگا؟......اور کافر کے اس بدترین مقام کو دکھلا کر جو اس کے لئے جہنم میں تیار کر رکھا ہے ارشاد فرمایا کہ وہ چیزیں جو اس کو دنیا میں عطا کی گئیں اس جہنم کے دائمی عذاب سے نجات دلا سکتی ہیں۔؟ فرشتے نے جواب دیا کہ اے میرے پرودگار! آپ کی ذات کی قسم بالکل ایسا نہیں ہوسکتا۔

اس لئے سالک کو کسی بھی قسم کی تنگی پر مایوس نہیں ہونا چاہئے۔بلکہ اس تنگ دستی کو اپنے لئے نعمت عظمیٰ سمجھے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت اور رضا کو مدنظر رکھے۔نہ معلوم اس عسرت میں اللہ تعالیٰ نے کتنے فوائد اور نعمتیں آخرت کے لئے رکھی ہیں۔(محمد ادریس حبان رحیمی)

ملک الموت ہر انسان کے قریب ہے

حضرت زید بن اسلمؒ فرماتے ہیں کہ ملک الموت روزانہ پانچ مرتبہ گھروں میں آتا اور ہر انسان کے چہرہ پر بیک نظر توجہ کرتا ہے جو لوگوں کو اچانک خوف کی حالت پیش آتی ہے اسی وجہ سے آتی ہے۔اچانک خوف سے مراد جسم کی کپکپی ہے (جو انسان پر بے اختیار ظاہر ہوتی ہے)

حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ کوئی گھر ایسا نہیں جس میں کوئی رہائش پذیر ہو لیکن ملک الموت اس کے دروازہ پر روزانہ سات مرتبہ دیکھتا ہے کہ اس میں کوئی ایسا تو نہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے موت کا حکم فرمایا ہو۔

حضرت عطاء بن یسارؒ فرماتے ہیں کوئی بھی گھر والے ایسے نہیں مگر ان سے ملک الموت روزانہ پانچ بار مصافحہ کرتا ہے کہ ان میں سے کوئی ایسا تو نہیں جس کی (روح) قبض کرنے کا حکم دیا گیا ہو۔

فائدہ: اس حدیث کے متعلق بھی وہی وضاحت ہوگی جو سابقہ دونوں فوائد میں ذکر ہوئی ہے۔

(حدیث) حضرت ثابت البنانیؒ فرماتے ہیں رات اور دن کی چوبیس گھڑیاں ہیں ان میں سے کسی جاندار پر ایسی گھڑی نہیں آتی مگر ملک الموت اس پر متوجہ ہوتا ہے اگر اس (کی روح) کے قبض کرنے کا حکم ملتا ہے تو قبض کرلیتا ہے ورنہ چھوڑ دیا جاتا ہے۔ (فرشتوں کے عجیب حالات، امام جلال الدین سیوطیؒ ص ۶۸۔۶۹۔ ترجمہ: مولانا امداداللہ انور ملتانی)

ان احادیث سے ملک الموت کا اپنے فریضہ کی ادائیگی کے لئے مستعد ہونا بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے کاموں کو پوری توجہ سے سنبھالتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ ملک الموت کا باقاعدہ ہر انسان کے گھر پر آنا مقصود نہ ہو بلکہ سدرۃ المنتہی پر ہر گھر کے باشندگان کی موت وحیات پر نظر رہتی ہو۔ خصوصاً آج کے دور میں اس نظام کو سمجھنے کے لئے انٹرنیٹ اور ای میل کمپیوٹر سسٹم نہایت مددگار ہے۔ کہ گھر بیٹھے انسان دنیا کے کونے کونے کو دیکھ سکتا ہے اور اپنے مطلوبہ مقام تک بآسانی رسائی حاصل کرسکتا ہے۔ ظاہر ہے اللہ تعالی کا نظام دنیا کی ہر چیز اور مثل سے ماوراء ہے۔ عالمِ بالا میں جو نظام اللہ تعالی نے قائم فرمایا ہے وہ انسان کی چھوٹی سی عقل میں نہیں سما سکتا۔ (محمد ادریس حبان رحیمی)

خدمت

رضاء الٰہی اور حصول جنت کا ذریعہ

سالکین کے لئے یہ بات نہایت اہمیت رکھتی ہے کہ ان کی ذات سے ان کے اہل خانہ کو اور اہل خاندان کو اور عزیز واقارب اور دوستوں کو پڑوسیوں کو کوئی تکلیف نہیں پہونچنی چاہئے بلکہ ان سے حسن سلوک کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے آپ سے جو بھی خدمت ہوسکے انجام دینی چاہئے ہر آدمی کی یہ کوشش ہو کہ میری ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہونچے یا دل آزاری نہ ہو تو دنیا میں یہ اختلافات جو آئے دن نظر آتے ہیں بہت کم ہو جائیں کیونکہ خدمت کرنے سے نفس کی سرکشی کم ہوتی ہے اور جس کی خدمت کا وہ ممنون ہوتا ہے گویا خدمت سے ملنساری اور اتحاد اور مساوات کا ماحول بنتا ہے۔ جو اسلام کی تعلیمات کا اہم مقصد اور لازمی جزو ہے۔ اور باہمی محبت اور وفاداری کو پروان چڑھاتا ہے۔

راقم الحروف کے خسر حضرت منشی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ دمہ کے دائمی مریض تھے ہمیشہ علیل رہا کرتے تھے چلنے پھرنے کی سکت اور طاقت نہیں رہتی تھی اور آخر عمر میں بول وبراز پر بھی کنٹرول نہیں رہا تھا لیکن ہر حال میں خوشدامن صاحبہ نے اپنے

شوہر کی دل وجان سے خدمت کی ،طبیعت کی علالت کی وجہ سے شادیوں اور رشتہ داروں میں آنا جانا ترک کردیا کہ منشی جی کو تکلیف نہ ہو دیکھ بھال اور خدمت ضروری چیز ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت کو جو پانچ وقت نماز اور روزہ کی پابند ہو اور حلال وحرام کی تمیز رکھتی ہو اور شوہر کی خدمت کرتی ہو یعنی اس کا شوہر اس سے راضی ہو۔ جنت کے ساتوں دروازوں سے اس کا استقبال کیا جائے گا۔

حضرت منشی جی کی آخری یاداشت نہایت کمزور ہوگئی تھی بار بار وضو بناتے اور نمازیں پڑھتے رہتے رکعتوں کا کوئی تعین نہ رہتا انتقال سے کچھ دن قبل سے غنودگی اور بے ہوشی طاری رہنے لگی تھی کبھی کبھار پورے ہوش وحواس کے ساتھ بات کرتے اور کبھی غنودگی طاری ہوجاتی ۔خوشدامن صاحبہ کو بہت زیادہ دعائیں دیتے ۔واقعی آج کے دور میں بہت کم ایسی عورتیں ہیں جو اپنے شوہر کی خدمت کے ساتھ ان کے بول وبراز کو بھی صاف کریں وہ مریض کو اتنا صاف شفاف رکھتیں کہ دیکھنے والوں کو کبھی مریض سے گھن نہیں آیا اور نہ ہی ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یہ مریض ہیں اور ماشاء اللہ حالت غنودگی میں بھی ذکر اللہ کا اہتمام رہتا تھا۔کبھی زبان سے کوئی ایسا کلمہ صادر نہیں ہوتا تھا جو شریعت کے خلاف ہو۔اللہ تعالی کی حمد وثنا، گھر والوں کو نماز کی تاکید اور دیگر نصیحتیں اس حالت میں بھی جاری رہتی تھیں ۔انتقال ہوتو خود بخود چہرہ قبلہ کی طرف پھر گیا۔دوسری صاحبزادی جو مظفر نگر میں رہتی ہیں انہوں نے سوچا کہ نیند میں گردن ادھر لڑھک گئی۔سیدھی کردی لیکن پھر چہرہ اور گردن خود ہی قبلہ رو ہوگیا۔تو معلوم ہوا کہ حضرت منشی جی صاحب اپنے مالک حقیقی کی بارگاہ میں پہونچ گئے۔

منشی جی دنیا داری سے قطعاً دور، اپنی مجلس میں ہمیشہ دین واسلام کی باتیں کرتے تھے اور اپنے پوتوں، پوتیوں اور نواسوں ،نواسیوں کو دیکھ کر بے حد خوش

ہوتے اوران سے کچھ نہ کچھ سن کر انعام سے نوازتے رہتے ۔شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے ہم عصر حضرت مولانا زرغام الدین صاحب قوالی والوں سے زیادہ عقیدت اور محبت رکھتے تھے اکثر وبیشتر ان کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ اور مولانا پالن پوری حقانی صاحبؒ کے وعظ ونصیحت کو نہایت اہمیت کے ساتھ سنتے اور ان کے وعظ کے لئے جس قدر ممکن ہوتا سفر بھی کرتے ۔

اللہ تعالی غریق رحمت فرمائے کہتے ہیں کہ درخت اچھا ہوتا ہے تو پھل بھی عمدہ ہوتے ہیں آپ کے چاروں صاحبزادے ماشاء اللہ صاحب علم وعمل ہیں حضرت مولانا محمد عالم صاحب جو اس ناکارہ کے استاد محترم ہیں اور مولانا محمد شاہ عالم صاحب، مولانا ظہیر احمد صاحب قاسمی اور حافظ حسین عالم بحمد للہ تعالی سب ہی اپنے کاروبار کے ساتھ ساتھ مدارس اور مساجد کی لائن سے وابستہ ہیں اور تعلیم وتعلم سے جڑے ہوئے ہیں۔اللہ حضرت منشی محمد شفیع صاحبؒ کی بال بال مغفرت فرمائے اور خوشدامن صاحب کو دنیا وآخرت میں نعم البدل عطا فرمائے۔آمین۔(محمد ادریس حبان رحیمی)

حضرت تھانویؒ کی نماز

حضرت حاذق الامتؒ نے فرمایا حضرت تھانویؒ نماز پڑھاتے تھے تو لوگ کہتے تھے جیسی نماز آپ پڑھاتے ہیں ایسی نماز تو سب ہی پڑھنے لگیں گے۔نماز میں اتنی آسانی اور اتنی رعایت ومختصر کہ لوگوں کے کاموں کا حرج بھی نہ ہو اور فرض بھی ادا ہوجائے۔

فرمایا کہ حرمین شریفین کے اندر ائمہ کرام جو عربی خطبہ دیتے ہیں تو اس میں ایک دفعہ میں موجود تھا تو امام حرم نے خطبہ کے اندر کہا ''اللھم صلی علی محمد بن

عبد اللہ ''مجھے سن کر بہت تکلیف ہوئی اور امام صاحب بار بار اس کلمہ کو ان الفاظ کے ساتھ دہراتے تھے اور مجھے تکلیف ہوتی تھی۔

(افاداتِ زکیہ، ص۳۷۔ ملفوظاتِ عارف باللہ حاذق الامتؒ، مرتب: مولانا الطاف عزیز سہارنپوری)

ہرجائی مرید کو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی نصیحت

مریدین کے آداب میں ایک ضروری امر توحید مطلب ہے جو کہ سلوک کا بڑا رکن ہے جس کو یہ حاصل نہ ہوگا وہ پراگندہ حال پھریگا۔ توحید کا مطلب یہ ہے کہ سالک اپنے شیخ کے متعلق یہ یقین رکھے کہ دنیا میں اس کے علاوہ مجھ کو مطلوب تک کوئی نہیں پہنچا سکتا۔ حضرت حاجی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ہرجائی ہمیشہ خراب ہوتا ہے اور پیروں کی نظر سے گر جاتا ہے اور ہرگز منزلِ مقصود تک نہیں پہنچتا '' یکدر گیر محکم گیر'' چنانچہ حضرت تھانویؒ نے نقل کیا کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ایک مجلس میں حضرت جنیدؒ بھی ہوں اور حضرت حاجی صاحبؒ بھی ہوں تو ہم حضرت جنیدؒ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں۔

دیر وحرم میں روشنی شمس وقمر سے ہو تو کیا
مجھ کو تو تم پسند ہو اپنی نظر کو کیا کروں

(اکابر کا سلوک واحسان، ص۱۱۹۔ مرتب: مولانا اقبال ہوشیار پوری)

عید کی نماز کہاں پڑھو گے؟ جنید بغدادیؒ کا مریدین سے سوال

سلطان المعارفین امام المشائخ سیدنا حضرت جنیدؒ کے پاس چار شخص آئے پوچھا کہ عید کی نماز کہاں پڑھو گے ایک نے کہا مکہ شریف میں، دوسرے نے کہا مدینہ طیبہ میں، تیسرے نے کہا بیت المقدس میں، چھوتھے نے کہا آپ ہی کے پاس بغداد

میں۔ فرمایا ''**انت ازدھد ھم واعلمھم وافضلھم**'' کہ تو سب سے زیادہ دنیا سے منہ موڑنے والا اور سب سے زیادہ عالم اور افضل ہے (کہ فضل ثوابوں کے مقابلہ میں شیخ کے پاس رہ کر علم حاصل کرنے کا فرض ادا کرتا رہے گا۔)

(عوارف المعارف، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ۔ ترجمہ: حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ)

انسان سے اللہ تعالیٰ کا ناصحانہ شکوہ

حضرت محمد بن کعب قرظیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے یا تو تورات میں پڑھا ہے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں جن میں یہ لکھا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے آدمی کی اولا! تو نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا میں نے تجھے پیدا کیا تو کچھ بھی نہ تھا، میں نے تجھے کامل انسان بنایا اور مٹی کے خمیر سے تجھے پیدا کیا اور پھر تجھے نطفہ کی شکل میں ایک محفوظ مقام میں رکھا پھر میں نے ایک بوند (نطفہ) سے جما ہوا خون بنایا پھر اس جمے ہوئے خون سے گوش کا لوتھڑا بنایا، پھر گوش کے لوتھڑی سے ہڈیاں بنائیں پھر میں نے ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر میں نے تجھے ایک نئی شکل وصورت میں کھڑا کیا۔اے آدم کی اولاد کیا کوئی مرے سوا اس پر قادر ہے۔پھر میں نے تیری ماں سے تیرا بوجھ ہلکا کر دیا وہ تجھ سے تنگ دل نہیں ہوتی اور (تیرے دکھ میں) اذیت میں مبتلا ہو جاتی ہے۔پھر میں نے آنتوں کو وحی کی کہ تم نالی دار ہو جاؤ اور اعضاء کی طرف کہ تم الگ الگ ہو جاؤ تو آنتیں اپنے تنگ ہونے کے باوجود نالی دار ہو گئیں۔اور اعضاء باہم الجھنے کے باوجود الگ الگ ہو گئے۔پھر میں نے رحموں کے فرشتہ کو وحی کی وہ تجھے تیری ماں کے پیٹ سے نکالے تو اس نے تجھے اپنے عضو سے پر کے ذریعے (ماں کے پیٹ سے نکال کر) الگ کیا۔پھر میں نے تجھے

دیکھا تو خلقت کے اعتبار سے کمزور تھا تیرے دانت ایسے نہیں تھے جو کاٹتے اور نہ ڈاڑھیں ایسی تھیں جو پیستیں تو میں نے تیرے واسطے تیری ماں کے سینہ سے دودھ نکالا جو گرمیوں میں ٹھنڈا ہو کر نکلتا ہے اور سردیوں میں گرم اور اس (دودھ) کو میں نے تیرے لئے جلد خون اور رگوں سے نکالا ہے پھر تیری والدہ کے دل میں میں نے تیر لئے مہربانی ڈال دی اور تیرے باپ میں شفقت پس وہ دنوں محنت مشقت کر کے تجھے پالتے ہیں اور تجھے خوراک مہا کرتے ہیں اور اس وقت تک نہیں سوتے جب تک تجھے نہ سلا دیں۔

اے آدم زاد! میں نے یہ تیرے ساتھ کیوں کیا ہے؟ کیا یہ ایسی بات ہے جس کا تو مجھ سے حقدار تھا یا میں نے اپنی کسی حاجت کو پورا کرنے کے لئے تجھے پیدا کر کے مدد چاہی ہے؟ اے آم زاد! جب تیرے دانت ٹوٹ گئے اور ڈاڑھیں گر گئیں تو میں نے تجھے گرمی کے پھل اس کے موسم میں اور سردی کے پھل اس کے موسم میں کھلائے تو جب تو نے پہچان لیا کہ میں تیرا رب ہوں تو تو نے میری نافرمانی شروع کر دی۔تو (ہر پریشانی اور دکھ درد میں) مجھے پکار میں تیرے قریب بھی ہوں اور تیری فریاد کو سنتا بھی ہوں۔تو (ہر غلطی اور گناہ کی معافی کے لئے) مجھ سے بخشش طلب کر بے شک میں غفور رحیم ہوں۔

(فرشتوں کے عجیب حالات، امام جلال الدین سیوطیؒ ص ۲۳۵۔ ترجمہ: مولانا امداداللہ انور)

اللہ تعالیٰ کی حمد میں
سالکین کے لئے ایک ثواب عظیم والی دعاء

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی کہ ”وان عبدا من عباد الله قال یارب لك الحمد کما ینبغی لجلال وجهك ولعظیم سلطانك فاعضلت با لملئك فلم ید ری کیف یکنابها فصعد الی السماء فقالا یا ربنا ، عبد ك قال مقالة لا ندری کیف یکنها فقال الله وهو اعلم بما قال عبده ماذا قال عبدی قالا یا رب انه قال یا رب لك الحمد کماینبغی لجلال وجهك لعظیم سلطانك فقال الله تبارك وتعالی اکتباها کما قال عبدی حتی یلقانی عبدی فا جزیه بهاه“

(ترجمہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ نے (اس طرح اللہ تعالیٰ کی تعریف کی یارب لک الحمدکماینبغی **لجلال وجھک ولعظیم وجھک ولعظیم** سلطانک اے پروردگار آپ کی تعریف اسی طرح ہو جس طرح تیرے چہرہ کے جلال اور تیری سلطنت کی عظمت کے مناسب ہے۔تو فرشتے مشکل میں پڑ گئے اور نہ سمجھ سکے کہ وہ اسے کس طرح لکھیں تو وہ آسمان کی طرف چڑھے اور عرض کیا اے ہمارے پرودگار تیرے بندے نے ایک ایسا جملہ کہا کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا

کہ ہم اس کا (ثواب) کس طرح سے لکھیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جبکہ وہ اس کو بہتر طریقہ پر جانتا ہے میرے بندہ نے کیا کہا؟ انہوں نے عرض کیا اے پرودگار اس نے کہا”یا رب لك الحمد کما ینبغی لجلال وجهك ولعظیم وجهك ولعظیم سلطانك“ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اسی کلمہ کو اس طرح لکھو جس طرح سے میرے بندہ نے کہا ہے یہاں تک میرا بندہ جب مجھے ملے گا تو میں اسے اس کا انعام دوں گا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ مذکورہ کلمہ پڑھنے کا عظیم ثواب ہے ہمیں اس عمل کو یاد کر کے پڑھتے رہنا چاہئے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کا بہت بڑا ثواب عطا فرمائیں گے۔اس جملہ کے ثواب لکھنے میں فرشتوں کا اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ بعض اوقات کراماً کاتبین عمل کے ساتھ ثواب بھی لکھ دیتے ہیں چنانچہ یہاں پر بھی ایسا ہی ہوا ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو صرف اس کے لکھنے کا حکم فرمایا کیونکہ اس کا ثواب بڑی عظمت رکھتا ہے جس کا لکھنا بہت دشوار ہے لیکن روز قیامت اس کا اور اس جیسے دوسرے نیک اعمال کا ثواب میزان میں تول کر عامل کو اس کا اجر عطا فرمائے گا۔

سالکین کو چاہئے کہ وہ ان کلمات کو پڑھتے رہا کریں (مؤلف)

(فرشتوں کے عجیب حالات، امام جلال الدین سیوطیؒ ص۱۹۴۔ترجمہ: مولانا امداداللہ انور ملتانی)

بعض شعراء اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول ہوتے ہیں

عام طور پر شعراء حضرات کو اچھا نہیں سمجھا جاتا کہ قرآن مجید میں ان کا ذکر اچھے الفاظ میں نہیں آیا”والشعراء یتبعهم الغاون“ ترجمہ!اور شعراء کی پیروی بھکے ہوئے لوگ ہی کرتے ہیں۔اس سے مراد وہی شعرا کرام ہیں جن کا کلام قرآن

وسنت سے مطابقت نہیں رکھتا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر چہ با قاعدہ اشعار ارشاد نہیں فرمائے لیکن غزوۂ خندق کے موقع پر صحابہ کرام نے اپنے شکم پر پتھر باندھ رکھے تھے اس وقت سرورِ کائنات نے بھی اپنے شکم مبارک پر ایک نہیں بلکہ دو پتھر باندھے تھے بھوک کی شدت ہی ایسی تھی۔صحابہ کرامؓ نے بھوک کی شدت کا اظہار کیا اور فاقہ سے جو آدمی کو مادی تکلیف ہوتی ہے اس کو اظہار کیا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔

اللھم لا عیش الا عیش الآ خرہ

فاغفر الا انصار و المھاجھرہ

سرکار دو عالم کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظِ مبارک خود بخود شعر بن گئے حضرت حسان بن ثابتؓ کو شاعر اسلام کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب عطا فرمایا کہ وہ کفار کے باطل اشعار کا جواب دیں احادیثِ کتب میں حضرت حسان بن ثابتؓ کے فضائل و مناقب ہیں کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار حضرت حسان کو ممبر پر کھڑے ہو کے اشعار سنانے کا حکم فرمایا معلوم ہوا کہ تمام شعراء کو قرآن نے برا نہیں کہا بلکہ اس سے مراد وہ شعراء ہیں جن کے کلام میں کذب ہے۔اور حق و سچ سے جن کا کلام خالی ہے۔

قصیدۂ بردہ

حضرت شیخ شرف الدین مصریؒ اپنے وقت کے بڑے پائے کے عالم بزرگ اور شاعر تھے۔۲۰ سال بستر مرگ پر رہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں آپ نے قصیدہ لکھا جس کا کسی کو علم نہیں تھا لیکن شیخ شرف الدینؒ کا عشق صادق دیکھئے ایک رات جب یہ محوِ خواب تھے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا شرف الدینؒ کیا حال ہے؟ عرض کیا۔یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معذور ہوں چلنے پھرنے کی طاقت نہیں ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک کو جسم پر پھیرا تو ایک دم تندرست ہو گئے۔آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرف الدین تم نے ہماری محبت میں اشعار کہے ہیں، وہ سناؤ۔شیخ مصریؒ نے اشعار آپ کی شان میں پڑھے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خوش ہوئے اور اپنی چادر مبارک اتار کر ان کے جسم پر ڈال دی آنکھ کھلی تو چادر مبارک شیخ مصریؒ کے اوپر تھی اٹھ کر بیٹھ گئے اس قصیدۂ مبارک کو ''قصیدہ بردہ'' کے نام سے پڑھا جاتا ہے۔یعنی چادر والا قصیدہ۔

دور کیوں جاتے ہیں ابھی حال کے بزرگ حضرت حافظ ضامن شہیدؒ تھانوی حج کے لئے گئے جب مدینہ پاک کے سفر کا وقت آیا تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر مدینہ کے خواب میں فرمایا دیکھو یہ ہمارا عاشقِ صادق ہے اس کو مدینہ آنے سے روکو۔اگر یہ میری قبر پر آ گیا تو مجھے اس کے اکرام میں کھڑا ہونا پڑے گا۔اللہ اکبر!(یہ واقعہ میں نے حضرت مولانا حکیم عبدالرشید محمود عرف حکیم ننھو میاں سے کئی بار سنا) حکیم صاحبؒ نے فرمایا حافظ صاحبؒ نے دو سو اشعار حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ترتیب دئے اور نیت یہ تھی کہ روضہ اقدس پر پڑھوں گا۔لیکن آپ کو مدینہ آنے سے روک دیا گیا تو سخت ملول ہوئے فرمایا ضامن تو کتنا بدنصیب ہے کہ آقا کے روضہ مبارک کی زیارت بھی نہ کر سکا۔معلوم یہ ہوا کہ ایسے بھی شعراء کرام ہیں جن کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔

شاعر اسلام ڈاکٹر اظہار افسر اسعدی مدظلہ بنگلور

بحمد للہ تعالیٰ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میرے دوستوں میں بھی ایسے شاعر ہیں جو

عشق ومحبت میں ڈوب کر نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں وہ جناب حضرت مولانا ڈاکٹر اظہار افسر صاحب اسعدی مدظلہ العالی ،اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے۔وہ شعراء کے استاد ہیں سینکڑوں شعراء کوان سے شرف تلمذ حاصل ہے اور تقریباً ۹۲ ممالک میں نیٹ پران کو سنا جاتا ہے آج کل دارالعلوم مصباح التوحید کی خدمت میں لگے ہیں ۔اور امت کے نونہالوں کے لئے دردمند دل رکھتے ہیں ۔ اپنی مجلس میں لوگوں کو تعلق مع اللہ کی تلقین کرتے رہتے ہیں اور مخلوق کو خالق سے ملانے کی فکر رکھتے ہیں ۔زندگی کی ۲۷ بہاریں دیکھ چکے ہیں اللہ تعالی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ان کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے اور دل سے دعا نکلتی ہے ۔حضرت مولانا موصوف کا یہ شعر اس فقیر کو بہت پسند ہے

مری تختی مقدر پہ لکھدے میرے مولا
تو مدینہ جاکے افسر کبھی لوٹ کر نہ آئے

(محمد ادریس حبان رحیمی)

حافظ امجد حسین حافظ کرناٹکی مدظلہ

دوسرے شاعر اسلام اور خصوصاً بچوں کے شاعر بے پناہ صلاحیتوں کے مالک دو درجن سے زائد طلباء وطالبات کے لئے کتابیں لکھی ہیں مدینۃ العلوم شکاری پور کے سکریٹری اور ناظم اعلی ہیں ہزاروں طلباء وطالبات زیر تعلیم ہیں سیرت پر ایک عظیم الشان کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے ’’ہمارے نبیؐ‘‘ منظوم کتاب ہے ان کا شعر ہے۔

ہمارے تمہارے ہیں پیارے نبی جیؐ
کہ جگ کے سہارے ہیں پیارے نبی جیؐ

مولانا اسماعیل میرٹھی کے بعد آپ نے جنوب میں بچوں کی شاعری کو پروان

چڑھایا ہے آپ جنوب کے اسماعیل ہیں، انجمن اطفال کرناٹک کے سکریٹری اور آل انڈیا انجمن مدارس کے بانی وکنویز ہیں۔آپ کے نمایاں کارناموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے کرناٹک،تمل ناڈو، آندھراپردیس، بہار، آسام،اڑیسہ اور یوپی میں دوہزار سے زائد مساجد تعمیر کرا کر ایک دینی اور مذہبی کارنامہ انجام دیا ہے۔

اللہ تعالی حضرت حافظ صاحب کو عزم وحوصلہ عطا فرمائے اور آپ کی تصنیفات کو قبول فرمائے۔آمین (محمد ادریس حبان رحیمی)

ایسی پاکیزہ ہستیاں بھی امت میں گذری ہیں

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ اس امت میں ایسی ایسی پاک باز ہستیاں بھی گذری ہیں جن کے گناہ لکھنے والے فرشتے کو بیس بیس سال تک گناہ لکھنے کا موقع ہی نہیں ملا......اللہ اکبر...... جب یہ حضرت ایسے نامہ اعمال کو لے کر اللہ رب العزت کے حضور پیش ہوں گے اور دوسری طرف ہم ہوں گے کہ گناہ سے کوئی دن خالی نہیں ہوتا۔حالانکہ سالک کے دل میں تو ہر وقت یہ غم ہونا چاہئے کہ مجھے اپنے وجود سے اللہ تعالی کی کوئی نافرمانی نہیں کرنی ہے۔لہٰذ ہمیں چاہئے کہ ہم رات کے وقت رورو کر اللہ تعالی سے دعا مانگیں کہ یا اللہ! میں گناہوں سے نہیں بچ سکتا آپ چاہیں تو مجھے بچا سکتے ہیں، آپ میری حفاظت فرمالیجئے۔

سلطان الہند خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی سنجریؒ کے متعلق ایک واقعہ لکھا ہے کہ زندگی میں ایک بار آپ کو وضو میں ہاتھوں کا خلال کرنا یاد نہیں رہا۔(یہ ایک چھوٹی سی سنت ہے جس کا آج امت میں عوام کو تو کیا خواص کو بھی احساس نہیں) خواجہ صاحبؒ نے اس غلطی کو اپنے گریبان پر لکھ لیا تھا اور ہمیشہ روتے تھے کہ

قیامت کے دن اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر معین الدینؒ سے سوال فرمالیا کہ ہماری یہ سنت کیوں چھوڑی تھی تو میں کیا جواب دوں گا۔اللہ اکبر! جن کا ایک سنت کے چھوڑنے پر یہ حال ہے کیا وہ کوئی بڑا گناہ کرسکتے ہیں۔نہیں ہرگز نہیں۔اللہ تعالی ہمیں ان حضرات کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔(محمد ادریس حبان رحیمی)

حضرت امام اعظم کا ایثار

قرض کے لئے امام اعظم ابوحنیفہ کا دروازہ کھلا رہتا تھا۔ہزاروں لوگ آپ سے قرض لیتے تھے،کوئی پچاس ہزار تو کوئی تیس ہزار اس میں بعض لوگ ایسے بھی تھے کہ لینے کے بعد نیت بدل جاتی تھی اور واپس نہیں کرنا چاہتے تھے۔

چنانچہ ایک شخص نے پچاس ہزار روپے کا قرض لیا اب یا تو یہ کہ دینے کی قوت نہیں رہی تھی،یا یہ کہ اتنی بڑی رقم کیسے واپس کروں تو کترانا شروع کیا دیکھا کہ امام صاحب آرہے ہیں تو کسی گلی میں گھس گیا،پھر دیکھا کہ ادھر سے آرہے ہیں تو دوسری گلی میں گھس گیا،سامنا نہیں پڑتا تھا۔امام صاحب سمجھ گئے کہ اس کی نیت کچھ بدلی ہوئی ہے۔

ایک مرتبہ امام صاحب آرہے تھے وہ دیکھ کر دوسری گلی میں گھسا تو آپ نے لپک کر اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا!''بھائی ہم نے کیا قصور کیا،جو ہم سے کترانے لگے؟ ہم کوئی اچھوت اقوام میں سے ہیں کہ ہم سے کنارے کنارے چلو؟ آخر وجہ کیا ہے؟''اب وہ چپ،کیا کہے؟ دل میں چور تھا ہی آپ نے فرمایا :ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پیسہ واپس کرنے کو جی نہیں چاہتا۔یہ نہیں فرمایا کہ پاس نہیں ہے وہ خود مال دار تھا،فرمایا کہ قرض ادا کرنے کو جی نہیں چاہتا کترانے کی یہ وجہ

ہے۔فرمایا:''مال بھی ایسی چیز ہے کہ اس کی وجہ سے تعلقات خراب کئے جائیں؟ پچاس کا پچاس ہزار روپیہ بالکل معاف،مگر تعلقات پر پانی نہیں پھیرنا چاہئے آمد و رفت ویسی ہی رکھنی چاہئے،بالکل معاف کیا تمہیں ایک پائی بھی دینی نہیں پڑے گی''۔(خطباتِ حکیم الاسلام:۴۰۸/۳)

ایک سبق آموز واقعہ

معاملات کی درستگی ہی دین ہے

حضرت تھانویؒ کے ایک مرید تھے، جن کو آپ نے خلافت بھی عطا فرمادی تھی اوران کو بیعت اور تلقین کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ایک مرتبہ وہ سفرکر کے حصرت والا کی خدمت میں تشریف لائے ان کے ساتھ ان کا بچہ بھی تھا،انہوں نے آ کر سلام کیا اور ملاقات کی،اور بچے کو بھی بلوایا کہ حضرت یہ میرا بچہ ہے،اس کے لئے دعا فرمادیجئے۔حضرت والا نے بچے کے لئے دعا فرمائی،اور پھر ویسے ہی پوچھ لیا کہ اس بچے کی عمر کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت اس کی عمر ۱۳ سال ہے،حضرت نے پوچھا کہ آپ نے ریل گاڑی کا سفر کیا ہے تو اس بچے کا آدھا ٹکٹ لیا تھا یا پورا؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت آدھا ٹکٹ لیا تھا۔حضرت نے فرمایا: کہ آدھا ٹکٹ کیسے لیا جب کہ بارہ سال سے زائد عمر کے بچے کا تو پورا ٹکٹ لگتا ہے۔انہوں نے عرض کیا کہ قانون تو یہی ہے کہ بارہ سال کے بعد ٹکٹ پورا لینا چاہئے اور یہ بچہ اگر چہ ۱۳ سال کا ہے لیکن دیکھنے میں ۱۲ سال کا لگتا ہے،اس وجہ سے میں نے آدھا ٹکٹ لے لیا۔حضرت نے فرمایا:انا للہ وانا الیہ راجعون ۔معلوم ہوتا ہے

کہ آپ کو تصوف اور طریقت کی ہوا بھی نہیں لگی ۔آپ کو ابھی تک اس بات کا احساس اور ادراک نہیں کہ بچے کو جو سفر آپ نے کرایا حرام کرایا۔جب قانون یہ ہے کہ بارہ سال سے زائد عمر کے بچے کا ٹکٹ پورا لگتا ہے اور آپ نے آدھا ٹکٹ لیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے ریلوے کے ٹکٹ کے آدھے پیسے غصب کر لئے اور آپ نے چوری کر لی ۔اور جو شخص چوری اور غصب کرے ایسا شخص تصوف اور طریقت میں کوئی مقام نہیں رکھ سکتا ۔لہٰذا آج سے آپ کی خلافت اور اجازت بیعت واپس لی جاتی ہے ۔چنانچہ اس بات پر ان کی خلافت سلب فرمالی حالانکہ اپنے اورادووظائف میں،عبادات اور نوافل میں،تہجد اور اشراق میں،ان سے ہر چیز میں بالکل اپنے طریق پر مکمل تھے،لیکن غلطی کی کہ بچے کا ٹکٹ پورا نہیں لیا،صرف اس غلطی کے بنا پر خلافت سلب فرمالی۔

اسی وجہ سے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے یہاں تصوف اور طریقت کی تعلیمات میں معاملات کو سب سے زیادہ اولیت حاصل تھی ۔فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے اپنے مریدین میں سے کسی کے بارے میں یہ پتہ چلے کہ اس نے اپنے معمولات ،نوافل اور اورادووظائف پورے نہیں کئے تو اس کی وجہ سے رنج ہوتا ہے اور اس مرید سے کہہ دیتا ہوں کہ ان کو پورا کرلو۔لیکن اگر کسی مرید کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس نے روپے پیسے کے معاملات میں گڑبڑ کی ہے تو مجھے اس مرید سے نفرت ہو جاتی ہے۔

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے پاس کچھ حضرات بیٹھے تھے ۔ایک شخص کا ادھر سے گذر ہوا، بیٹھنے والوں نے کہا یا امیر المومنین یہ شخص بڑا نیک ہے ۔امیر المو نین نے پوچھا نیک ہونے کی دلیل کیا ہے؟ عرض کیا: امیر المومنین یہ شخص دن کا

روزہ داراور رات کا شب بیدار ہے کثرت سے عبادت کرتا ہے ۔فرمایا :ذکر وعبادات اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان والا معاملہ ہے،کیا آپ نے اس شخص کے ساتھ کبھی سفر کیا ہے؟ عرض کیانہیں ۔فرمایا۔کبھی معاملہ میں لین دین کر کے دیکھا ہے؟ عرض کیانہیں ۔فرمایا۔کیا اس کے ساتھ کچھ وقت گذارا ہے ۔یعنی کچھ عرصہ اس کے ساتھ رہے ہو۔عرض کیانہیں فرمایا جب تک تینوں میں سے کسی ایک معاملہ میں نہ دیکھ لواس کے نیک ہونے اور دیندار ہونے کی گواہی نہ دو۔

معلوم ہوا کہ نماز روزہ،زکوۃ اور حج یہ اسلام کے بنیادی ارکان ہیں ۔ان کو باقی رکھتے ہوئے دین کے احکامات پرعمل کرنا تجارت لین دین کھیتی باڑی نوکری شادی بیاہ کے معاملات وغیرہ شریعت پرعمل کرنا دین ہے اور نیکی کی علامت ہے ۔گویا تصوف کا خلاصہ یہ ہے کہ روزانہ کی زندگی کے معاملات میں صداقت،سچائی،اور دیانتداری ہو، اس کے بغیر نہ تصوف ہے اور نہ ہی معرفتِ الٰہی ہے ۔(محمدادریس حبان رحیمی)

عاشقِ رسول خواجہ اویس قرنیؒ کے زرین ملفوظات

دنیائے تصوف وروحانیت میں حضرت خواجہ اویس قرنیؒ کو بہت بڑا درجہ حاصل ہوا ہے ۔اورصوفیائے کرام کے بہت سے سلسلے حضرت اویسؒ تک منتہی ہوتے ہیں۔بعض مشائخ کی رائے میں تو تمام سلاسل طریقت کا کسی نہ کسی صورت میں حضرت اویسؒ سے ضرور تعلق ہے ۔لیکن ایک اور طبقہءفکر کی رائے میں خواجہ اویسؒ کا سلسلہ دوسرے تمام سلاسل سے الگ ہے اور اسے ’’سلسلہء اویسیہ‘‘ کہا جاتا ہے۔اصلاح صوفیہ’’اویسی‘‘عام طور پراس شخص کو کہتے ہیں جو’’اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ کی بدولت براہِ راست بارگاہِ خداوندی سے فیضیاب ہوا ہو یا کسی مرشدِ

کامل سے فیضیاب ہوا ہو جسے درمیانی واسطوں کے بغیر ہی ولایت مل گئی ہو۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے قول کے مطابق سلسلہء اویسیہ کے سات بنیادی اصول ہیں یعنی ۱۔اتباعِ رسول ۲۔دنیا میں رہ کر دینا میں دل نہ لگانا ۳۔مطلب کے بغیراورحق کے خلاف کوئی بات زبان سے نہ نکالنا ۴۔یادِالٰہی سے کسی وقت غافل نہ ہونا ۵۔ ہر وقت اور ہمہ وقت خدوند کریم کو حاضر وناظر جاننا ۶۔ہرحال میں راضی برضا رہنا صبر وقناعت اختیار کرنا اورغصہ کو پی جانا ۷۔مخلوقِ خدا کی عیب جوئی اورعیب چینی سے پرہیز کرنا۔

حضرت اویس قرنیؒ سے کئی دعائیں بھی منسوب ہیں ان کی تفصیل کتب تصوف میں دیکھی جاسکتی ہے۔

١۔......طلبت النسب فوجدت فی التقوی ‘‘

’’میں نے نسب چاہا تو وہ تقوی میں پایا‘‘یعنی انسان کی بڑائی اس کے حسب ونسب میں نہیں ہے بلکہ تقوی (پرہیزگاری) میں ہے۔

٢۔...... ’’طلبت الشرف فوجدت فی القناعة ‘‘

یعنی’’میں نے (آخرت کی) بزرگی چاہی تو وہ قناعت میں پائی‘‘

٣۔......’’طلبت الفخر فوجد ت فی الفقر ‘‘

(میں نے فخر کو چاہا تو وہ مجھے فقر میں ملا)

٤۔......’’طلبت المروة فوجدت فی الصدق ‘‘

(میں نے مروت طلب کی تو وہ مجھے صدق میں ملی)

٥۔......’’طلبت الرياسة فوجدت فی نصيحة الخلق‘‘

(میں نے (آخرت کی) سرداری طلب کی تو وہ مجھے خلقِ خدا کونصیحت کرنے میں ملی۔)

۶۔.....جس شخص کو ان تین باتوں سے محبت ہو وہ ہلاکت کے قریب پہنچ جاتا ہے: ۱۔اچھا کھانا ۲۔اچھا پہننا ۳۔امیروں کی صحبت میں بیٹھنا۔

۷۔.....''جن لوگوں کے دلوں میں شک ہوتا ہے وہ قبولِ حق سے محروم رہتے ہیں''

۸۔.....''جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں رکھتا''

۹۔.....اپنے آپ کو عبادت الٰہی کے لئے وقف کردو لیکن جب تک عبادت پر یقین نہیں ہوگا عبادت قبول نہ ہوگی

۱۰.....لوگوں کے لئے غائبانہ دعا کرنا ان کی ملاقات سے بہتر ہے کیوں کہ اس سے ریا کے پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

۱۱.......ہر وقت خدا کے کاموں میں ایسے لگے رہو گویا تم نے تمام مخلوقات کو قتل کر دیا ہے''یعنی دینا سے بےتعلقی ہوئے تقوی اور پرہیزگاری میں کمال حاصل نہیں ہوسکتا۔''

(یہ تیرے پراسرار بندے، ص۳۱۴ تا ۳۲۶۔)

لقمہ حلال کی علمی وعملی برکات

امام احمد بن حنبلؒ کا ایک واقعہ بہت مشہور ہیکہ ایک مرتبہ ان کے استاذ حضرت امام شافعیؒ نے اپنے زمانہ قیام مصر میں امام احمد کو لکھا کہ بہت عرصہ ہوگیا، ملاقات کئے ہوئے اگر کوئی ملاقات کا موقع ہو تو کوشش کر کے آجاؤ۔ امام احمدؒ نے جواب دیا کہ حاضر ہو رہا ہوں اور تاریخ متعین کردی، کہ فلاں تاریخ کو پہنچوں گا۔

چنانچہ مقررہ تاریخ پر پہنچے تو استاد محترم حضرت امام شافعیؒ اپنے مایہ ناز شاگرد رشید کے استقبال کے لئے شہر کے باہر تشریف لائے، بادشاہ وقت جو امام شافعیؒ کا معتقد تھا وہ بھی ساتھ ہولیا، جب بادشاہ آیا تو وزراء، امراء، علماء اور زعماء غرض کہ پورا شہر مصر استقبال کے لئے نکل آیا، اور بڑے عزت واحترام سے امام احمد کو لے کر شہر آئے۔

امام شافعیؒ کے مکان میں عید کی خوشی تھی بچیاں کودتی پھرتی تھیں، کہ امام وقت ہمارے یہاں مہمان ہو رہا ہے، ایک عجیب خوشی تھی۔

غرض ان خوشیوں کے ساتھ امام احمد بن حنبل تشریف لائے علماء وزعماء اور سب اکابر ملنے کے لئے آئے۔

کھانے کا وقت آیا تو امام شافعیؒ نے دسترخوان بچھایا، امام احمدؒ کو بٹھلایا اور بھی لوگ بیٹھے امام احمدؒ نے جو کھانا شروع کیا تو اس طرح سے کھایا جیسے کوئی بہت حریص آدمی کھایا کرتا ہے، یا جیسے سات وقتوں کا بھوکا ہو، الحاصل بہت زیادہ کھایا اور جلدی جلدی کھایا گویا سمیٹ لینا چاہتے تھے۔

امام شافعیؒ جب کھانے کے بعد گھر میں داخل ہوئے تو بچیوں نے اعتراض کیا کہ آپ تو کہتے تھے، کہ امام وقت ہیں، کیسے امام ہیں جنہوں نے پورا کھانا چٹ کردیا، اور عوام الناس کی طرح پیٹ بھر کے کھایا؟ اتقیاء کی شان تو یہ ہے کہ وہ کھاتے کم ہیں اور طاعت زیادہ کرتے ہیں۔

امام شافعیؒ سے جواب نہ بن پڑا فرمایا کہ محسوس تو میں نے بھی اس کو کیا مگر میں بول نہیں سکتا کہ میزبان ہوں، اگر میں کہوں زیادہ کھاتے ہو؟ تو تہمت آتی ہے کہ شاید مہمان سے اپنا کھانا بچانا چاہتا ہوں، اس لئے میرے بولنے کا موقع نہیں، مگر محسوس میں بھی کر رہا ہوں، کہ یہ احمدؒ کو ہو کیا گیا کہ اس طرح سے پیٹ بھر کے کھانا کھایا:

اندروں از طعام خالی دار
تا نور معرفت درو بینی

پیٹ کو کھانے سے خالی رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے، تاکہ نور معرفت پیدا ہو، بہر حال امام شافعیؒ سے جواب نہیں بن پڑا، بچیوں نے اعتراض کیا تو چپ ہوگئے، وہ وقت گذر گیا اور امام احمد عشاء کی نماز کے لئے چلے گئے۔

ان کے جانے کے بعد چھوٹی چھوٹی بچیوں نے بستر بچھایا اور پانی کا لوٹا بھر کے رکھا کہ امام صاحبؒ تہجد کے لئے اٹھیں تو پانی لانے کی دشواری نہ ہو۔اطمینان سے وضو کر لیں۔امام احمدؒ صبح کی نماز کے لئے جب اٹھ کر گئے ،تو بستر وغیرہ اٹھانے کے لئے بچیاں آئیں، دیکھا کہ لوٹا اسی طرح بھرا رکھا ہوا ہے،اب تو ان کے تعجب کی کوئی حد نہ رہی کہ یہ کیسے امام ہیں کہ پیٹ بھر کے کھانا کھائیں،رات کو عبادت نہ کریں،وضو نہ کریں،تہجد نہ پڑھیں خواہ مخواہ شہرت ہوگئی ہے کہ امام وقت ہیں۔

جب اما شافعیؒ آ گئے تو بچیوں نے دامن پکڑ لیا، کہ آپ نے ہمیں غلط فہمی میں مبتلا کر رکھا ہے کہ احمد بن حنبلؒ راس الاتقیاء ہیں، متقی ہیں؟ خوب پیٹ بھر کر کھانا کھاتے ہیں، رات بھر سوتے ہیں، تہجد کی بھی توفیق نہیں،اب امام شافعیؒ سے نہ رہا گیا اور باہر آ کر امام صاحب سے کہا: ’’اے احمد! یہ تغیر تم میں کب سے پیدا ہوا؟‘‘

مجھے تو اس کی توقع نہ تھی، یہ تمہاری حالت کب سے بدلی؟

پیٹ بھر کر تم کھانا کھاتے ہو ،تہجد کی توفیق تمہیں نہیں ہوئی ،رات کو تم نہ اٹھے،وضو تم نے نہ کیا؟ آخر یہ تغیر تمہارے اندر کیسے پیدا ہوا؟

امام احمد مسکرائے اور عرض کیا: حضرت! واقعہ وہ نہیں ہے جو آپ سمجھ رہے ہیں، امام شافعی نے فرمایا: واقعہ کیا ہے؟ عرض کیا کہ واقعہ یہ ہے کہ:

’’مجھے آج عشاء کے وضو سے تہجد اور صبح کی نماز کی نوبت آئی ہے،قصہ یہ ہوا کہ جب دستر خوان پر کھانا چنا گیا تو میں نے دنیا میں اتنی حلال کی کمائی نہیں دیکھی ،اس کھانے کے اوپر آسمانوں سے انوار و برکات کی اتنی بارش تھی کہ مکان منور تھا اور کھانے پر نظر ڈال کر قلب میں ذکر اللہ کی کیفیت پیدا ہوتی تھی اتنی حلال اور پاک کمائی میں نے آج تک نہیں دیکھی تھی ،تو میں نے یہ ارادہ کیا کہ جتنا کھا سکوں

کھالوں ،چاہے بعد میں مجھے سات دن کا فاقہ کرنا پڑے ، پھر یہ نورانی کھانا مجھے کہاں نصیب ہوگا ؟ اس واسطے میں نے زیادہ کھالیا‘‘ اور عرض کیا: اس کھانے کی دو برکتیں نمایاں ہوئیں ایک علمی برکت اور ایک عملی ،علمی برکت تو یہ ہوئی کہ عشاء کے وضو سے میں نے صبح کی نماز پڑھی اور تہجد کے لئے وضو کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔علمی برکت یہ ہوئی کہ چارپائی پر لیٹ کر قرآن کریم کی ایک آیت سے آج میں نے فقہ کے سو (۱۰۰) مسئلے نکالے، جواب تک مجھے سمجھ میں نہیں آئے تھے علم کے دروازے میرے قلب کے اندر کھل گئے اور سو مسئلے ایک ہی آیت سے میں نے استنباط کئے ، یہ علم کی برکت ہوئی‘‘ یہ سن کر امام شافعیؒ کی خوشی کی انتہا نہ رہی جا کر بچیوں کو واقعہ بیان کیا ، اور کہا دیکھا ، میں نہ کہتا تھا کہ یہ امام وقت ہیں یہ سن کر بچیوں کو تسلی ہوئی۔(خطباتِ حکیم الاسلام:۳/۴۸۵)

فائدہ: معلوم ہوا کہ رزق حلال قلب میں نورانیت و معرفِ الٰہی پیدا کرتا ہے،علم و عمل میں برکت ہوتی ہے ،دعائیں قبول ہوتی ہیں عمل کی توفیق ہوتی ہے ،آج ہمارے معاشرے میں جو بے عملی ہے اس کی وجہ یہ نہیں ہے مسائل کا علم نہیں ہر شخص جانتا ہے کہ علم کے وسائل اتنے عام ہوگئے کہ پہلے زمانے میں نہ تھے، بلکہ اس کی ایک بہت بڑی وجہ رزق حلال و کسبِ حلال کا نہ ہونا ہے۔ (محمد ادریس حبان رحیمی)

بزرگوں کی سادگی عشقِ خداوندی کا مظہر ہے

تقریباً ۲۰ سال قبل بقیۃ السلف عارف باللہ حضرت حافظ عبدالستار نانکویؒ کی خدمت میں حاضری ہوئی ۔صاحب نسبت اور صاحب کشف بزرگ ،حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحبؒ رائے پوری کے مجاز تھے ۔چھٹملپور سہارنپور کے قریب ایک چھوٹی سی بستی نانکہ میں قیام فرماتھے، یہ فقیر ایک عرصہ سے حاضری اور شرفِ زیارت کا مشتاق تھا عزیزم ڈاکٹر محمد فاروق اعظم قاسمی (جو اس وقت کمسن تھے) میرے ہمراہ تھے۔

متھانہ جانا ہواتو حضرتِ اقدس کی خدمت میں بھی حاضر ہوا سلام کیا، دیکھ کر خوش ہوگئے، گاؤ تکیہ سے کمر لگا کر پاؤں پھیلائے بیٹھے تھے سیدھے بیٹھ گئے، میں نے عرض کیا حضرت آرام فرمائیں بندہ تو خادم ہے ایسے ہی لیٹے لیٹے گفتگو فرمائیں، دعا کے لئے حاضر ہوا ہوں، حضرت حافظ صاحبؒ نے فرمایا۔حضرت آپ آرام سے بیٹھے اور ایک تکیہ اپنی کمر سے نکالکر دیا۔ یہ لگاؤ اور آرام سے بیٹھ جاؤ، بندہ نے مزاج معلوم کئے فرمایا الحمدللہ اچھا ہوں، اور بہت اچھا ہوں، اللہ نے اچھا ہی رکھا ہے، میرے رب کی کیا تعریف ہوسکتی ہے...... بھلا وہ بھی کسی کو تکلیف دیتا ہے؟ نہیں، انسان پر جو بھی آفات اور مصائب وآلام آتے ہیں اس کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

اس کے بعد کئی اشعار پڑھے جو اس فقیر کو یاد نہیں رہے۔فرمایا۔حضرت آپ کے آنے سے مجھے بہت خوشی ہوئی، میں نے عرض کیا حضرت میں آپ کا خادم اور خاکروب ہوں ،حضرت سرپرست اور بزرگ تو آپ ہیں ۔فرمایا نہیں حضرت ایسا مت کہو۔اللہ تعالی نے نسبت عطا فرمائی۔ وہ نور تو الگ ہی نظر آجاتا ہے۔

اس کے بعد خادم سے فرمایا۔ جاؤ جلدی چائے بنا کر لاؤ۔خادم چائے لایا فرمایا بھائی ہماری کچھ عزت بھی رکھ لو بسکٹ بھی لاؤ حضرت کو خالص چائے پلاؤ گے۔ چائے نوش کے درمیان بنگلور کے حالات معلوم کرتے رہے، اور ایسے بے تکلف اور ایسے خوش تھے کہ گویا پہلے سے برسوں سے ملاقات ہے، بندہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ حضرتِ والا کے پیالے میں سے کچھ چائے مل جائے تو سعادت ہے۔ ابھی دل میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ حضرت حافظ عبدالستار صاحبؒ نے فرمایا۔لو۔ لو۔آپ میرے پیالے کی چائے پی لو۔ میں نے حضرت کے دستِ مبارک سے پیالہ لےکر چائے پی لی۔عزیز محمد فاروق اعظم سلمہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا فرمائی۔

ملاقات کے لئے بہت سے لوگ منتظر تھے اس لئے اجازت چاہی ۔اور دارالعلوم محمدیہ کی تاسیس کے لئے دعا کی درخواست کی حضرت نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی ۔اور فرمایا جاؤ حضرت مدرسہ شروع کرو، بس یہ سمجھ لو کہ مدرسہ تو بن گیا (اس سفر کے بعد ہی بنگلور آکر دارالعلوم محمدیہ کا آغاز کیا) اللہ تعالی آسانی فرمائے خیر فرمائے۔آمین۔

حضرت والا ایسے سیدھے سادے کہ کسی بھی قسم کا کوئی تکلف نہیں ہوتا تھا۔ حضرت کو دیکھکر آپ کی مجلس میں بیٹھ کر مجھے حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم العلوم نانوتویؒ یاد آگئے کہ میلی چٹائی پیوند لگی رضائی اور پیوند لگے کپڑے۔کھانے دال روٹی

سیدھی سادی، جو پکایا سب کے لئے حاضر ....اس ناکارہ کی خواہش تھی کہ دوبارہ حاضرِ خدمت ہو۔ اسی لئے عرض کیا حضرت دوبارہ جلدی ہی ملاقات اور زیارت کے لئے حاضر ہوں گا ۔فرمایا۔ انشاء اللہ ۔لیکن کئی سالوں تک حاضری نصیب نہ ہوئی اسی دوران حضرتِ والا اپنے اہل وعیال کے ساتھ حج پر تشریف لے گئے اور مکۃ المکرّمہ میں ہی وصال فرمایا۔

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ تو کل ہماری باری ہے

اللہ تعالی حضرت نانکویؒ کے درجات کو بلند فرمائے آمین اور ان کے سلسلہ کو عام فرمائے ان کے نقش قدم پر چلنا آسان فرمائے اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور اعلی علیین میں شمار فرمائے ۔آمین ۔(محمد ادریس حبان رحیمی)

جامعہ ستاریہ فیض عبدالرحیم میں حاضری

اور نمونہ سلف حضرت حافظ جمیل احمد مدظلہ سے ملاقات

تقریباً ۲۰ سال کے بعد حافظ ساجد اور حافظ محمد سلمان سلمہ کی دعوت پر فتحپور کلاں جانا ہوا۔ وہاں میرے ساتھی حافظ مولانا محمد ناظم صاحبؒ کی یاد میں ایک مدرسہ کا قیام عمل میں آیا۔ اسکے سالانہ جلسہ میں حاضری کی سعادت ملی حسنِ اتفاق کہ اس جلسہ میں بقیۃ السلف حضرت حافظ عبدالستار صاحبؒ کے نبیرۂ مکرم حضرت الحاج فضل الرحمٰن صاحب سے ملاقات ہوئی انہوں نے جامعہ ستاریہ میں چلنے کی دعوت دی۔ جلسہ سے فراغت کے بعد حاضری ہوئی ۔اللہ اکبر، چالیس بگھہ زمین پر شاندار ادارہ حضرتؒ کی یادگار ہے۔ جہاں درجہ تحتانیہ سے مشکوۃ شریف تک تعلیم کا نظم ہے ۔طلباء کثیر تعداد میں ہیں۔ حضرتؒ نے جو مسجد بنوائی تھی اسی میں ایک نسشت رکھی گئی جس میں اس ناکارہ کو طلباء سے نصیحت کے لئے کہا گیا۔ اللہ تعالی نے جو دل میں ڈالا وہ طلباء سے کہدیا۔ لیکن خاص بات یہ دیکھی کہ جامعہ میں ایسا نور کہ میں حیران رہ گیا۔ جدھر نظر دوڑائی نور ہی نور دیکھا۔ میں نے طلباء سے کہا کہ خانقاہ قدوسیہ رشیدیہ کے متعلق حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا تھا کہ جو یہاں ایسے ہی پڑا رہے وہ بھی خالی نہیں جائیگا۔ یہی بات میں جامعہ ستاریہ فیض عبدالرحیم کے طلباء اور اساتذہ سے کہتا ہوں کہ یہ ادارہ اپنے اندر نہایت فیوض وبرکات

رکھتا ہے۔ یہاں سے کوئی خالی دامن نہیں جائے گا۔تھوڑی توجہ دے کرعلم حاصل کرو کندن بن جاؤ گے۔دعاء کے بعد حضرت حافظ عبدالستار صاحب کے بھائی (جو اس وقت بہت بزرگ ہیں) صاحب سے ملاقت ہوئی دعاء کی درخواست کی۔

مسجد سے جامعہ کے مہمان خانہ میں حاضری ہوئی تو اس ادارہ کے روح رواں عارف باللہ حضرت حافظ جمیل احمد صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا آپ ہی حضرت حافظؒ کے جانشین اور خلف الرشید ہیں۔دیکھا تو دیکھتا رہ گیا سادگی میں کیا نور چھپا ہے۔

نگاہ برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں
وہ آدمی ہے مگر دیکھنے کی تاب نہیں

ناشتہ کے بعد ملاقات نہایت مختصر سی رہی کیوں کہ حضرت کو بھی دہرادون جانا تھا اور مجھے دیو بند حاضر ہونا تھا۔لیکن میں وہاں سے جو تاثرات لے کر آیا وہ یہ کہ ’’ہیرا کہیں بھی ہو وہ چمکتا ہی ہے‘‘ حافظ عبدالستارؒ کی فیملی نہایت سادہ مزاج ہے لیکن در حقیقت اللہ تعالیٰ نے ان کو قرآن وسنت کی ترویج واشاعت کے لئے اور مسندِ رشد وہدایت کے لئے مختص فرمالیا ہے۔اسی لئے علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا۔

سبق پڑھ پھر صداقت کا عدالت شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

اللہ تعالیٰ حضرت حافظ جمیل احمد مدظلہ کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور امت میں ان کے فیض اور برکتوں کو تادیر قائم رکھے۔آمین۔

طریقت میں بے ادبی بہت مضر ہے

بعض اعتبارات سے معصیت اتنی مضر نہیں ہوتی جتنی بے ادبی ہوتی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ معصیت کا تعلق تو اللہ تعالی سے ہے اور چونکہ وہ تاثر اور انفعال سے پاک ہے اس لئے توبہ سے فوراً معافی ہوجاتی ہے اور پھر اللہ تعالی کے ساتھ ویسا ہی تعلق پیدا ہوجاتا ہے۔بخلاف اس کے کہ بے ادبی کا تعلق شیخ سے ہے اور وہ چونکہ بشر ہے اس لئے طالب کی بے ادبی سے اس کے قلب میں کدورت پیدا ہوجاتی ہے جو مانع ہوتی ہے۔

حضرت حاجی امداداللہ صاحبؒ نے اس کی خوب مثال دی ہے کہ اگر کسی چھت کے میزاب کے مخرج میں مٹی ٹھونس دی جائے تو جب آسمان سے پانی برسے گا تو بالکل گدلا اور میلا ہوکر۔اسی طرح شیخ کے قلب پر جو ملاء اعلی سے فیوض انوار نازل ہوتے رہتے ہیں ان کا ایسے طالب کے قلب پر جس نے شیخ کے قلب کو مکدر کر رکھا ہے مکدر صورت میں ہی ہوتا ہے جس سے اس طالب کا قلب بجائے منور ومصفا ہونے کے تیرہ ومکدر ہوتا چلا جاتا ہے۔(اشرف السوانح، ج۲،ص۱۷۱۔حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ)

اپنے شیخ کو مکدر رکھنے اور مکدر کرنے کا وبال طالب پر یہ ہوتا ہے کہ اس کو دنیا میں جمعیت قلب میسر نہیں ہوتی اور وہ عمر بھر پریشان ہی رہتا ہے۔

بے ادب محروم ہو جاتا ہے

حضرت جنید بغدادیؒ کے ایک ساتھی نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا، حضرت جنیدؒ نے اس کا جواب دیدیا، اس پر اس نے اعتراض کیا تو حصرت جنیدؒ نے فرایا اگر تمھیں میری بات کا یقین نہیں تو مجھ سے کنارہ کشی اختیار کرلو۔

ایک شیخ کا مقولہ ہے ''اگر کوئی شخص واجب التعظیم ہستی کا احترام نہیں کرتا تو وہ ادب کی برکت سے محروم ہے'' کہتے ہیں جو اپنے استاد کو نفی میں جواب دے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ ترمذی کی حدیث اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو بات میں نے چھوڑ دی وہ بات تم بھی چھوڑ دو اور جو بات میں بیان کروں اسے قبول کرو، کیونکہ تم سے پہلے جو لوگ گذرے ہیں وہ بہت زیادہ سوالات کرنے اور اپنے پیغمبروں سے اختلاف کرنے کی بناء پر ہلاک ہوئے'' (اکابر کا سلوک واحسان، ص۱۱۳۔)

اجازت کی حقیقت

حضرت حکیم الامت حضرت تھانویؒ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے ''اجازت شیخ دلیل کمال نہیں بلکہ دلیل مناسبت ہے''

شیخ کامل الہام میں خیانت نہیں کرتا

شیخ مریدوں کے لئے الہام کا محافظ ہے جس طرح حضرت جبرئیلؑ وحی کے محافظ تھے کہ وہ وحی میں خیانت نہیں کرتے تھے۔ اس طرح شیخ بھی الہام میں خیانت نہیں کرتا۔ اور جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسانی خواہش کے

مطابق گفتگو نہیں فرماتے تھے اسی طرح شیخ بھی ظاہر و باطن میں آپ کی پیروی کرتا ہے۔ اور نفسانی خواہش کے مطابق کلام نہیں کرتا۔

(اکابر کا سلوک واحسان، ص۱۰۴۔ مرتب: مولانا محمد اقبال ہوشیار پوری)

بے ادب بے نصیب

با ادب با نصیب

اللہ تعالیٰ کے حضور عظمت کیسے ملتی ہے

ایک شخص اپنے نفس پر زیادتی کرنے والا اپنے ہمسایوں کے نزدیک مبغوض تھا جب اس کی وفات کا وقت آیا تو اپنے فعل پر نادم ہوا اور اپنی ماں سے کہنے لگا کہ میری قبر گھر ہی میں بنانا کہ مردوں کو مجھ سے تکلیف نہ پہونچے جیسے زندوں کو میں ایذا دیتا رہا ہوں اور کسی کو میری وفات کی خبر نہ دینا کیونکہ لوگ میرے لئے دعائے رحمت ہرگز نہ کریں گے۔ جب وہ مرگیا تو اس کی ماں نے ایسا ہی کیا جیسا اس نے کہا تھا رات کو اس نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک سبز باغ میں ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بخط نور لکھا ہے ”یہ اپنی گناہوں کا معترف بندہ ہے اس نے ذلت اختیار کی تو خدا کے نزدیک اسے عظمت نصیب ہوئی“ پھر ماں نے پوچھا کہ اے بیٹے اس نعمت تک تیری کیسے رسائی ہوگئی اس نے کہا کہ میرے رب نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا لوگوں نے تجھے چھوڑ دیا تجھ پر تنگ گیری کی تیرے سامنے راہ رحمت کو مسدود کردیا گویا میری رحمت تیرے گناہوں سے تنگ تھی یا میرے ملکی خزانے تیری نیکیوں کے محتاج تھے اپنے عزت وجلال کی قسم جو تیرے جنازہ میں بھی شریک ہوا ہوگا تیری کرامت اور تیری بے بسی پر ترس کھا کر میں نے اسے بھی بخش دیا جا میں نے تجھے معاف کیا میں نے دریافت کیا اے رب ان نعمتوں پر مجھے کس وجہ سے دسترس ملا آپ کی جانب سے کیا اتنا کافی نہ تھا کہ آپ مجھے صرف معاف فرمادیتے ارشاد ہوا اے

میرے بندے تجھے کیا معلوم نہیں کہ جب کسی کو ہم معاف کیا کرتے ہیں تو انعام بھی دیتے ہیں۔ ابن جرجانؒ کی شرح اسمائے حسنی باری تعالی میں ہے کہ ایک بار ستر آدمیوں نے حضرت ابراہیمؑ سے جود کے متعلق سوال کیا انہوں نے فرمایا مجھے تو معلوم نہیں جب تک اپنے رب سے دریافت نہ کرلوں۔ چنانچہ انہوں نے دریافت کیا خدائے سبحانہ کا ارشاد ہوا کہ جود یہ ہے کہ بندہ گناہ کرے پھر توبہ کرے پھر گناہ کرے پھر توبہ کرے پھر گناہ کرے پھر توبہ کرے تب بھی اس بندہ کی نسبت میرا یہی حکم رہتا ہے کہ میں اس کے گناہوں کو معاف کردیتا ہوں اور جو گناہ اس نے کئے ہوں ان میں سے ہر ایک کے عوض اسے نیکی عطا کرتا ہوں کیونکہ کریم وہی ہیکہ جب کسی بندہ کو معاف کرے تو اپنے پاس سے بھی کچھ اور زائد عطا کرے۔

(نزہۃ المجالس موسوم خیر المجالس۔ص ۴۴۵۔۴۴۶۔مئولف: عبدالرحمٰن صفوی)

معرفتِ الٰہی جب حاصل ہوجاتی ہے تو بندہ اپنے آپ کو اللہ تعالی کی مرضی کے سپرد کردیتا ہے جو اللہ تعالی کو پسند ہوتا ہے وہی اسے بھی پسند آتا ہے۔ اللہ تعالی کی رحمت اور جود وکرم بندوں پر کس قدر ہے اسے ایک عالم باعمل یا عارف ہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔

اس لئے سالکین کے لئے ایک اہم سبق یہ بھی ہے کہ اپنی نیکیوں اور عبادات پر بھروسہ کرنے کے بجائے اللہ تعالی کی رحمت اور فضل وکرم کا ہر وقت امیدوار رہے۔

(محمد ادریس حبان رحیمی)

کمالِ عبدیت کو اہل دل ہی سمجھتے ہیں

شیخ طریقت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے ایک صاحب نے عرض کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق ہے کوئی عمل بتلا دیجئے۔ حضرتؒ نے فرمایا ماشاء اللہ آپ بڑا حوصلہ رکھتے ہیں، ہم تو گنبدِ خضری کی زیارت کی بھی قابلیت نہیں رکھتے۔ حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا یہ ایسی چیز ہے کہ اس پر طالب علمانہ اشکال کرو تو بہت سے شبہات ہیں لیکن جو چیز اس کا منشاء تھی یعنی کمالِ عبدیت وہ اہل دل ہی سمجھ سکتے ہیں۔ نرا طالب کیا جانے ۔

ذوقِ وصال وشوق کنار آروزی کیست
ما عمیم وخذف بوسی آں آستاں بلب

اللہ اکبر! کیسی عاجزی اور انکساری اپنے آپ کو مٹا دیا .... علماء کرام اور مشائخ عظام کے سرخیل ہوتے ہوئے بھی اپنے کو کچھ نہ سمجھتے تھے۔ یہی کمالِ عبدیت ہے۔

(محمد ادریس حبان)

امام محمدؒ کی زبانی تصوف کا خلاصہ

امام محمدؒ جو امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہؒ کے سارے فقہی احکام اپنی تصانیف کے ذریعہ ہم تک پہنچائے ان کا احسان ہمارے سروں پر اتنا ہے کہ ساری عمر بھی ہم ان کے احسان کا صلہ نہیں دے سکتے۔ ان کی لکھی ہوئی کتابیں کئی اونٹوں کے بوجھ کے برابر تھیں۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ حضرت! آپ نے بہت ساری کتابیں لکھیں ہیں لیکن تصوف اور زہد کے موضوع پر کوئی کتاب نہیں لکھی؟ امام محمدؒ نے جواب میں فرمایا کہ تم کیسے کہتے ہو کہ میں نے تصوف پر کتاب نہیں لکھی، میں نے جو ''کتاب البیوع'' لکھی ہے وہ تصوف ہی کی تو کتاب ہے۔ مطلب یہ تھا کہ خرید وفروخت کے احکام اور لین دین کے احکام حقیقت میں تصوف ہی کے احکام ہیں۔ اس لئے کہ زہد اور تصوف درحقیقت شریعت کی ٹھیک ٹھیک پیروی کا نام ہے اور شریعت کی ٹھیک ٹھیک پیروی خرید وفروخت اور لین دین کے احکام پر عمل کرنے سے ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت حکیم الامتؒ بعض اوقات سالک کے اوراد ووظائف میں تساہل کو برداشت کرلیا کرتے تھے لیکن خرید وفروخت اور لین دین کے معاملہ میں ذراسی کوتاہی کو بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ کیوں کہ روزانہ کے معاملات میں حلال وحرام کا جو لحاظ نہ رکھ سکے وہ نور معرفت کیسے حاصل کرسکتا ہے۔ جب کہ معرفت کے لئے رزق حلال بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

(محمد ادریس حبان رحیمی)

تصوف سراسرادب کا نام ہے

شمائل امدادیہ ص ۵۲ میں حضرت حکیم الامتؒ سے حضرت حاجی صاحبؒ کا یہ ارشاد نقل ہے کہ ''طالبِ طریق تصوف کو چاہئے کہ ادب ظاہری و باطنی کو نگاہ میں رکھے۔ادب ظاہری یہ ہے کہ خلق کے ساتھ بحسنِ ادب وکمال تواضع واخلاق سے پیش آوے اورادب باطنی یہ ہے کہ تمام اوقات واحوال ومقامات باحق سبحانہ رہے ۔حسن ادب ظاہر سرنامہ باطن کا ہےاورحسن ادب ترجمان عقل کا ہے بلکہ ''التصوف کلہ ادب'' (تصوف سراسرادب ہے) دیکھوحق تعالی اہل ادب کی بزرگی کی مدح فرماتا ہے جوکوئی کہ ادب سے محروم ہے وہ تمام خیرات وبرکات سے محروم ہےاور جو کہ محروم ازادب ہے۔وہ قربِ حق سے بھی محروم ہے۔

از ادب پیر لور گشت ایں فلک
ازادب معصوم وپاک آمد ملک

(معارف الاکابر۔بروایت حضرت حکیم الامتؒ)

دل کے اقسام

سعید بن جبیرؒ نے کہا سلیم (تندرست صحت مند) دل مومن کا ہےاور بیمار دل کافراور منافق کا۔ابوعثمان نیشاپوریؒ نے کہا سلیم (سالم،خالی) دل اس کا ہے جو ہر بدعت سے خالی ہواورسنت پرقائم ہو۔

ایمان سے محروم دل

واذا دكر اللـه وحده اشما زت قلو ب الذين لايئومنون با لآخرة ،واذا ذكر الـذين من دونه اذاهم يستبشرون ''جب اکیلے خدا کا ذکر کیا جاتا

ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں اور جب اس کے سوا دوسرں کا ذکر ہوتا ہےتو یکا یک وہ خوشی سے کھل اٹھتے ہیں'' (الزمر د۴۵)

متکبر دل

يطبع الله على كل قلب متكبر جبار
اللہ ہر متکبراور جبار کے دل پرٹھپہ لگا دیتا ہے۔

غرور کی سزا:۔جولوگ حق کے سامنے غرور سے گردن نہ جھکائیں گے اور پیغمبروں کے ارشادات سن کر سر نیچا نہ کریں آخر کار ان کے دلوں پر اللہ تعالی اسی طرح مہر کر دیتا ہے کہ پھر قبولِ حق اورنفوذ خیر کی گنجائش ہی نہیں رہتی ۔(تفسیر عثمانی)

اہل اللہ کی صحبت سے دل کی صفائی ہوتی ہے

قلب کی درستگی ذکراللہ اور صحبتِ اہل اللہ سے ہوتی ہے۔آج کہاں سے لاؤ گے یہ چیزیں۔فرصت نہیں، ٹائم نہیں ملتا، ٹائم اس لئے نہیں کہ اللہ نے تندرستی دے رکھی ہے ابھی ذرا کان میں درد ہو جائے سارا ٹائم نکل آئے گا۔وقت تو نکالنے سے نکلتا ہے بعض لوگ انتظار میں رہتے ہیں فرصت جب فرصت ہوگی تب ذکراللہ کریں گے تم تو فرصت کا انتظار کر رہے ہو، اور فرصت تمہارا انتظار کر رہی ہے عمر بھر تم کو فرصت نہیں ملے گی یہ تو نکالنے سے نکلے گی گھر کی ضروریات کے لئے، مقدمہ کے لئے اور دوا کے لئے وقت نکالتے ہو، صحبت اہل اللہ کے لئے کیوں نہیں نکالتے جس مالک نے سب کچھ دیا ہے نفس کی خاطر تم چوبیس گھنٹے میں سے کتنے نکالتے ہو۔اللہ کے شکر کے لئے کتنا وقت نکالتے ہو۔وقت نکلتا نہیں نکالا جاتا ہے۔

نفس سے مطالبہ کرو کہ آرام اور کھانے کمانے اور بچوں میں کتنا وقت لگاتا ہے اور ذکر کے لئے کتنا مقرر کیا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو دن میں دو تہائی اور رات میں دو تہائی اللہ کی یاد کے لئے نکالا ہے تم چوتھائی آٹھواں کچھ تو نکالو آٹھواں حصہ تو بہت کم وہ تین گھنٹہ ہے، اس میں بھی بہت کچھ کر سکتے ہو۔اب یہ سمجھ لو کہ ادنی درجہ آٹھواں حصہ یعنی تین گھنٹہ ہے جس میں نفس کی پیروی کی کاروبار کی کوئی

شمولیت نہ ہو اب اس میں اگر سب نمازیں بھی شامل کرو تو بہت خشوع سے دو گھنٹہ ہوتے ہیں یعنی نمازوں کے علاوہ ایک گھنٹہ نکالو اس لئے کہ علاج کرنا ہے دل کا۔ہمارا دل بیمار ہے۔سب سے اچھا یہ ہے کہ کسی اللہ والے سے رابطہ پیدا کرو، اپنی باگ اس کے ہاتھ میں دے دو جب تک ڈاکٹر کی رائے سے علاج نہ کراؤ گے صحت کاملہ نہ ملے گی۔

(حضرت مفتی محمد شفیع احمد صاحبؒ، مفتی اعظم پاکستان)

محبت الٰہی حاصل کرنے کا طریقہ

حضرت حکیم الامتؒ نے ارشاد فرمایا:......اگر اللہ تعالی کی محبت چاہتے ہو تو کسی اللہ والے کے دل میں بیٹھ جاؤ اور اس کے ساتھ رہو، انشاء اللہ، اللہ تعالی سے محبت ہو جائیگی۔ دوسرے ذکراللہ کی کثرت کرتے رہو۔

اب تو اس دل کو ترے قابل بنانا ہے مجھے:۔

حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب قدس اللہ سرہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے کہ ؎

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں برباد ہوں
اب تو اس دل کو ترے قابل بنانا ہے مجھے

جو آرزوئیں دل میں پیدا ہو رہی ہیں وہ چاہے برباد ہو جائیں۔چاہے ان کا خون ہو جائے اب میں نے تو ارادہ کر لیا ہے کہ تیرے قابل مجھے اب اس دل کو بنانا ہے۔ اب اس دل میں اللہ جل جلالہ کے انوار کا نزول ہوگا۔اب اس دل میں اللہ کی محبت جاگزیں ہوگی۔

تصوف کا خلاصہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ہم کو پہلے سے خبر ہوتی کہ تصوف میں اخیر میں کیا چیز حاصل ہوتی ہے تو میاں ہم کچھ بھی نہ کرتے۔ مدتوں کے بعد معلوم ہوا کہ جس کے لئے اتنے مجاہدات اور ریاضت کئے تھے وہ ذرا سی بات ہے۔ حضرتؒ نے تو اپنی عالی ظرفی کی وجہ اس ذرا سی بات کو نہیں بتلایا۔

میں اپنی کم ظرفی کی وجہ سے بتلاتا ہوں کہ وہ ذرا سی چیز ہے کیا جس کے حاصل کرنے کے لے اتنی محنتیں کرنی پڑتی ہیں۔ وہ یہی ہے کہ جس کو تبدیلی ثانی کے عنوان سے میں نے بیان کیا ہے کیونکہ یہ تبدیلی ہے پیدا کرنے والی تعلق مع اللہ کی اور یہی ہے محافظ تعلق مع اللہ کی اور یہی ہے بڑھانے والے تعلق مع اللہ کی۔ غرض وہ ذرا سی بات جو تصوف کا حاصل ہے یہ ہے کہ جس طاعت میں سستی ہو، سستی کا مقابلہ کر کے اس اطاعت کو کرے اور جس کو یہ بات حاصل ہوگئی اس کو پھر ضرورت نہیں نہ شیخ کی نہ سید نہ مغل کی نہ پٹھان کی۔ نہیں تو چاروں ذاتوں کی ضرورت ہے ۔

کشند از برائے دلے بارہا
خورند از برائے گلے خارہا

شیخ کا بس یہی کام ہے کہ اسی ذرا سی بات کے حاصل کرنے کی تدبیریں بتلاتا ہے اور کچھ نہیں کرتا۔ بدونِ شیخ کے اس کا حصول مضمر ہے۔ قدم قدم پر گاڑی اٹکے گی یہ پتہ نہ چلے گا کہ ادھر جاؤں یا ادھر دونوں چیزیں ایک نظر آئیں گی ۔

بحر تلخ و بحر شیریں ہمعناں
درمیان شان برزخ لا بیضاں

(کمالاتِ اشرفیہ، ص ۲۷۲)

اللہ تعالیٰ کو سخاوت محبوب ہے

ابن خلکانؒ نے لکھا ہے کہ ایک بار ایک شخص اپنی زوجہ کے ساتھ بیٹھا مرغ کا گوشت کھا رہا تھا اس کے پاس ایک سائل آیا اس نے اس کو نامراد لوٹا دیا کچھ مدت کے بعد ایسا ہوا کہ اس کے پاس مال نہ رہا اور اس نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی اور اس نے کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لیا ایک شب کا ذکر ہے کہ وہ عورت اپنے نئے خاوند کے ساتھ بیٹھی ہوئی مرغ کا گوشت کھا رہی تھی اتنے میں ایک سائل آیا اس عورت سے اس نے کہا کہ اس کو مرغ کا گوشت دے دے اس نے دے دیا دیکھتی کیا ہے کہ وہ اس کا پہلا خاوند ہے اس نے اپنے نئے خاوند سے یہ ماجرا بیان کیا اس نے خدا کی قسم کھا کر کہا میں ہی پہلا سائل تھا جسے اس نے نامراد لوٹایا تھا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زبیرؓ میں تمام لوگوں کے پاس خدا کا رسول بن کر آیا ہوں خدا تعالیٰ جب اپنے عرش پر مستقر ہوا اور اس نے اپنی خلق کی طرف نگاہ کی تو کیا ارشاد فرمایا؟ یہ ارشاد فرمایا اے میرے بندو! تم میری خلق ہو اور میں تمہارا رب ہوں تمہاری روزیاں میرے قبضہ میں ہیں جس چیز کا میں کفیل ہو چکا ہوں تم اس کے لئے رنج و تعب میں نہ پڑو مجھ سے اپنی روزی مانگا کرو اور میرے ہی سامنے اپنی حاجتیں پیش کیا کرو اور میرے سامنے قائم رہا کرو میں تم پر تمہاری روزی برسا دوں گا یہ بھی معلوم ہے کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا یہ فرمایا کہ میرے بندے دینے میں صرف کیا کر میں تجھے دوں گا لوگوں پر کشائش کر میں تجھ پر کشائش کروں گا

تو تنگی سے پیش نہ آ ورنہ میں تجھ پر تنگی کروں گا رزق کا دروازہ ساتوں آسمانوں کے اوپر سے کھلا ہوا عرش تک چلا گیا ہے نہ دن میں بند ہوتا ہے نہ رات کو تا کہ خدا ہر شخص پر اس کی نیت اور بخشش اور خیرات دینے دلانے کی موافق روزی اتارا کرے جو اس میں کثرت کرتا ہے خدا اس کے لئے کثرت کرتا ہے جو کمی کرتا ہے خدا اس کے لئے کمی کرتا ہے۔اے زبیرؓ خدا خرچ کرنے کو پسند کرتا ہے اور ہاتھ روکے رکھنے کو ناپسند فرماتا ہے بیشک سخاوت یقین سے ہوتی ہے اور بخل شک سے اور جو یقین رکھتا ہے خدا اس کو دوزخ میں داخل نہیں کرے گا اور جو شک رکھتا ہے اسے جنت میں داخل نہ کریگا۔اے زبیرؓ یقیناً خدا کو سخاوت محبوب ہے اگرچہ خرمے ہی کے ٹکڑے سے ہو اور اسے شجاعت محبوب ہے اگرچہ سانپ اور بچھو کے مارڈالنے ہی میں ہو۔

(نزہۃ المجالس موسوم بہ خیر المجالس، ص ۴۲۵۔مئولف: عبدالرحمٰن صفوی)

اہلِ تصوف کا ارشاد ہے کہ بخل اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتے بعض اہل اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ سخاوت کے بغیر تصوف حاصل نہیں ہوسکتا۔کیوں کہ صوفیا کرام اور عارفین کے نزدیک دنیا کے مال ومتاع کی کوئی قیمت نہیں۔نیز وہ مال سے اپنی ذات کے مقابلہ میں بندگانِ خدا کو نفع پہونچانے میں پیش پیش رہتے ہیں،صحابہ کرام،تابعین اور صالحین کے واقعات اس ضمن میں کثیر ہیں۔(محمد ادریس حبان رحیمی)

تکبر حماقت سے ہوتا ہے:۔

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ تکبر ہمیشہ جہل سے ہوتا ہے میں نے جہل کی جگہ احمق کردیا کہ تکبر ہمیشہ حماقت سے ہوتا ہے۔یہ ذرا واضح لفظ ہے مراد جہل سے بھی حضرت کی یہی تھی۔اگر کوئی برسوں تجربہ کرتا تب بھی ایسی بات نہ کرسکتا جو ان حضرات کو فی البدیہ معلوم ہوجاتی ہے۔

خدا کو نہ پہچاننے والی قوم کبھی عاقل نہیں ہوسکتی:۔

مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کے سامنے جب کوئی اہل یورپ کو عقلمند کہتا تو نہایت برہم ہوجاتے اور فرماتے تھے کہ جو قوم خدا کو بھی نہ پہچانے وہ خاک عقلمند ہے۔یاں یوں کہو کہ چاقو قینچی بنانا خوب جانتے ہیں یعنی کاریگر اچھے ہیں اور صنعت کو عقل سے کیا واسطہ؟ عقل کا کام علم ومعرفت ہے اس سے ان لوگوں کو مس بھی نہیں (یعنی دور کا واسطہ بھی نہیں)۔(نوید جاوید،ص ۳۲)

بزرگوں کی توجہ بڑی دولت ہے:۔

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: بزرگوں کی توجہ اور عنایت بڑی دولت ہے اس کی قدر کرنا چاہئے میں تو اپنے متعلق عرض کرتا ہوں کہ جو کچھ بھی ہے سب اپنے بزرگوں کی نظر اور توجہ کی برکت ہے۔یہاں پر جو مدرسہ ہے کوئی مستقل اس کی آمدنی نہیں،شان وشوکت نہیں۔مگر حضرت گنگوہیؒ نے ایک مرتبہ یہاں کی نسبت فرمایا تھا کہ بینائی نہیں رہی ورنہ ایک مرتبہ تھانہ بھون جا کر دیکھتا۔(الاضافات الیومیہ،جلد ۲،ص ۱۳۴)

تکبر کی نیت سے تواضع کا اظہار مذموم ہے

مولانا محمد یعقوب صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ آج کل تواضع کی شکل میں تکبر ہوتا ہے یعنی بہت سے لوگ صورت میں تواضع اس لئے اختیار کرتے ہیں کہ لوگ ان کی اور زیادہ تعریف کریں۔مثلاً کہتے ہیں کہ صاحب میں تو کوئی چیز نہیں اور دل میں یہ ہوتا ہے کہ میں سب کچھ ہوں۔یہ صرف اس لئے کہتا ہے کہ سننے والے اور زیادہ تعریف کریں گے اور اس کا امتحان کہ ان الفاظ سے واقعی تواضع مقصود ہے یا

محض تصنع اور بناوٹ یہ ہے کہ جب یہ کہا جائے کہ میں نالائق ہوں اور سامع بھی اگر اس کی موافقت کرے اور کہے کہ واقعی آپ نالائق ہیں تو پھر دیکھئے ان کی کیا حالت ہوتی ہے۔ (تفصیل التوبہ، ص۳۴)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص مجمع میں اپنی مذمت بیان کرے اس نے درحقیقت اپنی مدح کی ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے اس وقت لوگ اس کی مدح کریں گے اور یہ کید نفس ہے کہ لوگوں سے اپنی مدح کرا کر خوش ہونا چاہتا ہے جس کی یہ سبیل نکالی ہے کہ خود اپنی مذمت کرنے لگے اور یہ علامات ریاء میں سے ہیں۔

"اللھم احفظنا من کیدالنفس۔" آمین

حکایت ہے کہ ایک بار کسی نے حضرت حسن بصریؒ کو آواز دیتے ہوئے کہا، اے ریا کار! ذرا ہماری بات سنو تو ان بزرگ نے برا نہیں مانا بلکہ خوش ہو کر فرمایا سبحان اللہ تم واحد شخص ہو جس نے مجھے اصلی نام سے پکارا ہے۔ یہ تواضع اور انکساری کی اعلیٰ مثال ہے۔ (محمد ادریس حبان رحیمی)

تکبر کی اصلاح

حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ ہر دینی کام میں سب کے روح رواں تھے اور نام رکھنے میں ہمیشہ پیچھے رہتے تھے اور جس طالب علم کے اندر تکبر دیکھتے اس سے کبھی کبھی جوتے اٹھوایا کرتے تھے اور جس کے اندر تواضع دیکھتے تھے اس کے جوتے خود اٹھالیا کرتے تھے۔ (ملفوظات کمالاتِ اشرفیہ، ص۵۶)

خاکساروں سے خاکساری تھی
سربلندوں سے انکسار نہ تھا

گستاخانہ کلمات کہنے کی مذمت

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: ایک پیر نے مرید سے پوچھا کہ تو اللہ تعالیٰ کو جانتا ہے اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کو کیا جانوں میں تو آپ کو جانتا ہوں (نعوذ باللہ) اس پر کوئی عالم ایسے لوگوں کی تکفیر کرے تو اس کی کیا خطاء ہے؟ میں نے یہ حکایت مولانا محمد یعقوبؒ کے سامنے بیان کر کے کہا وہ مرید تو کافر ہو گیا ہوگا؟ مولانا نے فرمایا نہیں، کافر کیوں کہتے ہو، تم ہی بتلاؤ کیا تم اللہ تعالیٰ کو پورا پورا جانتے ہو؟ مولانا کا مقصود ایک احتمال سے نکالنا تھا ممکن ہے اس کا مطلب یہ ہو کہ میں حق تعالیٰ کو ایسا نہیں جانتا جیسا پیر کو جانتا ہوں پھر کافر کیونکر ہوا۔ خیر یہ تو علماء کی شفقت ہے کہ مسلمان کے اقوال کی تاویل کر لیتے ہیں ورنہ ان الفاظ کے سنگین ہونے میں کیا شبہ ہے۔ (ارضاء الحق، ج۱، ص۲۳)

آج کل بھی بعض جدید تعلیم یافتہ اور جہل عوام اکثر گستاخی اور بے باکی کے ایسی باتیں کہہ دیتے ہیں۔ زبان کو اس قسم کے بے ہودہ کلمات سے آلودہ نہ کرنا چاہئے۔ ورنہ خداوند قدوس کی ناراضگی کا اندیشہ ہے۔ "ان بطش ربك لشديد" (بروج، آیت ۱۲) (بے شک آپ کے رب کی پکڑ بہت سخت ہے) اس لئے بات کرنے سے پہلے سوچ لینا چاہئے کہ زبان سے کیا کہنا ہے۔

زباں منہ اندر ہوتی زباں ہے
بڑھے ایک نقطہ تو ہوتا زیاں ہے

(معارف الاکابر، ص۳۰۷، بروایت حضرت حکیم الامتؒ)

حضرت جابرؓ کی قلبی کیفیت

حضرت جابر بن عبداللہؓ ایک دن گھر میں تشریف لائے کچھ اداس، غمگین اور چہرہ اترا ہوا بیوی نے پوچھا! آج آپ غمگین کیوں؟۔ فرمایا: "خزانے میں دولت اتنی جمع ہوگئی

ہے کہ میرے دل کے اوپر بار پڑ رہا ہے اور میرا قلب پریشا ہو رہا ہے“۔فرمایا: کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا“فرمایا:”گھبرانے کی کیا ضرورت ہے؟ صدقہ کرنا شروع کردو،غریبوں کو دینا شروع کردو“۔

فرمایا:”واقعی تدبیر تو بہت اچھی ہے،چنانچہ جا کر خزانچی کو حکم دیا کہ تقسیم شروع کردو۔صبح کو جو حساب لگا تو رات بھر میں غرباء کے اوپر چھ لاکھ روپیہ تقسیم ہوا صبح کو آکر بیوی کے ہاتھ چومے کہ اللہ تعالی تجھے جزائے خیر دے،کیسی اچھی تدبیر بتائی میرا دل ہلکا ہو گیا۔(خطباتِ حکیم الاسلام:۳/۴۱۸)

فائدہ: اتنے بڑے دولت مند مگر قلب متوجہ الی اللہ تھا،زیادہ دولت بڑھتی تھی اور دل پر بار پڑتا تھا۔ہمارے یہاں کم ہو جائے تو دل پر بار پڑتا ہے،زیادہ ہو تو خوشی ہوتی ہے۔

سالکین خدا تعالی سے اس طرح پناہ مانگیں

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ سالک اللہ تعالی سے اس طرح پناہ مانگے کہ گمراہ شیطان کے بدخطرات اور نفس کے وسوسوں سے میں اللہ کریم کے ہاں پناہ چاہتا ہوں جو عرش کرسی کا مالک ہے۔جن،انسان،ریاکاری،نفاق،غرور تکبر،اپنے آپ کو بزرگ جانتے اور سب بری خصلتوں سے جو دل میں پیدا ہوتی ہیں اور ہر لذت اور شہوت سے جو ہلاک کرتی ہے،پناہ چاہتا ہوں۔

ہر بدعت گمراہی اور نفس کی خواہشیں جو جسم کو آگ میں لے جاتی ہیں،ان سے پناہ مانگتا ہوں۔ایسے قول اور فعل اور فکر سے جو عرش کی غیبی باتوں کا اثر میرے دل میں پیدا نہ ہونے دے اور اسے بھانپ لے اور نفس کی ایسی خواہش کی پیروی کرنے سے بھی پناہ مانگتا ہوں،جو گمراہ کرنے والی ہو،برے اخلاق سے،نفس کی بری خاصیت،شیطان مردود سے،تعریف کئے گئے بزرگ بادشاہ کے ہاں پناہ مانگتا ہوں۔اس کی عبادت میں غفلت کرنے کے باعث عذاب ملنے سے،اس کے یہاں پناہ مانگتا ہوں جو اللہ شہ رگ سے زیادہ قریب ہے،دوست ہے۔جب وہ گنہگاروں پر غصہ کرے تو میں اس کے قہر سے پناہ چاہتا ہوں اپنے اصل اور فرع کو بھلا کر اللہ کے سوا دوسری جانب مشغول ہونے سے امن چاہتا ہوں۔اپنے انجام سے غافل ہونے پر امن چاہتا ہوں۔غرور کرنے،فرمانبرداری،عبادت اور نیکی کو ترک کرنے سے امن چاہتا ہوں،جھوٹی قسم،گناہ اور برے انجام سے پناہ چاہتا ہوں کہ نیکی سے خالی ہو جاؤں اور موت کے آنے کا ہر وقت ڈر لگا رہے(برے انجام سے ڈروں)۔(غنیۃ الطالبین،ص۲۲۲)

پیر بھائیوں کے آداب

مرید کو چاہئے کہ جو چیز اپنے لئے پسند کرے وہی اپنے پیر بھائی کے لئے پسند کرے۔ تمام آداب کا خلاصہ اور نچوڑ یہی ہے مزید تفصیلا درج ذیل ہیں۔

☆......۔مرید اگر اپنے پیر بھائی کی خطا اور لغزش پر مطلع ہو تو اس کی پردہ پوشی کرے۔

☆......۔ جو شریف لوگوں کے عیوب کو دیکھے اور ان کو برے مقاصد پر محمول کرے تو اس کا باطن ویران ہو جائیگا۔طبرانی شریف میں مرفوع روایت ہے کہ جو شخص لوگوں کے عیوب تلاش کریگا تو اللہ تعالی اس کے عیوب تلاش کریگا۔اور جن کے عیوب اللہ تعالی تلاش کرے گا تو اس کو ذلیل وخوار کردے گا اگرچہ وہ اپنے کجاوہ کے بیچ ہی میں ہو۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے تھے کہ بخدا ہم ایسی جماعت دیکھتے تھے کہ ان میں کوئی عیب نہ تھے۔ پھر جب وہ لوگوں کے عیب کی جاسوسی اور تلاش میں پڑ گئے تو اللہ تعالی نے ان کے عیوب بھی ظاہر کردئے۔حضرت شیخ علی مرضیؒ فرماتے تھے کہ جس نے پیر بھائیوں کی لغزشوں کو نہ چھپایا درحقیقت اس نے اپنی لغزشوں کے پردے کھول دیئے۔

سید احمد زاہدؒ فرماتے تھے کہ جب تم کسی کو پوشیدہ گناہ کرتے دیکھو تو اسے پوشیدہ تاکید کرو اور اگر علانیہ کرتے دیکھو تو علانیہ نصیحت کرو۔

☆......۔مرید کو چاہئے کہ اپنے پیر بھائیوں کی دنیوی خیر خواہی بھی کرے مگر

اس سے بڑھ کر ان کی دینی خیر خواہی کرے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’**الدین النصیحة** ‘‘(دین خیر خواہی کا نام ہے)

☆......۔اگر کوئی مرید ساری رات جاگ کر عبادت کرے تو بھی اپنے آپ کو اس بھائی سے افضل نہ سمجھے جو فقط سحری کے وقت جاگے۔بلکہ اس کی نیند کو اپنی عبادت سے افضل جانے۔

☆......۔سالک پر واجب ہے کہ وہ اپنے آپ کو تمام مسلمانوں سے کم تر سمجھے ایسا نہیں کرے گا تو متکبرین میں شمار ہوگا۔سید عبدالعزیز دیرینیؒ فرماتے تھے کہ سالک اپنے آپ کو تمام مخلوق سے کم تر سمجھے۔

☆......۔سالک کو چاہئے کہ اپنے بھائیوں کو اپنی ذات پر ترجیح دے اور ان کی ایذاؤں کو برداشت کرے۔

☆......۔حضرت امام حسنؒ فرماتے تھے کہ بھائی کے آداب میں سے ہے کہ اپنے بھائیوں کی خدمت کرے پھر ان کے پاس معذرت کرے کہ ان کا جو حق تھا وہ ادا نہیں ہوسکا۔

☆......۔اگر سالک کسی مجلس ذکر سے پیچھے رہ جائے تو وہ اپنے آپ کو سب بھائیوں کے سامنے ملامت کرے۔اس ادب میں حضرت سفیان ثوریؒ اپنے ہم عصروں پر سبقت لے گئے تھے۔

☆......۔اگر سالک نیکی میں پیچھے رہ جائے اور اس کے بھائی اس کو ملامت کریں تو اسے چاہئے کہ حجت بازی نہ کرے بلکہ کثرت کے ساتھ استغفار شروع کردے۔

☆......۔سید احمد رفاعیؒ فرماتے تھے کہ جس شخص نے اپنے نفس کی طرفداری کر کے بحث کی وہ ہلاک ہوا۔

☆......۔سالک پر حق ہے کہ وہ تہمت والی جگہوں سے اور ناشائستہ کاموں کے ارتکاب سے دور رہے۔

☆ ...... سالک کو چاہئے کہ اپنے پیر بھائیوں کو محبت والفت سے آداب سکھائے مگر اپنے آپ کو ان سے افضل نہ سمجھے۔

☆ ...... سالک کو چاہیے کہ اپنے جان ومال سے اپنے پیر بھائیوں کی خدمت کرے۔ حدیث پاک میں ہے ''**واللہ فی عون العبد مادام العبد فی عون اخیہ** '' (جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہے اللہ تعالی اس بندے کی مدد میں ہے)

☆ ...... اگر شیخؒ کسی مرید کو مجلس سے نکال دے یا اس پر عتاب کرے تو اس کے دوسرے پیر بھائی اس کی غیبت میں مبتلا نہ ہوں۔ ممکن ہے اللہ تعالی کی نظر میں یہ غیبت کرنے والے اس نکالے ہوئے شخص سے زیادہ بدحال اور گنہگار رہوں۔

☆ ...... سالک کو چاہئے کہ وہ جماعت کے کمزوروں، ضعیفوں، معذوروں اور بوڑھوں کی خدمت کرے۔ حضرت سید علی خواصؒ فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے اوپر رحمت کا نزول چاہے وہ کمزوروں کی مدد کرے اور سمجھے ''**ھذا شرفی** '' (یہ میری عزت ہے)

☆ ...... علی خواصؒ فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص تم پر ظلم کرے تو تم اسے معاف کردو یوں مت کہو کہ شریعت نے مجھے ظلم کے برابر بدلہ لینے کی اجازت دی ہے۔ بہت سی چیزیں شریعت میں جائز ہیں مگر ان کا ترک کرنا افضل ہوتا ہے۔

☆ ...... سید علی خواصؒ فرماتے تھے کہ جب تیرا پیر بھائی تجھے ملنے آئے تو اس سے کھڑا ہو کر نہایت اکرام سے ملا کر۔

☆ ...... اگر سالک اپنے کسی پیر بھائی سے ناراض ہوجائے تو تین دن سے زیادہ ناراض نہ رہے۔ پھر اگر سالک نے گفتگو کرنے کی غرض سے سلام میں پہل کرلی تو بہت اچھا۔ اب اگر وہ جواب دے تو ٹھیک ورنہ سالک پر الزام نہیں۔

ناراضگی اور نہ بولنے کا گناہ دوسرے پر ہوگا۔

☆ ...... سالک کو چاہئے کہ اس کے پیر بھائیوں میں سے جو بھی اس پر احسان کرے تو یہ اس احسان کا بدلہ چکانے کی کوشش کرے۔

☆ ...... سالک کو چاہئے کہ اپنے پیر بھائیوں کو اپنی دعاؤں میں نہ بھولے۔ حدیث کے مطابق ایک فرشتہ اس کو کہے گا کہ ''**ولک مثل ذلک** '' (تیرے لئے بھی اس جیسا ہو) یادرکھیں فرشتے کی دعاء رد نہیں ہوتی۔

☆ ...... امام شافعیؒ فرماتے تھے کہ تو اپنے بھائی کی مروت پر اعتماد کر کے اس کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کر۔

☆ ...... سالک کو چاہئے کہ جب اس کا بھائی اپنی مصیبت کی حالت میں اس سے مدد چاہے تو وہ اس پر بخیلی نہ کرے۔ اگر چہ اپنے جبہ زائد جوتوں اور گیہوں وغیرہ سے ہو۔

سالک کو چاہئے کہ اپنے پیر بھائیوں سے گفتگو کرتے ہوئے شیریں زبانی سے کلام کرے۔ اگر بدزبانی سے معاملہ کریگا تو محروم ہوجائیگا۔ حدیث پاک میں ''شر الناس من ترکہ الناس اتقاء فحشہ'' (برا آدمی وہ ہے جس کی بدمزاجی کی وجہ سے لوگ اسے چھوڑ دیں)۔ سید علی خواصؒ فرماتے تھے کہ بولنے میں احتیاط لقمہ اور کپڑوں کی احتیاط سے زیادہ ضروری ہے۔

☆ ...... سالک کو چاہئے کہ گناہ سے نفرت کرے گنہگار سے نفرت نہ کرے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیاز کے متعلق فرمایا ''**انھا شجرۃ اکرہ ریحھا** '' (یہ ایسا پودا ہے کہ میں اس کی بو کو ناپسند کرتا ہوں) پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیاز کے بارے میں نہیں اس کی بو کے بارے میں ناگواری کا اظہار فرمایا۔

☆ ...... سالک کو چاہئے کہ وہ اپنے پیر بھائیوں کی حاجات کو نفلی عبادات پر مقدم رکھے۔

☆......حضرت سلیمان دارانیؒ فرماتے تھے کہ طریقت میں ترقی پانے والے لوگ وہ ہیں جن کو پیر بھائیوں کے بیت الخلاء صاف کرنے پڑیں تو اسے اعزاز سمجھیں۔امام غزالیؒ ،سید علی خواصؒ اور شیخ امین الدینؒ جیسے حضرات نے اپنے وقت میں یہ خدمت کی ۔حضرت مولانا الیاسؒ جماعت کے افراد کے لئے استنجا گاہیں صاف کرتے تھے اور بارگاہ ایزدی میں اس سعادت کے حصول پر شکرادا کرتے تھے۔

☆......سالک کو چاہئے کہ دورانِ سفر ضرورت کی اشیاء چاقو،قینچی،اور مصلے وغیرہ پاس رکھے تا کہ بوقت ضرورت دوسروں کی خدمت کر سکے۔

سالک سے اگر کسی پیر بھائی کی بے ادبی ہو جائے تو اس پر حق ہے کہ وہ عاجزوں اور ذلیلوں کی شکل بنا کر معافی مانگے ۔مثلاً اپنا سر ننگا کرے یا جوتوں کے پاس کھڑا رہے۔ہر پیر بھائی مرشد کی نشانی ہوتا ہے اس کی بے ادبی کسی طرح درست نہیں۔

☆......اگر سالک سے اس کا کوئی پیر بھائی معافی مانگے تو اسے چاہئے کہ معاف کر دے۔مستدرک حاکم کی روایت ہے۔

”من اتا ہ اخوہ متنصلا فلیقبل ذلك محقا كان او مبطلا فان لم يفعل لم يرد علی الحوض “(جس شخص کے پاس اس کا بھائی کسی گناہ کی معافی مانگنے کے لئے آئے تو اسے چاہئے کہ بھائی کا عذر قبول کرے وہ بھائی سچا ہو یا جھوٹا۔اگر عذر قبول نہ کیا تو پھر میرے حوض پر نہ آئے)

☆......سالک کو چاہئے کہ اگر کوئی پیر بھائی سے طاعات ومنصب میں آگے بڑھ جائے تو اس سے حسد نہ کرے۔

☆......سالک کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو کسی دوسرے شیخ کی جماعت سے افضل نہ سمجھے کیونکہ طریقت میں وہ بھی اس کے بھائی ہیں۔

(باادب بانصیب۔پیر ذوالفقار علی صاحب مدظلہ)

نفس اور روح دو الگ مقام ہیں

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ نفس اور روح دو مقام ہیں ایک میں شیطانی وسوسے آتے ہیں اور دوسرے میں ملکی خیالات ۔فرشتہ آدمی کے دل (روح) میں پرہیزگاری پیدا کرتا ہے۔اور شیطان آدمی کے نفس میں نافرمانی کے خیالات ڈالتا ہے۔نفس اعضاء کو گناہوں میں لگاتا ہے۔

عقل اور خواہش نفس دو خادم ہیں

آدمی کے جسم میں دو خدمت گار مقرر ہیں،عقل اور خواہش نفس۔یہ دونوں خادم ایک حاکم کے مطیع ہیں جسے تلقین اور اغوا کہتے ہیں۔

علم اور ایمان عقل کے دو نور ہیں

آدمی کے دل میں دو چمکتے ہوئے نور ہیں۔یعنی علم اور ایمان۔یہ سب دل کے آلات ہیں۔دل ان آلات کے درمیان ایک بادشاہ کے مانند ہے اور یہ سب اس کے لشکر ہیں۔یا یوں کہہ لیں کہ دل آئینہ کے مانند روشن اور صاف ہے۔اور یہ آلات اس کے اردگرد ہیں۔جب دل ان کی جانب دیکھتا ہے تو وہ روشن ہو جاتے ہیں اور ان کو پالیتا ہے۔یعنی وہ دل میں جلوہ ریزی کرتے ہیں۔(غنیۃ الطالبین ص ۲۲۲)

دل کیا ہے؟

قال قال رسو اللہ صلی الله علیه وسلم "ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسد ت فسد الجسد کله الا وهی القلب "(اتحاف السادة المتقین)۔

فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوتو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ ہوبگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔خوب سن لو کہ وہ دل ہے۔

عافیت بہت بڑی چیز ہے

عافیت بہت بڑی چیز ہے اسکے مقابلے میں ساری دولتیں ہیچ ہیں۔عافیت دل ودماغ کے سکون کو کہتے ہیں اور یہ سکون اللہ تعالی کی طرف سے حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالی یہ دولت بلاکسی سبب اور استحقاق کے عطا فرماتے ہیں۔عافیت کوئی نہیں خرید سکتا، نہ روپیہ خرید سکتا ہے نہ سرمایہ نہ منصب۔عافیت کا خزانہ صرف خدا کے پاس ہے خدا کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔(عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ)

انسان کب افضل بنتا ہے

''انسان نہ اپنے مادے سے افضل بنتا ہے نہ اپنی صورت سے اور نہ اپنے لباس سے افضل بنتا ہے۔ہاں بنتا ہے تو اپنے دل سے افضل بنتا ہے اور دل کب افضل بنتا ہے جب دل عرش الرحمٰن بن جائے اور اللہ تعالی کے علمی تجلیات اس پر آنے لگیں۔ اللہ تعالی کی معرفت اس کے اندر اتر جائے۔تب کہا جائیگا کہ اب انسان حقیقی معنی میں انسان بنا ہے''۔(حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ)

ذکر اللہ سے ہی اطمینان حاصل ہوتا ہے

ذکر اللہ ہی ایسی چیز ہے جس میں چین اور اطمینان منحصر ہے اور اس طریقہ کا معین ہے اللہ تعالی کے عذاب اور نعمتوں کا مراقبہ اور کسی صاحب تحقیق کو اپنا رہبر بنا لو اور اس کے سایہ میں رہ کر اپنی زندگ ختم کردو اس کے سوا کہیں چین ہے اور نہ آرام۔

(حکیم الامت حضرت تھانویؒ)

دل کے چھ خطرات

امام المشائخ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ آدمی کے دل میں چھ طرح کے خطرے پیدا ہوتے ہیں۔یعنی چھ چیزوں کی جانب سے اسے خطرہ ہوتا ہے۔

۱۔نفس ۲۔روح ۳عقل

۴۔شیطان ۵۔فرشتہ ۶۔یقین

خطروں کی تفصیل!نفس کے خطرے کی تفصیل یہ ہے کہ نفس آدمی کو نفسانی خواہشات اور شہوت کی طرف مائل کرتا ہے خواہ وہ حلال ہو یا حرام۔شیطان کا خطرہ اعتقاد پر اثر ڈالتا ہے۔یعنی کفر اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے اسے اس بات پر مائل کرتا ہے کہ شرک کرے۔گلہ کرے۔اللہ تعالی پر وعدہ خلافی کی تہمت لگائے۔ برا کام کر کے اگلے دن توبہ کرنے کی راہ بتاتا ہے۔دنیا وآخرت میں ہلاکت کی باتیں سکھاتا ہے۔یہ دونوں خطرے بہت ہی برے ہیں۔یہ عام مسلمانوں کے دل میں وارد ہوتے ہیں۔محض برائی کی طرف رغبت دلاتے ہیں۔

اچھے خطرات

روح اور فرشتے کے خطرے۔اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اطاعت کی طرف رغبت دلاتے ہیں، دنیا اور آخرت میں سلامتی کی باتیں بتاتے ہیں (جو علم شریعت کے موافق ہوں) یہ دونوں خطرے بہت عمدہ ہیں جو خاص لوگوں کے دل سے کبھی محو نہیں ہوتے۔

عقل کا خطرہ

عقل کا خطرہ انسان کو کبھی تو نفس اور شیطان کی طرح حکم دیتا ہے (برائیوں کی ترغیب دیتا ہے) اور کبھی روح اور فرشتے کے سے احکام دیتا ہے (یعنی اچھائیوں کی ترغیب دیتا ہے) اس میں خدا کی حکمت یہ ہے کہ آدمی اپنے کاموں کو ہمت اور عقل کے مطابق درستی سے انجام دے۔نیک و بد، نفع و نقصان میں تمیز کرے۔اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم کو اپنے احکام اور بے انتہا ارادوں کے نزول کا محل بنایا ہے۔عقل اس لئے پیدا کی کہ آدمی نیک کاموں کو جانے اور خدا کی نعمتوں کی طرف توجہ کرے اور برائی اور عذاب اور گناہ سے بچے۔

یقین کا خطرہ

یقین کا خطرہ ایمان کی روح اور خدا کی طرف سے بندہ پر علم کے نزول کے پیدا ہونے کا محل ہے۔جو کامل یقین رکھنے والے اولیاء صدیقوں اور ابدالوں اور شہیدوں کا خاصہ ہے۔کیوں کہ ان حضرات سے حق امر کے سوا اور کوئی بات سرزد نہیں ہوتی۔اس کا ورود بہت پوشیدہ ہے اور آنا باریک اور تنگ ہے۔علم لدنی اور غیب کی خبروں، چیزوں کے راز کے سوا اس کا ظہور نہیں ہوتا۔خدا کے محبوب اور

برگزیدہ بندوں کو یہ خطرہ عطا ہوتا ہے۔ایسے لوگوں کو جو خدا کی ذات میں فنا ہوں۔ اور دنیا کے لوگوں سے پوشیدہ ہوتے ہیں۔فرائض اور مؤکدہ سنتوں کے سوا تمام عبادات کو باطنی عبادت میں بدل کر انہیں کبھی ترک نہیں کرتے۔ بلکہ دل سے ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہمیشہ مراقبہ میں رہتے ہیں۔ خدا نے انکی تربیت اور نگہداشت اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔اور وہ نیک آدمیوں کو دوست رکھتا ہے۔خدا ہی ان کا متولی ہے۔ان کی صلاحیت اور بہتری اسی کے ذمہ ہے۔ان کے لئے وہی کافی ہے اس نے ان کے دلوں کو غیب کی باتوں میں لگا دیا اپنے قریب کے جلوہ سے انہیں رونق بخشی۔

اپنے کلام کے لئے ان لوگوں کو بزرگی دی۔انہیں اپنی محبت کے لئے مخصوص کر لیا۔انہیں اسی کی محبت میں سکون ملتا ہے۔معرفت کے نور میں ہر روز زیادتی ہوتی ہے۔حقیقی محبوب اور معبود کے اور زیادہ قریب ہوتے جاتے ہیں۔نہ ختم ہونے والی نعمت انہیں میسر آتی ہے۔منقطع نہ ہونے والی بخشش سے مالا مال ہوتے ہیں۔انہیں بے انتہا خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔مستعار زندگی کے دن پورے کرنے پر خوشی خوشی جاوداں زندگی کی طرف چلے جاتے ہیں۔اور جاوداں ملک کی طرف اس طرح لے جائے جاتے ہیں۔جس طرح ایک دلہن کو تنگ گھر سے کشادہ اور فراخ بالا خانہ پر لے جایا جاتا ہے۔ایسے لوگوں کے لئے دنیا اور آخرت دونوں بہشت ہیں۔آخرت میں مزے کی زندگی گذارتے ہیں۔خدا کے دیدار سے ان کی آنکھیں روشن اور ٹھنڈی ہوتی ہیں۔پردے اور دروازے کے بغیر خدا کا دیدار کرتے ہیں۔وہاں انہیں روکنے والا کوئی پاسبان اور دربان نہیں۔نہ ہی وہاں کسی غیر کا احسان اٹھانا پڑتا ہے۔نہ ان پر ظلم ہوتا ہے، نہ کوئی ضرر پہنچتا ہے۔خدا کے دیدار سے ان کی آنکھیں روشن اور

ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ پاس راستی کے مقام میں ہے'' اور فرمایا کہ جولوگ نیک عمل کرتے ہیں انہیں اس کا بدلہ بھی نیک ہی ملتا ہے۔'' یعنی بہشت ملتی ہے۔اس میں بہشت کی حوریں اور خدا کا دیدار اضافی چیز ہے۔ جولوگ دنیا میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ خدا عاقبت میں بہشت سے ان کی مدد کرتا ہے۔ بزرگی ،نعمت اور سلامتی عطا کرتا ہے۔ رنج ومحنت سے نجات دیتا ہے۔ان لوگوں نے دنیا میں اپنے دلوں کو برائیوں سے پاک کر کے۔خدا کے سوا کسی طرف توجہ نہ کی۔اس لئے آخرت میں انہیں زیادہ عوض دیا گیا۔زیادہ عوض اس کا دیدار ہے۔جس کے طفیل وہ ہمیشہ فیض حاصل کرتے رہیں گے،جیسا کہ خدا نے اپنے کلام پاک میں اس کی خبر دی۔ (غنیۃ الطالبین،ص۲۲۲)

دل پر محنت نہ ہو تو
دل پتھر سے زیادہ سخت ہو جاتا ہے

انسان کا دل زمین کی مانند ہے۔انسان اگر زمین پر بہت عرصہ کاشت نہ کرے، محنت نہ کرے تو وہ بنجر ہو جاتی ہے اور وہ زمین پیداوار چھوڑ دیتی ہے۔اس لئے کہ اس پر محنت نہیں ہوئی۔ وہ زمین سخت ہو جاتی ہے۔اسی طرح فرمایا:

''انسان جب اس دل پر محنت کرنا چھوڑ دیتا ہے تو رفتہ رفتہ یہ دل سخت ہو جاتا ہے اور جب دل سخت ہوتا ہے تو ایسا کہ یہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے''

فرمایا'' **ثم قست قلوبکم من بعد ذلک** ''(پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے)۔

'' **فھی کالحجارۃ اور اشد قسوۃ** ''(پھر یہ پتھروں کے مانند ہو گئے بلکہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو گئے۔ بیشک پتھروں سے نہریں جاری ہو جایا کرتی ہیں اور جب پتھر پھٹتا ہے تو بسا اوقات اس میں سے پانی نکل آتا اور بعض پتھر تو ایسے ہوتے ہیں جو اللہ کے خوف سے کانپ اٹھتے ہیں۔

لیکن اے انسان! جب تیرا دل سخت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپتا

نہیں ہے۔ پتھر بھی دل کی اس سختی پر شرماتے ہیں۔انسان کے پاس یہی سرمایہ ہے اسے بنالے تو اللہ کے ہاں کامیاب ہوگیا اوراسے بگاڑ لے تو پھر یہ انسان بالکل ناکام ہوگیا۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ پتھر بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے روتے ہیں پتھروں سے جوچشمے پانی کے ابلتے ہیں۔وہ گویا پتھروں کے آنسو ہوتے ہیں۔ غلام عبدالرحمٰن صفویؒ نے نزہۃ المجالس میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا گذر ایک پتھر پر ہوا تو دیکھا کہ چھوٹے سے پتھر سے کثیر تعداد میں پانی ابل رہا ہے۔اللہ تعالیٰ نے پتھر کو قوتِ گویائی عطا فرمائی تو پتھر نے بتایا کہ میں اللہ کے خوف سے یعنی جہنم کے عذاب سے رورہا ہوں میری مغفرت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائیں۔ حضرت عیسی نے دعا کی۔اللہ تعالیٰ نے مغفرت کا وعدہ فرمالیا۔ا

یک عرصہ بعد دوبارہ اس طرف حضرت عیسیٰؑ کا گذر ہوا تو دیکھا کہ وہ پتھر اب پہلے سے زیادہ پانی نکال رہا ہے۔حضرت عیسیٰؑ نے پوچھا اب کیوں رورہا ہے۔تو پتھر نے جواب دیا میں اب اپنے رب کے شکر کی ادائیگی میں رورہا ہوں۔تو معلوم یہ ہوا کہ پتھر بھی اللہ تعالیٰ کے خوف اور شکرانے میں روتے ہیں لیکن افسوس انسان کیسا سخت دل ہے کہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری نہیں ہوتے۔اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب کو رقیق بنادے۔آمین۔(محمد ادریس حبان رحیمی)

حضرت شیخ عبدالقدوس قطب عالم گنگوہیؒ کے نبیرہ

یعنی شیخ ابوسعید گنگوہیؒ کو خرقہ ءخلافت کیسے ملا؟

حضرت شیخ ابوسعید گنگوہیؒ جو حضرت شیخ عبدالقدوسؒ قطب عالم گنگوہیؒ کے پوتے تھے۔حالات نے آپ کو برگشتہ بنادیا تھا۔اورایک طوائف پر عاشق ہوگئے۔ ایک رات زبردست طوفان آندھی اور شدید بارش تھی۔آسمان پر بجلی کی چمک اور بادل گرج رہے تھے۔کہ آپ کو اس طوائف کی یاد نے بے چین کردیا۔اسی وقت گھر سے نکل کر طوائف کے مکان پر پہونچے لیکن موسم خراب ہونے کی وجہ دروازہ بند تھا۔آپ نے دیکھا کہ مکان کی چھت سے ایک موٹی رسی لٹکی ہوئی ہے۔آپ نے اس کو پکڑا اوراوپر چڑھ گئے اور چھت سے سیڑھیوں کے ذریعہ نیچے چلے گئے۔تو طوائف نے حیران ہوکر کہا آپ اندر کیسے آگئے۔؟ کہا۔جو رسی تم نے لٹکا رکھی ہے اس کو پکڑ کر چھت پر چڑھ کر آگیا ہوں۔طوائف نے منع کیا۔میں نے تو کوئی رسی نہیں لٹکا رکھی ہے۔ذرا مجھے بھی بتاؤ کہ وہ رسی کہاں ہے؟ دونوں چھت پر گئے اور لٹکی ہوئی رسی تک پہنچے تو دیکھا کہ وہ رسی نہیں بلکہ ایک لمبا سانپ ہے جو چھت سے لے کر زمین تک لٹکا ہوا ہے۔دونوں یہ دیکھ کر حیران وپریشان ہوکر نیچے آگئے۔

طوائف نے گفتگو کے درمیان کہا کہ آپ کا ایک عورت کے ساتھ عشق اس انتہا کو پہنچ چکا ہے کہ عشق میں ایسے مغلوب ہوئے کہ سانپ بھی رسی نظر آیا۔کاش کہ

آپ کو ایسا عشق اللہ تعالیٰ سے ہوتا تو آپ کا مقام کتنا اونچا ہوتا۔اور اللہ تعالیٰ کے حضور کیسی مقبولیت ملتی۔اس نے کہا آپ اپنے آباء واجداد کے مقام اور ان کی بزرگی اور خدا ترسی کو بھی دیکھو۔اور اپنے آپ کو دیکھو کہ وہ کیسے مقبولِ خدا اور رسول تھے۔اور ایک آپ ہیں کہ خواہشاتِ نفس نے آپ کو غلام بنا کر گمراہ کر دیا ہے۔

طوائف کی باتوں کا شیخ ابوسعید کے دل پر نہایت اثر ہوا۔اور پھر آپ نے دل سے توبہ کی اور اپنے آپکو سدھارنے اور بنانے کے لئے بلخ جانے کا ارادہ کر لیا۔ تاکہ اپنے دادا جان شیخ عبدالقدوس قطب عالم گنگوہیؒ کے نقش قدم پر چل کر اولیاء اللہ میں شامل ہو جائیں۔چنانچہ ایک روز سامان سفر تیار کیا اور بغرض بیعت شاہ نظام الدین بلخیؒ کی خدمت میں بلخ تشریف لے گئے۔شاہ نظام الدینؒ کو اطلاع ہوئی کہ صاحبزادہ تشریف لاتے ہیں تو ایک منزل پر آکر استقبال کیا۔اور خوب خوب خاطر کیں۔ہر روز نئے اور لذیذ سے لذیذ کھانے پکوا کر کھلاتے۔ان کو مسند پر بٹھاتے تو خود خادموں کی جگہ بیٹھتے۔آخر جب شاہ ابوسعیدؒ نے اجازت چاہی کہ وطن واپس ہوں تو شاہ نظام الدینؒ نے بہت سی اشرفیاں بطورِ نظرانہ پیش کیں،اس وقت شاہ ابوسعید نے عرض کیا کہ حضرت اس دنیاوی دولت کی مجھے ضرورت نہیں نہ اس کے لئے میں یہاں آیا۔مجھے تو وہ دولت چاہئے جو آپ ہمارے یہاں سے لیکر آئے ہیں۔بس اتنا سننا تھا کہ شاہ نظام الدینؒ آنکھ بدل گئے اور جھڑک کر فرمایا کہ جاؤ طویلہ میں جا کر بیٹھو اور کتوں کے دانہ راتب کی خبر رکھو۔

غرض یہ طویلہ میں آئے۔شکاری کتے ان کی تحویل میں دیئے گئے کہ روز نہلائیں دھلائیں اور صاف ستھرا رکھیں کبھی حمام جھکوایا جاتا اور کبھی شکار کے وقت شیخ گھوڑے پر سوار ہوتے اور یہ کتوں کی زنجیر تھام کر ہمراہ چلتے۔آدمی سے کہہ دیا گیا یہ

شخص جو طویلہ میں رہتا اس کو دو روٹیاں جو کی دونوں وقت گھر سے لا دیا کرو۔

اب شاہ ابوسعید صاحبؒ جب کبھی حاضر خدمت ہوتے تو شیخ نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھتے۔چماروں کی طرح دور بیٹھنے کا حکم فرماتے اور التفات بھی نہ فرماتے تھے کہ کون آیا اور کہاں بیٹھا۔تین چار ماہ بعد ایک روز حضرت شیخ نے بھنگن کو حکم دیا کہ آج طویلہ کی لید اکٹھی کر کے لے جائے تو اس دیوانہ کے پاس سے گذریو جو طویلہ میں بیٹھا رہتا ہے۔چنانچہ شیخ کے ارشاد کے بموجب بھنگن نے ایسا ہی کیا،پاس سے گذری کچھ نجاست شاہ ابوسعیدؒ پر پڑی۔شاہ ابوسعیدؒ کا چہرہ غصہ سے لال ہو گیا تیوری چڑھا کر بولے،''نہ ہوا گنگوہ ورنہ اچھی طرح مزہ چکھاتا۔غیر ملک ہے شیخ کے گھر کی بھنگن ہے اس لئے کچھ نہیں کر سکتا''۔بھنگن نے قصہ حضرت شیخؒ سے عرض کر دیا۔حضرت نے فرمایا ہاں ابھی بو ہے صاحبزادگی کی۔پھر دو ماہ تک خبر نہ لی۔اس کے بعد بھنگن کو حکم ہوا آج پھر ویسا ہی کرے بلکہ قصداً کچھ غلاظت شاہ ابو سعید پر ڈال کر جواب سنے کیا ملتا ہے۔

چنانچہ بھنگن نے پھر ارشاد کی تعمیل کی۔اس مرتبہ شاہ ابوسعید نے کوئی کلمہ زبان سے نہیں نکالا۔ہاں تیز اور ترچھی نگاہ سے دیکھا۔اور گردن جھکا کر خاموش ہو رہے بھنگن نے آکر حضرت شیخ سے عرض کیا کہ آج تو میاں کچھ بولے نہیں،تیز نظروں سے دیکھ کر چپ ہو رہے۔حضرت شیخ نے فرمایا ابھی کچھ بو باقی ہے۔پھر دو چار ماہ کے بعد بھنگن کو حکم دیا کہ ''اس مرتبہ لید گوبر کا بھرا ٹوکرا اس پر ڈال ہی دینا کہ پاؤں تک بھر جائیں''چنانچہ بھنگن نے ایسا ہی کیا مگر اب شاہ ابوسعیدؒ بن چکے تھے جو کچھ بنا تھا۔اس لئے گھبرا گئے اور گڑگڑا کر کہنے لگے''مجھ سے ٹھوکر کھا کر بیچاری گر گئی ،کہیں چوٹ تو نہیں لگی۔؟''یہ فرما کر گری ہوئی لید جلدی جلدی اٹھا کر ٹوکرے میں

ڈالنی شروع کی کہ لاؤ میں بھردوں۔بھنگن نے قصہ حضرت شیخ سے آکر کہا کہ آج تو میاں جی غصہ کی جگہ الٹے مجھ پر ترس کھانے لگے اور لید بھر کر میرے ٹوکرے میں ڈال دی۔شیخ نے فرمایا ''بس اب کام ہوگیا''۔

اسی دن شیخ نے خادم کو زبانی کہلا بھیجا کہ آج شکار کو چلیں گے۔کتوں کو تیار کر کے ہمراہ چلنا،شام کو شیخ گھوڑے پر سوار خدام کا مجمع ساتھ جنگل کی طرف چلے۔شاہ ابو سعیدؒ کتوں کی زنجیر تھامے پا بر کاب ہمراہ ہولئے۔کتے تھے زبردست شکاری کھاتے پیتے توانا اور ابوسعید بے چارے سوکھے بدن کمزور اس لئے کتے ان کے سنبھالے سنبھلتے نہ تھے۔بہتیرا کھینچتے روکتے مگر وہ قابو سے باہر ہوتے جاتے تھے آخر انہوں نے زنجیر کمر سے باندھ لی شکار جو نظر پڑا تو کتے اس پر لپکے۔اب شاہ ابوسعیدؒ بے چارے گر گئے اور زمین پر گھسٹتے کتے ان کو کھینچتے کھینچتے چلے جاتے تھے۔کہیں اینٹ لگی کہیں کنکر چبھی بدن سارا لہولہان ہوگیا۔مگر انہوں نے اف نہ کی جب دوسرے خادم نے کتوں کو روکا اور ان کو اٹھایا تو تھر تھر کانپنے لگے کہ حضرت خفا ہوں گے اور فرمائیں گے کہ حکم کی تعمیل نہ کی،کتوں کو روکا کیوں نہیں؟ شیخ کو تو امتحان مقصود تھا۔سو ہولیا۔اسی شب شیخ نے اپنے مرشد قطب العالم شیخ عبدالقدوسؒ کو خواب میں دیکھا کہ رنج کے ساتھ فرماتے ہیں ''نظام الدینؒ میں نے تجھ سے اتنی کڑی محنت نہ لی تھی جتنی تو نے میری اولاد سے لی'' صبح ہوتے ہی شاہ نظام الدینؒ نے شاہ ابوسعیدؒ کو طویلہ سے بلا کر غسل کرایا۔تیار جوڑا پہننے کے لئے عطا فرمایا۔خوشبو لگائی اور بار بار سینے سے لگایا۔پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا۔خاندانِ چشتیہ کا فیضان میں ہندوستان سے لے کر آیا تھا وہ میں آپ کو عطا کر کے اور مجاز حقیقت بنا کر ہندوستان واپس کر رہا ہوں۔اور فرمایا ابوسعیدؒ ذرا سامنے والے پہاڑ پر دیکھو آپ نے نظر بھر کر دیکھا تو

آگ لگ گئی۔فرمایا آپ کو نسبتِ جلالی بھی حاصل ہے آنکھوں پر پٹی باندھ دی راستہ کے لئے خدام کو ساتھ کر دیا اور فرمایا گنگوہ پہنچ کر سب سے پہلے حضرت شیخ قطبِ عالم کے مرقد مبارک پر حاضری دینا اور وہیں اس پٹی کو کھولنا تا کہ نسبتِ جلالی نسبتِ جمالی میں بدل جائے۔ورنہ جہاں دیکھو گے آگ کا ظہور ہوگا۔غرض آپ خرقہ خلافت لے کر گنگوہ پہونچے۔

یہ واقعہ اگرچہ کتبِ تواریخ میں بھی ہے اور سوانح حضرت گنگوہیؒ تذکر الرشید اور ارواحِ ثلاثہ میں بھی حضرت تھانویؒ کی روایت سے نقل کیا ہے لیکن ان تمام سے زیادہ مفصل میرے پیر ومرشد حضرت مولانا الحاج مصطفٰی کامل صاحب رشیدی اعرابیؒ (نبیرہ حضرت امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہیؒ) نے سنایا تھا۔اس کو من وعن نقل کرنے کی کوشش کی ہے۔اللہ تعالی ہم سیاہ کاروں کو بھی ان حضرات کی جوتیوں میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی صفوں میں شامل فرمائے۔آمین۔(محمد ادریس حبان رحیمی)

بنی اسرائیل کے ایک عابد کی
ریاضت اور مصائب پر صبر

بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جس نے ایک عبادت خانہ میں زمانہ طویل تک خدا کی عبادت کی تھی اور خدا نے اس کے لئے انگور کا ایک درخت لگا دیا تھا جس میں سے روزانہ ایک خوشہ انگور کا توڑ کر کھایا کرتا تھا اور جب اسے پیاس لگتی تھی تو ہاتھ پھیلا دیتا تھا اس میں پانی آجاتا تھا ایک بار ادھر سے ایک نہایت خوبصورت عورت کا گذر ہوا وہ بولی اے راہب اب رات ہوگئی ہے اور بستی دور ہے مجھے آج کی رات یہیں سو رہنے دے اس کے بعد جب اس کے قریب پہونچی تو کپڑے اتار کر ننگی ہوگئی اس نے اپنی نظر نیچی کر لی اسے چھیڑنے لگی اس وقت اس کے جی میں کچھ اس کی خواہش پیدا ہوئی وہ اپنے جی میں کہنے لگا زانی کی پیشانی پر لکھا ہوتا ہے خدا کی رحمت سے ناامید اور دوزخ کی آگ سے اپنے کو ڈرایا لیکن جی نہ مانا تب اس نے اپنے جی سے کہا ادنی درجہ کی آگ کا مزہ تو پہلے چکھ اور ایک چراغ تیل بھر کر موٹی سی بتی لگائی اور اپنی انگلی لو میں رکھدی دوزخ کے داروغہ مالک نے آگ کو آواز دی کہ کھا جا آگ نے ہاتھ سمیت انگلی جلادی اس عورت نے وجد میں آکر ایک چیخ ماری اور اس کا دم نکل گیا تب راہب نے اس عورت پر کپڑا ڈال کر اسے چھپا دیا اور نماز پڑھنے لگا۔ جب صبح ہوئی

ابلیس نے شہر میں شور مچادیا کہ دیکھو راہب نے فلانی عورت سے زنا کیا اور اسے مار ڈالا بادشاہ مع لشکر کے اس کے پاس سوار ہو کر جا پہونچا اور اسے پکارا اس نے جواب دیا اس سے پوچھا کہ فلانی عورت کہاں ہے اس نے کہا میرے پاس ہے بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس آنے دے راہب بولا وہ مرگئی بادشاہ نے کہا تیرا زنا سے جی نہ بھرا یہاں تک کہ تو نے اسے مار بھی ڈالا القصہ اس کو گرفتار کر کے لوہے کی زنجیروں میں جکڑ دیا اور اسکے سر پر آرہ چلادیا اس کے سر پر آرہ چلا تو اس نے ایک آہ کھینچی خدائے تعالی نے ارشاد فرمایا اے جبرائیلؑ اس سے کہہ دو حاملین عرش کو اور آسمان کے رہنے والوں کو تو نے رلا دیا ہے اگر دوبارہ تیری آہ نکلی تو میں آسمانوں کو زمین پر گرادوں گا وہ بامید ثواب صابر رہا اور انہیں کچھ حال نہ بتلایا خدا نے اس مردہ عورت کو گویائی کردی وہ کہنے لگی یہ بے چارہ مظلوم ہے خدا کی قسم اس نے زنا نہیں کیا ہے اس کے ہاتھ کا جلنا اور سارا ماجرا بیان کیا جب انہوں نے اس کا ہاتھ جلا ہوا دیکھا اس کے قتل کرنے پر بہت پشیمان ہوئے اور اس راہب اور عورت کے لئے قبر کھودی تو اس راہب کو مشک آلود پایا ایک منادی نے آسمان سے پکار کر کہا ابھی ٹھیرو یہاں تک فرشتے ان دونوں پر نماز پڑھ لیں اس کے بعد خدا نے ان کے سامنے ایک پرچہ کاغذ گرادیا جس میں لکھا تھا ’’بسم اللہ الرحمٰن الرحیم‘‘، خدا کے پاس سے اس کے بندہ کے اعمال نامہ میں نے اپنے عرش کے نیچے منبر قائم کیا اور اپنے فرشتوں کو جمع کیا جبرائیلؑ نے خطبہ پڑھا فرشتوں کو میں نے گواہ بنایا اور جنت کی پچاس ہزار عروس کو اس کی زوجہ بنادیا یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔ (نزہۃ المجالس موسوم بہ خیر المجالس، ص ۱۳۰۔۱۳۱، جلد دوم۔ عبدالرحمٰن صفوی)

گنگوہ کے اکابر ومشائخ اور وہاں
گذرے ہوئے وقت کی کچھ یادیں

ہندوستان میں کچھ شہروں اور بستیوں کے ساتھ شریف کا لگا ہوا ہے مثلاً اجمیر شریف، کلیر شریف، گلبرگہ شریف، ناگور شریف، گنگوہ شریف وغیرہ۔اس کی وجہ یہ کہ ان بستیوں کے اندر اللہ تعالی نے اپنے محبوب بندوں کو پیدا کیا اور ان کی نسبت سے ان بستیوں کے نام کو عز وشرف حاصل ہوگیا۔اور بستیوں کا نام عزت سے لینے لگے۔

لفظ شریف نسبت مدنی ہے

دراصل یہ نسبت ہے حضور آقاء مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ہم عجمی لوگ، جیسے مکہ شریف، مدینہ شریف، بغداد شریف، کہہ کر پکارتے ہیں یہ اصل میں ان بستیوں کی عظمت اور رفعت کے پیش نظر لفظ شریف استعمال کیا جاتا ہے۔ایسی ہی بستیوں میں سے ایک بستی ضلع سہارنپور میں گنگوہ شریف بھی ہے جہاں قطب عالم حضرت شیخ عبدالقدوس صاحبؒ اور ان کے صاحبزادے حضرت شیخ حمیدالدین، حضرت شیخ رکن الدین، حضرت شیخ عبدالسلام، حضرت شیخ عبدالنبی جن کے متعلق حضرت شیخ عبدالقدوسؒ نے فرمایا تھا میرے تمام بیٹوں کو اللہ تعالی نے قطب وقت بنایا ہے

لطائف قدوسی نامی کتاب جو فارسی میں ہے اس میں حضرت قطب عالم کے بڑے فضائل ومناقب تحریر ہیں۔

شیخ نے جاگیر ٹھکرادی

روایت ہے کہ بادشاہ وقت نے شیخ عبدالقدوس قطب عالمؒ کو ایک سو گاؤں کی جاگیر عطا کرنے کا شاہی فرمان بھیجا۔جسکو شیخ ان کے صاحبزادے پڑھنے لگے۔ مغرب کی اذان کا وقت تھا مسجد پہونچے تو نماز کی تکبیر اولی فوت ہوگئی۔ شیخ عبدالقدوسؒ نے نماز کے بعد فرمایا ہم کو یہ شاہی جاگیرداری نہیں چاہئے کیوں کہ جس کا صرف ابھی فرمان ہی آیا ہے تو تکبیر اولی فوت ہوگئی۔ جب اس کی آمدنی آئے گی تو اس کی نحوست سے دین کی کون کون سی دولت ہم سے چھوٹ جائے گی۔ اس کا کسی کو کیا پتہ ہے حضرت شیخ سے وہ شاہی فرمان بادشاہ کو واپس بھجوادیا۔

مسجد عبدالنبی دہلی

شیخ عبدالنبی جو حضرت شیخ عبدالقدوس قطب عالمؒ کے صاحبزادے تھے دہلی میں اکبر باشاہ کے استاد تھے بادشاہ حضرت کی بڑی عزت اور توقیر کرتا تھا۔ دوسرے درباری لوگ شیخ عبدالنبیؒ سے حسد رکھتے تھے۔ایک بار کسی نے تیوہار کے موقع پر اکبر باشاہ، شاہی دربار لال قلعہ میں تخت شاہی پر آکر بیٹھا، شیخ عبدالنبیؒ نے دیکھا کہ اکبر نے پیشانی پر تلک لگا رکھا ہے(تاریخ میں آتا ہے کہ اس نے ہندو عورت سے شادی کی تھی) شیخ کو اس کا یہ حلیہ برداشت نہ ہوسکا اور اٹھ کر بھرے دربار میں تھپڑ رسید کردیا کہ تم نے شریعت کے خلاف یہ عمل کیسے کیا۔ چونکہ بادشاہ اپنے استاد کا احترام کرتا تھا اس لئے تھپڑ کھانے کے بعد بھی بادشاہ کی جواب

دینے کی ہمت نہیں ہوئی۔ پیچ وتاب کھا کر رہ گیا۔ کیونکہ دربار میں شیخ عبدالنبی نے طمانچہ مارا تھا اس لئے مخالفین کو مزید کہنے کا موقع مل گیا اور کہا کہ آج کل شیخ نہ صرف بادشاہ کی توہین کرنے لگے ہیں بلکہ شاہی خزانے سے سونا جواہرات بھی چرانے لگے ہیں بادشاہ کے خوب کان بھرے اور سونے کے کچھ سکے اور جواہرات قبرستان کی مختلف قبروں میں چھپا دیئے۔

بادشاہ نے پوچھا تمہیں کیسے معلوم ہے کہ شاہ عبدالنبی چور ہیں؟ انہوں نے کہا کہ عبدالنبی کبھی صبح اور کبھی بعد عصر قبرستان جاتے ہیں اور قبروں میں مال چھپا کر آتے ہیں (حالانکہ حضرت قبرستان حسب معمول فاتحہ پڑھنے جایا کرتے تھے) بادشاہ نے کہا چلو میرے ساتھ اور مجھے قبروں سے چھپا ہوا مال نکا کر دیکھاؤ۔ مخالفین نے پہلے ہی سے انتظام کر رکھا تھا۔ بادشاہ کے ساتھ گئے اور مختلف قبروں سے مال برآمد کر دیا۔ اکبر بادشاہ کو یقین ہو گیا اور شاہ عبدالنبیؒ سے تحقیق ضروری نہیں سمجھی بادشاہ نے شاہ عبدالنبیؒ کو پابہ زنجیر جیل میں بند کر دیا اور روزانہ دربار عام میں جیل سے اس حالت میں بلایا جاتا کہ پاؤں میں زنجیریں بندھی ہوتی تھیں کھڑے رہنے کا حکم ہوتا ہے۔ بادشاہ دربار کی کاروائی انجام دیتا رہتا لیکن شیخ کی طرف کبھی نظر بھی اٹھا کر نہ دیکھتا دربار برخاست کرتے وقت کہتا کہ آپ کا فیصلہ کل ہوگا۔ مقصد یہ تھا کہ شیخ کو عوام کے سامنے ذلیل کیا جائے۔ اس طرح تین ماہ گذر گئے۔ ایک دن دربار لگا ہوا تھا اور شیخ پابہ زنجیر کھڑے تھے کہ بادشاہ نے دربار برخاست کرنے کا حکم دیا تو شیخ نے غصہ سے فرمایا، اکبر مجھے تو روزانہ ایذاء دے رہا ہے، تو فیصلہ کیوں نہیں کرتا؟ بادشاہ نے کہا ٹھیک ہے کل آپ کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔ دوسرے دن شیخ کو پھانسی دیدی گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون، شیخ عبدالنبیؒ کی وصیت تھی کہ ان کو گنگوہ دفن

کیا جائے۔ چنانچہ شاہی فرمان کے مطابق شیخ کی میت کو گنگوہ لایا گیا شیخ عبدالقدوس قطب عالمؒ اور ان کے صاحبزادگان نے نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا کہ عبدالنبی کو ہم اپنے خانوادہ کے مرحومین کے مابین دفن نہیں کر سکتے کیوں کہ ان کی موت بادشاہ کے دربار میں ہوئی ہے اس لئے ان کو عام قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

شیخ کو پھانسی دینے کے بعد بادشاہ کو حقیقت کا علم ہوا اس نے بہت افسوس کیا لیکن وقت گذر چکا تھا تو اس نے شیخ کے نام سے ایک مسجد کی تعمیر کرائی جس کو مسجد عبدالنبی کہتے ہیں آج کل جمعیۃ علماء ہند کا دفتر اسی مسجد کے احاطہ میں ہے۔ (مجھے یہ واقعہ میرے پیرومرشد حضرت الحاج مصطفیٰ کاملؒ نے سنایا تھا)

تو میں یہ بتا رہا تھا کہ گنگوہ شریف اس لئے کہا گیا کہ اس بستی میں اولیاء کرام کثیر تعداد میں ہوئے شیخ عبدالقدوس قطب عالمؒ کی اولاد میں تقریباً سبھی بزرگ تھے ان کے پوتوں اور نواسوں میں بھی بہت سے اولیاء ہوئے آج بھی ان کا سلسلہ نسب محفوظ ہے اور گنگوہ میں خانقاہ قدوسیہ رشیدیہ کے قریب ان کے مکانات ہیں اب کچھ ان میں سے تقسیم ہند کے بعد پاکستان چلے گئے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ان کی بیٹی کی اولاد کے نسب سے ہیں حضرت اپنے اکابر کے حکم سے خانقاہ قدوستیہ میں بیٹھ گئے اور سارے ہندوستان میں یہاں سے حضرت امام ربانی کا فیض جاری رہا۔ حضرت امام ربانی کے انتقال کے بعد خانقاہ ایک بار پھر ویران ہوگئی ٹھیک پچاس سال بعد شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے خلیفہ ومجاز اور مولانا رشید احمد کے نبیرہ حقیقی حضرت مولانا الحاج مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابیؒ نے اس خانقاہ کو آباد کیا۔ اور تقریباً ۴۰؍ سال تک یہاں سے پھر قدوسیہ رشیدیہ سلسلہ کا فیضان جاری رہا۔ لیکن حضرت شیخ کامل صاحبؒ آخیر عمر میں پاکستان کراچی چلے گئے۔ اور کلفٹن کے علاقہ میں رہنے لگے

جہاں پہلے سے آپ کی اہلیہ اور صاحبزادگان آباد ہیں وہیں حضرت کا اپریل ۲۰۰۲ء میں انتقال ہوا آپ حضرت گنگوہی کی آخری نشانی تھے۔اس خاندان میں کوئی بزرگ اور صاحب نسبت بزرگ ظہور پذیر نہیں ہوئے۔

حضرت قاری شریف احمد صاحبؒ اور دیگر اساتذہ کرام

لیکن اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے میرے استاد محترم جو اپنے وقت کے مجاہد بھی تھے، داعی بھی تھے، عالم بھی تھے اور دین وملت کے سچے جذبہ حق سے سرشار تھے یعنی حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب گنگوہیؒ ، جنہوں نے تنہا جامعہ اشرف العلوم قائم فرمایا حضرت قاری صاحبؒ نے اس جامعہ کے ساتھ ''رشیدی'' لگا کر اس کو بلند وبالا نسبت عطا فرمادی۔اور یہ جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ بن گیا اس کی نسبت امام ربانی قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے ہوگئی۔ راقم الحروف محمد ادریس حبان رحیمی کو بھی اس ادارہ میں تعلیم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے۔میرے اساتذہ کرام میں سے وقت حضرت مولانا شیخ محمد وسیم صاحب شیخ الحدیث مدظلہ اور بانی ومہتمم حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحبؒ اور حصرت قاری محمد اسلام صاحب جو حافظ عبدالستار نانکوی کے خلفاء میں سے ہیں اور ماسٹر جمیل احمد صاحب سہارنپوری (جو ماشاءاللہ اس وقت بھی قدیم اور باوقار مدرسین میں سے ہیں اللہ تعالی حضرت ماسٹر صاحب اور شیخ وسیم صاحب کا سایہ تادیر قائم ودائم فرمائے آمین) حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحبؒ نے پوری زندگی مجاہدانہ طرز پر بسر کی اور دارہ کو پروان چڑھایا درجۂ تحتانی سے لے کر ختم بخاری شریف تک تعلیم ہوتی ہے اللہ تعالی اس ادارہ کو تا قیامت باقی رکھے صاحبزادہ محترم

حضرت مولانا مفتی محمد خالد صاحب قاسمی ناظم اعلی اشرف العلوم رشیدی سے حضرت مولانا محمد ہارون صاحب گنگوہی کے توسط سے بذریعہ فون ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا۔ماشاءاللہ نہایت نرم خو اور حسن اخلاق اور حسن کلام کے پیکر معلوم ہوئے اور کیوں نہ ہوں بڑے باپ کے بڑے بیٹے ہیں اللہ تعالی حضرت مفتی محمد خالد قاسمی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے صحت وعافیت سے نوازے آمین اور حضرت قاری شریف احمد صاحبؒ کے درجات بلند فرمائے آمین ثم آمین۔

دل کی سختی کا قرآن مجید میں ذکر

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً وَإِنَّ
مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ
وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ

''مگرایسی نشانیاں دیکھنے کے بعدبھی آخر کار تمہارے دل سخت ہو گئے پتھروں کی طرح سخت بلکہ سختی میں کچھ ان سے بڑھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ پتھروں میں کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جس میں سے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں کوئی پھٹتا ہے اوراس میں سے پانی نکل آتا ہے اورکوئی خدا کے خوف سے لرزکر گر بھی پڑتا ہے۔ اللہ تعالی کرتوتوں سے بےخبرنہیں ہے'' (البقرہ:۷۴)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایابنی آدم کے قلوب اللہ تعالی کی دوانگلیوں میں اسطرح ہیں جیسے ایک قالب وہ اس دل کوجس طرح چاہتا ہے پھیرتا ہے۔ پھراس کے بعدرسواللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعامانگی۔

اللھم مصرف القلوب صرف قلوبنا علی طاعتك

اے خدا! دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دلوں کواپنی اطاعت کی طرف پھیردے۔ (مسلم)

ہمارے شیخ حضرت حاذق الامتؒ فرمایا کرتے تھے کہ دل کی نگاہ داشت اور دیکھ بھال مرتے دم تک کرنی چاہئے۔ آپ چاہیں تو ہمارے قلوب آپ کی طرف بآسانی پھر سکتے ہیں۔ (محمد ادریس حبان رحیمی)

دل کے دوموکل

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انسان کے دل میں ہر وقت دومشورہ دینے والے موجود رہتے ہیں۔ ان میں ایک ملکی صفت ہے جوآدمی کو نیک کاموں کے لئے ہدایت دیتا ہے۔ دوسرااس کا دشمن ہے جو برے کاموں کی رغبت دلاتا ہے، نیکی اورحق سے روکتا ہے (ترمذی شریف)

حضرت امام حسن بصریؒ کا قول

امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ انسان کے دل میں دوخطرے پیدا ہوتے رہتے ہیں ایک تو وہ خیال ہے جومنجانب اللہ وارد ہوتا ہے دوسرا شیطانی وسوسہ ہے۔ اگر انہیں اس طرح برداشت کیا جائے کہ جومنجانب اللہ ہے اس کی تعمیل کی جائے اور جو شیطان کی طرف سے ہواس سے باز رہے تو ایسے شخص پر خدارحم کرتا ہے۔ اللہ تعالی کے ارشاد ''من شر الوسواس الخناس '' کی تفسیر میں حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ بےچارے بندے کے دل پر شیطان چھا جاتا ہے لیکن جب بندہ اپنے رب کو یاد کرتا ہے تو شیطان دورہٹ جاتا ہے جوں ہی بندہ اللہ کی یاد میں ذرا غفلت دکھاتا ہے، شیطان جھٹ دوبارہ ابر کی طرح اس کے دل پر چھا جاتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

دل کے متعلق اقوال

حضرت امام مقاتلؒ کا کہنا ہے ''شیطان خنزیر کی شکل میں آدمی کے دل سے چمٹا رہتا ہے اور خون کی طرح اس کی رگوں میں دوڑتا رہتا ہے۔ خدا نے اسے انسان پر مقرر کر رکھا ہے پس اللہ تعالی کے اس قول کہ ''یوسوس فی صدور الناس'' انسانوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالنا ہے۔ سے مراد یہ ہے کہ جب آدمی اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے تو شیطان اس کے دل میں وسوسہ ڈال دیتا ہے اور رفتہ رفتہ اس کے دل پر مکمل قبضہ جما لیتا ہے جب آدمی اللہ کو یاد کرتا ہے تو شیطان اس کے بدن سے نکل جاتا ہے۔

حضرت عکرمہؓ کے بیان کے مطابق شیطان مردود کی دونوں آنکھوں اور دل میں جا بیٹھتا ہے۔ یہی وسوسہ ڈالتا ہے عورت سامنے آئے تو شیطان اس کی آنکھوں میں ہوتا ہے اور جب پیٹھ پھیرتی ہے ''تو اس کی سرین میں جا داخل ہوتا ہے۔'' (غنیۃ الطالبین)

حضرت عبداللہ ابن مبارک کے معرفت سے پُر اقوال

زندگی نہایت محتاط اور زاہدانہ تھی، ابو اسامہؒ اور شعیب بن حربؒ کہا کرتے تھے کہ ہم سال بھر میں تین دن بھی ابن المبارکؒ کی طرح نہیں گذار سکتے۔

ان کے زہد و رع کی بنا پر اہل سیر نے انہیں زہاد تبع تابعین میں شمار کیا ہے۔ اسی

طرح بعض ارباب سیر نے انہیں اولیاء اللہ میں شامل کیا ہے اور ان کی بہت سی کرامات بیان کی ہیں۔ علامہ خطیب بغدادی نے ''تاریخ بغداد'' میں ابو وہبؒ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ابن المبارکؒ کا گذر ایک نابینا پر ہوا تو اس نے بڑی لجاجت سے عرض کیا کہ میرے لئے بینائی کی دعا کیجئے چنانچہ انہوں نے نہایت خشوع و خضوع سے دعا کی اور اللہ تعالی نے اس کی بینائی بحال کر دی۔

وعظ و نصیحت اور ارشاد و اصلاح کا طریقہ نہایت بلیغ اور حکیمانہ ہوتا تھا۔ تذکروں میں ان کے سینکڑوں پر معارف اقوال ملتے ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں:

- بہت سے چھوٹے عمل ایسے ہوتے ہیں جن کو نیت بڑا بنا دیتی ہے اور بہت سے بڑے عمل ایسے ہوتے ہیں جن کو نیت چھوٹا بنا دیتی ہے۔
- سب سے سفلہ اور کمینہ وہ شخص ہے جو دین کو عیاشی کا ذریعہ بنائے۔
- عالم ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ دنیا کی محبت سے اس کا دل ہمیشہ خالی رہے۔
- دنیا کے مال پر بھی کبھی غرور نہ کرو۔
- حق پر جمے رہنا سب سے بڑا جہاد ہے۔
- ہر کام میں ادب اور تہذیب کا خیال رکھو۔ دین کے دو حصے ادب اور تہذیب ہیں۔
- ایسا دوست ملنا بہت مشکل ہے جو صرف اللہ کے لئے محبت کرے لیکن دوست فی الحقیقت یہی ہے۔
- آدمی اس وقت تک عالم رہتا ہے جب تک یہ سمجھتا رہے کہ شہر میں اس سے زیادہ علم رکھنے والے بھی موجود ہیں مگر جب وہ یہ سمجھنے لگ جائے کہ میں ہی سب سے بڑا عالم ہوں تو یوں سمجھ لو کہ اب وہ جاہلوں کی صف میں جا کھڑا ہوا۔
- گمنامی کو پسند کرو اور شہرت سے دور رہو مگر یہ ظاہر نہ کرو کہ تم گمنامی کو پسند کرتے

ہواس لئے کہ اس سے بھی غرور پیدا ہوگا ۔

- سب سے گرے ہوئے لوگ وہ ہیں جو قرض پر زندگی بسر کرتے ہیں اور ہاتھ پیر نہیں ہلاتے۔
- تواضع یہ ہے کہ اغنیا کے مقابلہ میں خودداری کو ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔
- حسن خلق یہ ہے کہ غصہ نہ کیا جائے۔
- شریف وہ ہے جسے اطاعتِ الٰہی کی توفیق ہوئی اور رذیل وہ جس نے بے مقصد زندگی گذار دی۔ (تیرے پراسرار بندے،ص۴۹۱۔۴۹۰۔طالب ہاشمی)

کسب حلال کی برکات

حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ دیوبند میں ایک بزرگ ''شاہ جی عبداللہ'' تھے عوام میں شمار ہوتے تھے ،لیکن صاحب نسبت بزرگ اور درویش تھے انہوں نے کمائی کا طریقہ یہ کر رکھا تھا۔ کہ گھاس کھود کر لاتے تھے۔ اور گھاس کی گٹھری بیچ کر اپنا گذر اوقات کرتے تھے ،صاحب نسب تھے اوقات کے پابند تھے ان کے یہاں گھٹری کی قیمت چھ پیسے مقرر تھی دیوبند میں جتنے گھاس خریدنے والے تھے وہ ان کے یہاں قطار باندھ کر کھڑے رہتے تھے۔ کہ شاہ جی کی گٹھری ہم خریدیں گے ،ہر ایک آگے بڑھنے کی کوشش کرتا تھا، کہ اگر میں نے خریدی تو میرے مویشی میں بھی برکت ہوگی ،مرے گھر میں بھی برکت ہوگی۔

اسی لے جہاں شاہ جی سامنے آئے لوگ دوڑ پڑتے ،جس نے پہلے ہاتھ لگا دیا انہوں نے گٹھری وہیں ڈال دی اور چھ پیسے لے لئے ،سردی ہو یا گرمی ہو، برسات ہو، نہ سات پیسے لیتے نہ پانچ پیسے، چھ پیسے متعین تھے،

ان چھ پیسوں سے خرچ کا طریقہ کیا تھا؟۔

اس زمانے میں کوڑیا اور گنڈے ہوتے تھے پانچ گنڈے ایک پیسہ ہوتا تھا۔ تو پیسے کے گنڈے لے کر یتیموں غریبوں اور بیواؤں میں اسی وقت تقسیم کر دیتے۔

دو پیسے روز آنہ گھر کے خرچ کے لئے تھے اس میں کچھ نمک لے لیا۔ کچھ تیل اور ترکاری سستے کا زمانہ تھا آج جو دو روپے میں کام چلتا ہے وہ دو پیسے میں چل جاتا تھا۔

اور دو پیسے روز جمع کیا کرتے تھے، سال بھر میں جب دو پیسے روز کے جمع کرتے ساتھ آٹھ روپے ہو جاتے تو ان کا کھانا پکا کر، ہمارے ان سب بزرگوں کی دعوت کیا کرتے تھے۔ جنہوں نے دارالعلوم قائم کیا، حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

میں نے اپنے بزرگوں میں سے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کا مقولہ سنا، جو دارالعلوم دیو بند کے سب سے پہلے صدر مدرس اور بڑے صاحب نسبت ولی کامل بزرگ گزرے ہیں کہ:

"سال بھر تک ہمیں انتظار رہتا تھا کہ کب وہ دن آئے کہ شاہ جیؒ کے گھر کھانا کھائیں"۔ اور فرمایا کہ: "جس دن کھانا کھاتے تو چالیس چالیس دن تک قلب میں نور رہتا تھا اور جی چاہتا تھا کہ نماز پڑھیں، جی چاہتا تھا کہ تلاوت کریں، دل میں طاعت وعبادت اور زہد وریاضت کی امنگ پیدا ہوتی تھی"۔ (خطباتِ حکیم الاسلام: ۳/۴۸۲)

معرفت کب حاصل ہوتی ہے؟

اللہ تعالیٰ کے انعامات کے استحضار کرنے سے معرفتِ خداوندی حاصل ہوتی ہے اور ندامتِ قلب سے عبدیت پیدا ہوتی ہے نہ اس کی ابتداء ہے نہ اس کی انتہا ہے، یہی بات عالم امکان میں سب سے بڑے عارف کہتے ہیں۔ "**ما عرفناک حق معرفتک ما عبدناک حق عبادتک**" اور "**الا لیعبدون**" معنی "**الا لیعرفون**" کے ہیں۔ عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ آپ کی معرفت حاصل ہو جائے کیونکہ (عبادت کے لئے) جو بندہ مخصوص ہو جاتا تو پھر اس کو اللہ تعالیٰ انعامات سے نوازتے ہیں اور اپنی معرفت کے دروازے اس پر کھولدیتے ہیں۔

(حضرت حکیم الامتؒ)

فکر کی گندگی اللہ کے ذکر سے دور کردیتی ہے

خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا چاہئے اور غیر اللہ سے تعلق کم کرنا چاہئے (ارشاد باری) واذکر اسم ربك وتبتل الیه تبتیلا: (اور تو اپنے پرودگار کا ذکر کر اور ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو)۔ آدمی کو چاہئے کہ خدا سے صحیح تعلق پیدا کرے، پھر اللہ تعالیٰ بڑے متکبروں اور فرعونوں کی گردنیں اس کے سامنے جھکا دیتے ہیں۔

غیر اللہ کی دوستی کا انجام عداوت ہے،جس دوستی کی بنا فاسد ہوگی آخر میں عداوت ہوگی۔ ذکر کی کثرت سے انسان کے فکر کی گندگی دور ہوتی ہے یہ بات دل میں بٹھا لیجئے کہ فکر کی گندگی ہمیشہ ذکر سے دور ہوتی ہے جو لوگ شیطانی وساوس ،ذہنی الجھنوں اور پریشانیوں کا شکار ہوں وہ اس بات کو پلے باندھ لیں کہ ہماری ان تمام پریشانیوں کا حل اللہ تعالیٰ کی یاد میں موجود ہے۔"الا بذکر اللہ تطمئن القلوب" جان لو کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتھ دلوں کا اطمینان وابستہ ہے۔

(شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب عمت فیوضہم)

ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان جن لگا ہوا ہے

ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر انسان کے ساتھ ایک جن لگا ہوا ہے لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے ساتھ بھی؟ آپ نے جواب دیا ہاں مگر اللہ نے اسے میرے تابع کر دیا ہے وہ مسلمان ہو گیا ہے اور مجھے نیکی بتاتا ہے۔

شیطان کی نسل:۔ کہا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس پر لعنت کی تو آدمؑ کی طرح اس کی بائیں پسلی سے ایک عورت پیدا کی شیطان نے اس سے جماع کیا۔وہ حاملہ ہوئی اور اس نے اکتیس انڈے دیئے۔ان سے اولاد پیدا ہوئی جو بڑھ کر جنگلوں اور دریاؤں میں پھیلے، پھر انڈے دیئے جس سے دس ہزار نر و مادہ شیطان پیدا ہوئے۔جو پہاڑوں، جزیروں، ویرانوں جنگلو دریاؤں ریگستانوں اور درختوں کے تنوں میں بھر گئے کوئی چشمہ، دوراہا، چوراہا حمام بھی ان سے محفوظ نہ رہا۔ستر کی جگہ گندگی کے مقاموں گڑھوں لڑائی اور ناقوس کی مجہول قبروں، گھروں، محلوں، صحرا نشینوں کے خیموں، عبادت گاہوں، غرض سب جگہوں میں داخل ہوگئے۔

شیطان سے بچنے والے پاکیزہ نقوش

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''کیا تم ابلیس اور اس کی اولاد کو میرے بجائے اپنا دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں ان ظالموں کے لئے برا بدلہ ہے'' اس لئے شیطان اور اس کی اولاد کی تابعداری کرنے والا اگر توبہ کئے بغیر مر گیا تو وہ ہلاک ہوا اور شیطان کے ساتھ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔چاہیئے کہ آدمی اپنی ذات سے ہوشیار اور خبردار رہے۔نفس کو شیطانی کاموں سے بچائے۔شیطان اور اس کے لشکروں سے علیحدہ رہے خدا کی درگاہ میں سجدہ کرے۔اس کی فرماں برداری کے شرائط کو کما حقہ پورا کرے۔خدا شناس لوگوں کی محبت اختیار کرے، خدا کی رضا کے لئے نیک کام کرے،ان لوگوں کی مجلس میں رہے جو لوگوں کو خدا کی طرف بلاتے ہیں۔سچے دل سے اللہ کی درگاہ میں حاضر رہتے ہیں۔اس کے فضل کے امیدوار ہوتے ہیں اور اس کے غضب سے ڈرتے ہیں، دنیا سے الگ رہتے ہیں اور آخرت کے طالب ہیں رات کو قیام کرتے دن کو روزہ رکھتے غرض شب و روز عبادت میں مصروف رہتے ہیں جو عبادت رہ جائے،اس کا انہیں غم ہوتا ہے اور گریہ وزاری کرتے ہیں۔ہمیشہ نیکی کا ارادہ رکھتے ہیں اور برائیوں سے بچتے ہیں اور گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔اس خدا پر بھروسہ کرتے ہیں جو ان کا خالق ہے۔رات دن اپنے مقررہ وقت پر نماز ادا کرتے ہیں۔یہ لوگ جہنم کے طوقوں اور زنجیروں سے بچنے والے ہیں اور دنیا کی آفت اور دوزخ کی آگ سے امن میں رہنے والے ہیں، کیوں کہ یہ لوگ ظاہر اور باطن میں شیطان کی مخالفت کرتے ہیں۔خدا کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔لہٰذا اللہ نے ان کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

فوقاهم الله شر ذلك اليوم ولقهم نضرة وسرورا وجزاهم بما صبروا جنة وحريرا۔ (پس اللہ نے ان لوگوں کو اس دن کے شر سے بچایا۔ خوشحالی بخشی اوران کے صبر کے عوض میں بہشت اور پہننے کو حریر کا کپڑا اعطا کیا۔)

ان المتقین فی جنت ونهر فی مقعد صدق عند ملیك مقتدر

(پرہیزگار لوگ جنت میں اپنے بزرگ بادشاہ کے پاس دوستی کے مقام میں ہوں گے۔

دوسری جگہ فرمایا:۔ولمن خاف مقام ربہ جنتن ۔(جوشخص خدا کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا ہےاس کے لئے دوبہشتیں ہیں)

شیطان کے دھوکہ میں آکر پھر خدا کے ڈر سے اس کے دھوکہ سے بچنے والے شخص کے متعلق فرمایا:**ان الذین التقو اذا مسهم طائف من الشیطن تذکروا فا ذا هم مبصرون** (جب کبھی شیطان پرہیزگارلوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہےاس وقت وہ خدا کو یاد کرتے ہیں اورفوراًان کوحق اور باطل کا فرق معلوم ہوجاتا ہے۔)

پھر فرمایا:’’خدا کی یاد سے دلوں کوروشنی ملتی ہے۔ان کی تاریکی اور جہالت کے پردے دور ہوجاتے ہیں زنگ دور ہوکر اللہ کی یاد سے سارے رنج کافور ہوجاتے ہیں‘‘۔ذکرِ الٰہی ہی پرہیزگاری اورحرام کوترک کرنے کی کنجی ہے۔پرہیزگاری آخرت کادروازہ ہے۔اسی طرح سرکش نفس دنیا کادروازہ ہےاللہ تعالی کاارشاد ہے۔

واذکروامافیہ لعلکم تتقون ۔جوکچھ قرآن میں ہےاسے یادکرتے رہو،شایدتم پرہیزگاربن سکو(غنیۃ الطالبین ص ۲۱۹۔۲۱۸)۔

اے اللہ ہم سیاہ کاروں کوبھی اپنے پاکیزہ اورصالحین بندوں میں شامل فرما۔آمین

(محمد ادریس حبان رحیمی)

قیامت کی چند علامتیں

محدثِ جلیل حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی کتاب ’’النہایہ فی الفتن والملاحم‘‘ کے صفحہ ۱۸۰ر پرامام بیہقی کے حوالہ سے حضرت حسن بصریؒ کی روایت نقل کی ہے موصوف فرماتے ہیں کہ میں طلب علم کے شوق میں سفر پر نکلا تو جب کوفہ پہنچا تو میری ملاقات صحابی رسول اللہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ہوئی، میں نے ان سے سوال کیا کہ کیا آپ کے پاس قیامت کی نشانیوں کے بارے میں کچھ علم ہے؟ تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ اس کے متعلق میں نے جنابِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا تو آپ نے مجھے یہ جواب دیا کہ قیامت کی علامات میں سے یہ چند ہیں:

اولاد بوجھ بن جائیگی

۱۔ **ان یکون الولد غلیظا** :یعنی عام طور پراولاد اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا معاملہ نہیں کرے گی اور ماں باپ کی نافرمانی کثرت سے رائج ہو جائیگی ،جس کی وجہ سے والدین اولاد کو اپنے اوپر بوجھ محسوس کریں گے جیسے کہ آج کل دیکھنے میں آرہا ہے، بالخصوص مغربی تہذیب میں ماں باپ کے بڑھاپے

کی حالت میں جودرگت بنائی جاتی ہے وہ انسانیت کا ایک عظیم المیہ ہے،اور حدیث کا دوسرا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ مردوعورت اپنی شہوانی طبیعت کی وجہ سے اولاد کو ناپسند کرنے لگیں گے اور اولاد کو اپنی آزادی میں روکاوٹ خیال کریں گے اوراس کی بناء پر مانع حمل طریقوں کا استعمال ہوجائے،اس بات کا بھی آج ہرطرف مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

گرم بارشیں ہوں گی

۲۔ **والمطر قبظاً**: بارش اس لئے ہوتی ہے تاکہ زمین میں تازگی اورشادابی آئے لیکن قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ بعض مرتبہ بارش میں ایسا پانی برسے گا جس سے گرمی میں اوراضافہ ہوجائے گا۔اوراس کی وجہ سے بجائے آبادی کے بربادی ظاہر ہوگی اور یہ عذاب کی ایک شکل ہے۔

راز فاش ہوں گے

۳۔ **وتفشو الاسرار** :لوگوں کی ایسی راز کی باتیں جن پردوسروں کا مطلع ہونا مشکل ہوتا ہے قیامت کے قریب ان باتوں کا عام ہونا آسان ہوجائیگا۔اورآدمی کے لئے اپنے رازوں کا چھپانا آسان نہ ہوگا۔

اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ آدمی جس شخص کو اپنا راز بتائیگا وہ بددیانتی کی وجہ سے اس کا راز دوسروں تک فاش کردے گا اورعمومی معنی کے اعتبار سے اس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ لوگوں کی خفیہ زندگی اور ایسے اعمال جنہیں دوسروں سے چھپا کر انجام دیا جاتا ہے ان کے مناظر دوسروں کو دکھائے جائیں گے پہلے یہ بات مشکل معلوم ہوتی تھی لیکن اب جدید آلات واسباب اس طرح

کے ایجاد ہوگئے ہیں کہ اب کوئی شخص کسی جگہ محفوظ نہیں،کیمرے والے موبائل عام ہیں،مختصر ترین ڈیجیٹل کیمروں کے ذریعہ خفیہ مناظر قید کئے جاتے ہیں اور پھرانہیں عام کردیا جاتا ہے جیسا کہ آئے دن ٹی وی پر''اسٹینگ آپریشن'' پیش کئے جاتے ہیں،بڑے بڑے ٹیلی ویژن چینلوں کا یہ بڑامنافع بخش کاروبار ہے، جس کی وجہ سے کتنے لوگوں کی عزتیں منٹوں میں تارتار کردی جاتی ہیں۔

جھوٹے کی تصدیق کی جائیگی

۴۔ **ویصدق الکاذب** : قیامت کےقریب یہ ہوگا کہ لوگ جان بوجھ کر ذاتی منافع اور بددیانتی کی وجہ سے جھوٹے شخص کی تصدیق وتائید کریں گے،تاکہ ا سکے ذریعہ سے اپنے ناجائز مقاصد کو پورے کرسکیں گے،اوراس کے بالمقابل سچے شخص کی تائید میں کوئی کھڑا ہونے کو تیار نہ ہوگا،کیوں کہ سچے کی تائید سے کسی دنیوی نفع کی امید نہ ہوگی۔

خائن شخص پراعتماد کیا جائیگا

۵۔ **ویوئتمن الخائن** :کسی عہدہ پراگرکوئی خیانت کرنے والا اور بددیانت شخص فائز ہوگا تو اس کی بددیانتی کا علم ظاہر ہونے کے باوجود چاپلوس لوگ اسی پر اعتماد کریں گے اوراس کی بددیانتی پرنکیر کرنے کی کوئی ہمت نہ کریگا۔

امانت دار شخص کو بدنام کیا جائیگا

۶۔ **ویخزن الامین** :معاشرہ کی بےراہ روی کا حال یہ ہوگا کہ اگرکوئی ذمہ دارشخص امانت داری کے ساتھ اپنا کام انجام دے گا تو اس کی حوصلہ افزائی کے

بجائے لوگ اس کو بدنام کرنے پر تلے رہیں گے اور الٹے اسے بددیانت اور خائن ثابت کرنے کی کوشش کریں گے، جیسا کہ آج کل کا ماحول ہے کہ اگر کوئی عہدہ دار سرکاری ملازم امانت ودیانت کے ساتھ اپنی ڈیوٹی بجالائے۔

اور رشوت اور بدعنوانی سے پرہیز کرے، بڑے افسران کی طرف سے اس کو قدم قدم پر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور یہ امانت ودیانت اس کی دنیوی ترقی میں بڑی رکاوٹ بن جاتی ہے۔اس کے برخلاف شاطر قسم کے بے ایمان لوگ بہت تیزی سے ترقی کے مراحل طے کر لیتے ہیں اور انہیں زیادہ مشکلات پیش نہیں آتیں ،یہ عمومی بگاڑ کے مظاہر ہیں۔

قیادت کی کمان منافقوں کے ہاتھ میں ہوگی

۷۔ ویسود کل قسلة منافقوها :منافق اس شخص کو کہتے ہیں جس کے ظاہر وباطن میں یکسانیت نہ ہو اور اس کا دعوی عمل کے مطابق نہ ہو قیامت کے قریب ایسے ہی لوگ قوم کی قیادت کریں گے۔ بلکہ ایسے ہی منافقوں کو قوم قیادت کے لئے قبول کریگی۔ کیوں کہ عوام حق گو اور صاف وشفاف کردار کے حکمرانوں کی روک ٹوک کا تحمل نہ کر پائیں گی۔

تجارت پر فساق وفجار کا غلبہ ہوگا

۸۔ وکل سوق فجارها :سچائی اور امانت داری تجارت کی پسندیدہ صفات ہیں، قیامت کے قریب یہ دونوں صفات عنقا ہو جائیں گی،اور بازار پر ایسے لوگوں کا غلبہ ہوگا جو طبعی طور پر فاسق اور فاجر ہوں گے جن کے نزدیک دھوکہ دہی، جھوٹ اور فریب کوئی عیب نہ ہوں گے اور وہ تجارت کے فروغ کے لئے فواحش اور

منکرات کو رواج دینے میں بھی کوئی گریز نہ کریں گے۔

یہ پیشین گوئی آج کے دور پر حرف بحرف صادق ہے ساری دنیا پر تجارت چلانے والے ایسے دماغ مسلط ہیں جن کی سوچ کا دائرہ فواحش اور منکرات کے اردگرد گھومتا ہے اور تجارت کے ساتھ فواحش کا سیل رواں بھی چلا آرہا ہے۔جس نے انسانی واخلاقی قدروں کو خس وخاشاک کی طرح پامال کر ڈالا ہے۔

محرابیں سجائی جائیں گی

۹۔ وتزخرف المحاریب :یعنی قیامت کے قریب عالیشان مسجدیں تعمیر ہوں گی اور ان کی سجاوٹ اور زیب وزینت پر بے دریغ پیسہ خرچ کیا جائے گا اور اسی کو سب سے بڑا ثواب سمجھا جائے گا اور مسجد کی اصل آبادی اور زیب وزینت یعنی نمازیوں کی کثرت اور عبادات کی ادائیگی میں کوتاہی برتی جائیگی یہ بات بھی آج بکثرت دیکھنے میں آرہی ہے کہ مساجد کی زیب وزینت کا خیال زیادہ سے زیادہ ہے اور ان کی آبادی کی فکر کم ہے۔

دل بگڑ جائیں گے

۱۰۔ وتخرب القلوب :اعمال کی درستگی کا مدار دلوں کی درستگی پر ہے جب دل ہی درست نہ رہیں گے تو اعمال کہاں سے درست ہو سکتے ہیں؟ حدیث کا مقصود یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں خواہشات اور لذتیں پیوست ہو جائیں گی اور خودغرضی عام ہو جائے گی ،جس کی بناء پر حق بات قبول کرنے اور دین کے لئے قربانی دینے اور لذتوں کو ترک کر دینے کا حوصلہ نہ رہے گا۔

ہم جنسی کا دور دورہ ہوگا

۱۱۔ ویکفی الرجال بالرجال والنسا بالنساء :یعنی دنیا میں شہوانی خرمستیوں میں انسان ایسا مست ہوجائیگا کہ فطرت کے راستہ سے بغاوت کر کے قوم لوط کے ملعون طریقے پر چل پڑیگا اور انسانیت کے انحطاط کی آخری حد یہ ہوگی کہ لوگ اس عمل کو برا سمجھنے کے بجائے قانونی طور پر اس کو سند فراہم کریں گے اور آزادئ فکر کے پرفریب نعرہ کی آڑ میں اس بدترین عمل کی بے شرمی کے ساتھ حمایت کی جائیگی۔جیسا کہ آج کل مغربی ممالک میں ہورہا ہے اور جس کی بازگشت اب یہاں بھی سنائی دینے لگی ہے۔العیاذ باللہ۔

آبادیاں ویران اور ویرانے آباد ہوں گے

۱۲۔ ویخرب عمران الدنیا ویعمر خرابة :قیامت کے قریب ایسے واقعات پیش آئیں گے کہ بھری بھری آبادیاں منٹوں میں کھنڈر بن جائیں گی، جب کہ ویرانوں کو آباد کرنے پر بڑے بڑے مصارف صرف کئے جائیں گے۔ یہ مناظر آج دنیا میں جابجا عام ہیں، آئے دن کتنے بھرے پرے شہر اور دیہات، بمباری کر کے کھنڈر بنا دیئے جاتے ہیں، اور دوسری طرف پرانے زمانہ کے کھنڈرات اور گذری ہوئی قوموں کے آثار وباقیات کو ''آثار قدیمہ'' کا خوشنما عنوان دے کر دوبارہ آباد کرنے کی فکر کی جاتی ہیں۔اور ایسے جگہوں کو ''سیاحت گاہ'' بنانے پر حکومتیں کروڑوں روپیوں کا بجٹ مختص کرتی ہیں اور ہر سال لاکھوں لوگ ان کھنڈرات کی زیارت کے لئے دور دراز کا سفر کرتے ہیں حالاں کہ ان کھنڈرات کے تحفظ یا ان کی زیارت سے انسانیت کو کوئی نفع حاصل ہونے کی امید نہیں ہوتی، اور ایسی چیزوں میں اشتغال لاحاصل کے علاوہ کوئی عنوان نہیں دیا جاسکتا ہے۔

فتنے عام ہوجائیں گے

۱۳۔ وتظهر الفتنة: قیامت کے قریب ہر جانب فتنے ہی فتنے ہوں گے کہیں مال کا فتنہ کہیں جان کا خطرہ کہیں بدخواہوں کا حسد، کہیں دشمنوں کا مکروفریب کہیں ساتھیوں کی بے وفائی اور اس سے بڑھ کر قدم قدم پر منکرات وفواحش میں ابتلاء کا خدشہ، جو شخص اپنے کو ان فتنوں سے بچالے گا وہ فائز المرام ہوگا اور جو فتنوں کے لپیٹ میں آگیا اس کی خیر نہیں۔

سودی معاملات عام ہوں گے

۱۴۔ واکل الربو ا: قیامت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ پوری دنیا سودی نظام میں جکڑ جائے گی اور خوب دھڑلے کے ساتھ سود کھایا جائے گا اور اسے برا بھی نہ سمجھا جائیگا، بلکہ اور لوگوں کو سودی لین دین کے مشورے دیئے جائیں گے۔اور سودی اسکیموں کو آپس میں خوب متعارف کرایا جائیگا، چنانچہ آج کل یہی ہورہا ہے اور حد یہ ہے کہ آج جو شخص سود سے بچتا ہے اور تقوی اختیار کرتا ہے تو لوگ اس کی تائید کرنے کے بجائے الٹے حوصلہ شکنی کرتے ہیں، بہت سی زبانوں سے نعوذ باللہ یہ بات سنی جاتی ہے کہ آج مسلمانوں کی اقتصادی تنزلی کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ سود سے بچتا رہتا ہے، اگر وہ بھی اسی طرح لین دین کرتا جیسے غیر مذاہب والے کرتے ہیں تو مسلمان بھی مالی ترقی میں انہیں کے شانہ بشانہ ہوتا، حالاں کہ یہ نظریہ اسلام کے قطعا مخالف ہے اور صرف دنیاداری کے جذبہ پر مبنی ہے اور ایسی بات وہی شخص کہہ سکتا ہے جو آخرت کے عذاب سے بے خوف ہو اور اللہ تعالی کے احکامات سے روگردانی کرنے والا ہو، اس لئے کہ سودی کاروبار کے ذریعہ مسلمان نہ کبھی ماضی میں ترقی کرسکا ہے اور نہ مستقبل میں کرسکتا ہے یہ حقیقت اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہئے۔

گانے بجانے کے آلات عام ہوجائیں گے

۱۵۔ **وتظهر المعازف** :اسلامی شریعت کی نظر میں گانا بجانا نفاق کی آبیاری کرتا ہے۔(مشکوۃ) اوراس میں مبتلاشخص لہو ولعب اور غفلت میں پڑکر اپنی شرعی اورسماجی ذمہ داریوں سے غافل ہوجاتا ہے اوراپنی زندگی کے بیش قیمت لمحات کو ضائع کردیتا ہے اسی لئے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ ''مجھے دنیا میں موسیقی کے آلات توڑنے کے مقصد سے بھیجا گیا ہے''اس کے برخلاف قیامت کے قریب امت میں عمومی بگاڑ کی وجہ سے گانا بجانا بالکل عام ہوجائیگا،اور کیفیت یہ ہوگی کہ ہر ہرگھر سے گانے کی آوازیں آئیں گی میوزک کی گھنٹیاں بجیں گی،ڈھول تاشوں کی برائی دلوں سے نکل جائے گی،اور پوری قوم انہیں واہیات مشاغل میں بدمست ہوجائے گی جیسا کہ آج کل دیکھا جارہا ہے کہ ''موبائل'' سےلیکر''ڈوربیل'' تک ہر جگہ میوزک عام ہے اور بالخصوص نوجوانوں کا تو یہ محبوب مشغلہ ہے کہ صبح کو آنکھ کھلتی ہےتو میوزک میں اوررات کوسونے کے لئے لیٹتے ہیں تو میوزک سنتے ہی سنتے نیند آتی ہے۔**اللهم احفظنا منه۔**

خزانے عام ہوجائیں گے

۱۶۔ **والکنوز**: کنز کے معنی دفینہ کے آتے ہیں اور مطلق جمع شدہ مال کوبھی کنز کہا جاتا ہے اس اعتبار سے اس پیش گوئی کا مصداق ایک تو یہ ہے کہ دفن کئے ہوئے خزانے کثرت سے برآمد ہوں گے اور دوسرا مطلب یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ مال جس کی مقدار آدمی دوسروں سے چھپا کر رکھتا ہے وہ لوگوں پر ظاہر ہوجائیگا،جیسا کہ آج کل بڑے بڑے مال داروں اور کمپنیوں کا حال ہے کہ ان کے تمام اثاثہ جات اور بینک

بیلنس سب حکومت کی نظر میں رہتے ہیں اور بسا اوقات اخبار وغیرہ کے ذریعہ لوگوں کوبھی ان کی تفصیلات کا علم ہوجاتا ہے۔

شراب عام ہوجائیگی

۱۷۔ **وتشرب الخمر** :شراب سےانسان کی عقل پر پردہ پڑجاتا ہے جس کی وجہ سے آدمی جانوروں سے بدتر حرکتیں کرتا ہے اسی لئے ہرصاحب عقل کی نظر میں شراب ایک معیوب چیز ہےلیکن قیامت کےقریب لذات اورخواہشات کا ایسا طوفان بپا ہوگا کہ اس کے سامنےعقل کے سب تقاضے ہیچ ہوجائیں گے،اور وقتی اور عارضی لذت کے لئے شراب اورنشہ کا چلن اس قدر عام ہوگا کہ اس کی برائی بھی ذہنوں سے نکل جائیگی۔یہ بات اب ہرجگہ کھلےآنکھوں سے نظر آنے لگی ہے اور مغربی ممالک تو پہلے ہی سے اس بدترین مخرب عقل مشغلہ میں مشغول ہوکر انسانیت سے عاری ہوچکے تھے۔اب یہ وبا تیزی سے مشرقی ممالک حتی کہ بہت سے مسلم ملکوں میں بھی باقاعدہ حکومتوں کی نگرانی میں فروغ پارہی ہے جس پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے۔

پولیس والوں کی کثرت

۱۸ **وتکثر الشرط** :قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ تنخواہ دار پولیس والے جابجا نظر آئیں گے جوخلق خدا پر بےمحابا ظلم کریں گے ان کوستائیں گے اوران سے بےجا رشوت اورٹیکس وصول کریں گے۔یہ منظر اب ہرجگہ عام ہے اور قانوں کے رکھوالے ہونے کا دعوی کرنے والے خود ہی قانون کی دھجیاں اڑاتے نظر آتے ہیں۔

عیب جوؤں کی کثرت

۱۹۔ والغمازون: قیامت کے قریب عیب جوئی کی کثرت ہوجائی گی یعنی اچھائیوں کو دیکھنے والے کم ہوں گے، اور عیب تلاش کرنے والے زیادہ ہوں گے جو اس بات کی جستجو میں رہیں گے کہ کس کی زندگی کا کمزور پہلو تلاش کرکے اسے اخبارات وغیرہ کے ذریعہ برسرعام رسوا کیا جائے۔ یہ برائی بھی آج جابجا نظر آتی ہے بالخصوص دینی خدمات انجام دینے والے یا دینی ذمہ داریوں پر فائز حضرات کی عیب جوئی آج بہت سے بےتوفیق لوگوں کا محبوب مشغلہ ہے جب کہ شریعت میں عیب پوشی کا حکم دیا گیا۔

غیبت کی کثرت

۲۰۔ والھمازون: قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ اس وقت پیٹھ پیچھے برائیاں کرنے والے عام ہوجائیں گے جس کی بناء پر معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں سخت فتنے رونماں ہوں گے اور باہمی اعتماد رخصت ہوجائے گا۔ یہ برائی بھی آج ہرسطح پر عام ہے جس کے بدترین نتائج آج امت بھگت رہی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن احادیث شریفہ میں قیامت کی نشانیاں بیان فرمائی ہے ان کے بیان کرنے کا ایک خاص مقصد یہ ہے کہ امت اپنی حد تک اختیاری برائیوں سے بچنے کی کوشش کرے اور اپنے معاشرہ میں ایسا ماحول پیدا نہ ہونے دیں جس سے معاشرہ عذابِ خداوندی کا مستحق بن جائے، اس لئے ہمیں ہر وقت اپنی زندگی کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے، اور ایسے ناپسندیدہ اعمال واخلاق سے اپنے کو اور اپنے معاشرہ کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالی ہم سب کو صحیح فکر عطا فرمائیں اور ہر طرح کے شرور وفتن سے محفوظ رکھیں۔ آمین۔ (مفتی محمد سلمان منصور پوری، محدثِ عصر، نومبر دسمبر ۲۰۰۷ء)

اللہ کی رحمت ہی اصل ہے

یحیٰی بن اکثمؒ بہت بڑے عالم گذرے ہیں۔ امام کے درجے کے عالم ہیں۔ جب ان کی وفات ہوئی تو بعض اہل اللہ نے انہیں خواب میں دیکھا اور خواب بھی کشف جیسا تھا۔ یہ دیکھا کہ ان کی اللہ تعالی کے سامنے پیشی ہوئی:

’’حق تعالی نے فرمایا کہ اے یحیٰی! کیا چیز لے کر آئے ہو ہمارے لئے؟ جواب دیا کہ اے اللہ میں نے پچپن حج کئے ہیں، فرمایا ہمیں ایک بھی قبول نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اے باری تعالی! میں نے ایک سو باون قرآن ختم کئے ہیں۔ فرمایا ہمیں ایک بھی قبول نہیں۔ انہوں نے کہا کہ یا اللہ میں نے اتنی نمازیں پڑھیں ہیں۔ فرمایا کہ ہم نے ایک بھی قبول نہیں کیا، پوری زندگی کے اعمال کا ذکر کئے۔ باری تعالی نے فرمایا کہ ایک کو بھی قبول نہیں۔ اور بتاؤ کیا لے کر آئے ہو۔؟ آپ عاجز ہوگئے۔ آخر میں کہا کہ اے اللہ! بس تیری رحمت کا سہارا لے کر آیا ہوں اور کچھ لے کر نہیں آیا...... فرمایا کہ اب بات تو نے ٹھیک کہی ہے۔ وجبت لک رحمتی ...... میری رحمت تیرے لئے واجب ہوگئی ہے۔ جاتیرے لئے جنت اور مغفرت ہے‘‘ (خطباتِ حکیم الاسلام: ۲۹۲/۴)

نفس اور شیطان کے خلاف بڑا جہاد

شیطان سے جنگ

شیطان کے ساتھ جہاد کرنا باطن کا پوشیدہ کام ہے یہ جہاد دل اور ایمان سے ہوتا ہے۔ اگر شیطان کے ساتھ جہاد کرے گا تو خدائے بزرگ تیری مدد کرے گا وہی تیرا حقیقی سہارا ہوگا۔ اور تو اس کے دیدار سے مشرف ہوگا۔

کافروں سے جہاد

فروں کے ساتھ جہاد کیا جاتا ہے وہ ظاہری ہوتا ہے وہ تلوار اور نیزے سے کیا جاتا ہے اس میں بھی دونوں جہانوں کا بادشاہ تیرا مددگار رہتا ہے۔ اور اس جہاد سے ہمیشہ کے لئے بہشت کا حصول مقصود ہوتا ہے لہٰذا اگر تو کافروں کے ساتھ جہاد میں مارا جائے تو ہمیشہ کے لئے بہشت ملے گی۔

شیطان سے جہاد

اگر شیطان کے ساتھ جہاد کر کے مارا جائے اور تیری ساری عمر اس میں ختم ہو جائے مرتے دم تک شیطان کی مخالفت میں لگا رہے تو اسکی جزا خدائے برتر کا دیدار ہوگا، جو اس سے ملاقات کرنے پر تجھے نصیب ہوگا۔

دونوں جہادوں میں فرق

اگر کوئی کافر تجھے مار ڈالے تو تو شہید کہلائے گا۔ اگر اسی طرح شیطان تجھے مار ڈالے یعنی تو اس کی فرمانبرداری اور پیروی کر کے ہلاک ہو جائے تو اس صورت میں خدا تجھے دور پھینک دیگا۔ پس کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کی تو انتہا ہے کہ وہ فنا ہونا ہے مگر نفس اور شیطان کے ساتھ جہاد کرنے کی کوئی حد نہیں۔ خدا تعالی فرماتا ہے اپنے پرودگار کی عبادت کر یہاں تک کہ تجھے یقین ہو جائے۔ یہاں یقین سے مراد موت ہے۔ شیطان کی مخالفت اور ہوا و ہوس کے خلاف جہاد کرنا عبادت ہے، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

فکبکبو فیھا ھم والغائون وجنود ابلیس اجمعون :

وہ سب، گمراہ لوگ اور شیطان کا لشکر دوزخ میں الٹے لٹکائے جائیں گے۔

جب آنحضرت جنگ تبوک سے واپس تشریف لائے تو اس موقع پر فرمایا ''ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف واپس آئے ہیں'' بڑے جہاد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد نفس اور شیطان کے خلاف جہاد تھا کیوں کہ اس جہاد کا عرصہ بہت طویل ہے اور زندگی کے آخری دم تک اس کے خطرے قائم رہتے ہیں۔ اور برے خاتمہ کا ہمیشہ ہی کھٹکا لگا رہتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

شکر والی عبادت

شکر کی عبادت اللہ کو کتنی پسند ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ اللہ تعالی کی نازل کردہ کتابوں میں سب سے عظیم اور محبوب کتاب قرآن کریم ہے اللہ تعالی نے اس کتاب کو سورہ فاتحہ سے شروع فرمایا اور سورۃ فاتحہ کو الحمدللہ کے الفاظ سے شروع کیا، پورے قرآن کا خلاصہ سورۃ فاتحہ میں ہے اور سورۃ فاتحہ کا پہلا لفظ ہی الحمد للہ، آخر کچھ تو بات ہے جو شکر کو اتنی اہمیت سے بیان کیا جارہا ہے اور یہ سورۃ اللہ کو اتنی پسند ہے اس کا اندازہ اس سے لگایئے کہ اس سورۃ کو نہ صرف ہر نماز میں بلکہ ہر رکعت میں پڑھنے کا حکم دیا ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں خدا کی حمد وتعریف ہے اور خدا تعالی کو اپنی تعریف بہت پسند ہے۔

مصیبت کے فائدے

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ مصیبت میں یہ خاصیت ہے کہ اخلاق درست ہو جاتے ہیں، انسان اللہ کو یاد کرنے لگتا ہے، توبہ نصیب ہو جاتی ہے، شبہ ہوتا ہے کہ فلاں امر کی وجہ سے یہ ہوا تو یہ کھلے فائدے نظر آتے ہیں مگر بعض لوگ اس کو یاد نہیں رکھتے۔ (حکیم الامت کے جواہر پارے، ص ۱۷۶)

رزقِ حلال تصوف کی اساس ہے

عشاء کی نماز پڑھ کر عمر بن عبدالعزیزؒ حسب معمول اپنی صاحب زادیوں کی خیر وعافیت معلوم کرنے تشریف لے جارہے تھے سرکاری مصروفیات سے تھکا ہوا دماغ ایک شفیق باپ کی تڑپ لئے ہوئے اب اولاد کی طرف متوجہ ہورہا تھا ۔لیکن ۔دیکھو تو ان کے جن ہاتھوں نے ابھی ابھی حکومت کے خزانے سے بے شمار ضرورت مندوں کے لئے درہم ودینا بانٹے ہیں ۔وہ خود اپنی محبوب صاحب زادیوں کی طرف جاتے ہوئے کس طرح خالی ہیں۔ٹھیک اس درویش کی طرح جو دن بھر کے بعد تھکا ہارا خالی گھر آرہا ہو۔ فاقہ تو نہیں لیکن گھر پر نیم فاقہ ضرور تھا ۔باپ کی آہٹ پاکر بیٹیاں خیر مقدم کے لئے دروازے تک آئیں ۔ان کے چہروں کی زردی تو باپ کے لئے کوئی نئی بات نہ تھی لیکن یہ ضرور تھا کہ انہوں نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ رکھے تھے۔

''کیا بات ہے''؟ عمر بن عبدالعزیزؒ نے پوچھا؟ ۔لڑکیاں کچھ نہ بولیں ۔انا نے جواب دیا:'' آج ان بچیوں نے صرف پیاز اور مسور کی دال سے پیٹ بھرا ہے، گھر میں کھانے کو کچھ اور نہیں تھا۔ پیاز کی بو چھپانے کے لئے یہ منہ پر ہاتھ رکھ رہی ہیں۔

باپ آخر باپ تھا معصوم بچیوں کا ایثارِ نفس اسے تڑپائے بغیر نہ رہا۔ آنکھیں نم ہوگئیں، دل بھر آیا، مگر جذبات کی یہ موجیں تو بس موجیں ہی تھیں صبر وقناعت فقر وایثار زہد وتقوی اور ایمان ویقین کے جبل الذہب کو ذرا بھی جنبش نہ دے سکیں۔

اے میری بیٹیو! انہوں نے کہا یہ کچھ مشکل نہیں کہ تمہارے دستر خوان کو انواع واقسام کے لذیذ کھانوں سے بھر دیا جائے مگر ......کیا تم پسند کروگی کہ اس کے بدلے تمہارا باپ دوزخ کی آگ میں ڈال دیا جائے، باپ کے یہ دل دوز فقرے صاحب زادیوں کے ضبط کا بند توڑ گئے، آنکھیں اشکوں سے تر ہوگئیں ۔یہ گریہ غم

نہیں تھا،اس میں شکایت کی تلخی بھی نہیں تھی ،یہ تو خاموش جواب تھا باپ کے سوال کا۔ ''نہیں'' ہر آنسو پکار رہا تھا،ہمیں وہ راحتیں درکار نہیں جن کے عوض ہمارا باپ دوزخ میں ڈال دیا جائے۔(تحریر: مولانا شمش نوید عثمانیؒ)

ادب کی لاجواب مثال

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ جو ہماری جماعت دیوبند کے شیخ طریقت ہیں ۱۸۵۷ء میں جہاد کیا، پھر مکہ معظّمہ ہجرت فرمائی اور وہیں انتقال فرمایا۔ پوری عمر کبھی سیاہ جوتا نہیں پہنا شروع شروع میں تو لوگوں نے اتفاقی بات سمجھا مگر جب بعض لوگ کالے رنگ کا جوتا آپ کے لئے لاتے تو ان سے فرماتے کہ دوسرے رنگ کا لائیے۔ یہ جوتا نہیں پہنوں گا۔ جب لوگوں کو علم ہو گیا کہ حضرت سیاہ جوتا نہیں پہنتے ،تو سوال کیا کہ حضرت سیاہ جوتے میں کیا حرج ہے؟ فرمایا بیت اللہ شریف کا غلاف سیاہ ہے ادب مانع ہوتا ہے کہ وہ رنگ میں اپنے پیروں میں پہنوں جس رنگ کا غلاف میرے محبوب کے گھر پر ہے۔حالاں کہ سیاہ جوتا پہننا شرعاً جائز ہے،کوئی قباحت ونقصان نہیں ہے۔مگر چوں کہ ادب کا غلبہ تھا اور عشق الٰہی میں ڈوبے ہوئے تھے اس لئے اس رنگ کو اپنے پیروں میں ڈالنا پسند نہیں کیا، جس رنگ کا غلاف بیت اللہ پر تھا۔(خطبات طیب: ص/۶۷)

جب حقیقتاً سچا عشق پیدا ہو جاتا ہے تو یہی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ محبوب کے ساتھ ساتھ محبوب کی ہر چیز محترم ومعظم ہو جاتی ہے اور انسان ہر اس چیز سے محبت کرنے لگتا ہے جس کی نسبت محبوب کی طرف ہو جائے۔

تمہارا ایمان ہرگز صحیح نہیں

سلطان المشائخ ،امام طریقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ۔

صاحبو!تم سیر ہو کر کھاتے ہو حالاں کہ تمہارے پڑوسی بھوکے ہیں،اور پھر دعوی ہے کہ ہم مومن ہیں۔تمہارا ایمان ہرگز نہیں! حالاں کہ تم میں سے ایک شخص کے سامنے اتنا زیادہ کھانا ہوتا ہے،خود اس سے اور اس کے بال بچوں سے فاضل ہے اور سائل دروازے پر کھڑا رہ کرنا کام واپس ہو جاتا ہے قریب ہے کہ وہ وقت کہ تجھ کو اپنا حال معلوم ہو جائے گا یعنی عنقریب تجھ کو بھی رد کر دیا جائے گا۔

تجھ پر افسوس تو کھڑا کیوں نہ ہو گیا۔کہ جو کچھ تیرے سامنے رکھا ہوا تھا اس کو اٹھاتا اور اسے دے دیتا کہ دونوں خصلتوں کا جامع بن جاتا یعنی خود کھڑے ہونے میں تواضع اور اپنا مال دینے میں سخاوت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سائل کو اپنے ہاتھ سے دیا کرتے تھے خود ہی اپنی اونٹنی کو چارہ ڈالتے خود ہی اس کا دودھ دوہتے خود ہی اپنا کرتا سی لیا کرتے تھے،تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کا دعوی کس طرح کرتے ہو؟ حالاں کہ آپ کی مخالفت کر رہے ہو آپ کے اقوال وافعال سب میں تمہارا دعوی تو بڑا لمبا چوڑا ہے مگر گواہ کوئی نہیں،کہاوت کہی جاتی ہے کہ یا تو ''خالص یہودی بن ورنہ توریت کی محبت بگھار'' اسی طرح میں تجھ سے کہوں گا کہ ''یا تو اسلام کی جملہ شرائط کا پابند ہو ورنہ یوں مت کہہ کہ میں مسلمان ہوں''۔

اسلام کی شرائط بجالاؤ اور اسلام کی حقیقت یعنی حق تعالیٰ کے سامنے گردن جھکا دینے اور سب کچھ اس کے حوالے کر دینے کو اختیار کرو،آج تو مخلوق کی غم خواری کر،کل حق تعالیٰ اپنی رحمت سے تیری غم خواری فرمائے گا تو زمین والوں پر رحم کر تجھ

پر آسمان والا رحم کریگا اس کے بعد کچھ اور تقریر کی اور پھر فرمایا جب تک تو اپنے نفس کے ساتھ ہے اور جب تک تو اس کو اس کی لذتیں اور خواہشیں پہنچاتا رہے گا اس وقت تک تو اس کی قید میں ہے اس کا حق تو اس کو پورا دے اور اس کی خواہش سے تو اس کو باز رکھ اس کا حق اس تک پہنچا دینے میں اس کی بقا ہے اور اس کی خواہش پہنچانے میں اس کی ہلاکت ہے۔

اسکا حق تو صرف اتنی مقدار کھانا اور پانی اور کھڑا اور پڑے رہنے کے قابل مکان ہے جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں اور اس کا خط لذتیں اور خواہشات ہیں اور حق بھی شریعت کے ہاتھ سے لے اور اس کے خط کو تقدیر اور حق تعالی کے علم سابق کے حوالے کر، اس کو حلال غذا کھلا، حرام مت کھلا۔ شریعت کے دروازے پر بیٹھ اور پابندی کے ساتھ اس کی خدمت کرتا رہ کہ ضرور فلاح پائے گا کیا تو نے حق تعالی کا ارشاد نہیں سنا کہ جو کچھ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیں اس کو لے لو اور جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو منع کریں اس سے باز رہو تھوڑے پر قناعت کر اور اسی پر اپنے نفس کو جمائے رکھ پھر اگر علم سابق اور تقدیر کے ہاتھ سے زیادہ آئے گا تو اس میں خود ہی مشغول ہوگا۔

اب تھوڑے پر قناعت کرے گا تو تیرا نفس ہلاک نہ ہوگا اور جو کچھ اس کے مقسوم میں ہے اس سے جا نہ سکے گا، حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ مومن کو اتنی مقدار کافی ہے جتنی بکرے کے بچے کو کافی ہے یعنی ایک مٹھی ناقص چھوارے اور ایک گھونٹ پانی۔ (خطباتِ غوثیہ)

سالکین طریقہ صدیقیؓ اپنائیں

ایک بار صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ سفر پر تشریف لے گئے، قافلے والوں سے حضرت نے فرمایا کہ سفر میں کسی کو امیر بنالیا جائے لوگوں نے عرض کیا: حضرت آپ سے افضل ہم میں کون ہے جسے ہم امیر بنائیں آپ تو افضل الصحابہؓ ہیں۔ حضرت نے فرمایا میں اس قابل نہیں ہوں کوئی اور بن جائے۔ عرض کیا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ موجود ہوں اور امیر کوئی دوسرا ہو۔ آخر سب نے مل کر حضرت ہی کو امیر بنا دیا۔

حضرت نے فرمایا کہ جب میں امیر بن گیا تو اب آپ لوگ میری اطاعت کریں گے؟ سب نے عرض کیا لازمی طور پر کریں گے۔ عہد و پیمان لیا کہ منحرف تو نہیں ہوں گے۔ عرض کیا قطعاً نہیں۔ پھر ہوا یہ کہ جب منزل پر پہنچے تو سب کے بستر کھول کر بچھانے شروع کئے۔ لوگوں نے عرض کیا حضرت آپ ہمارے بستر بچھا رہے ہیں، آپ تو ہمارے امیر ہیں۔ ہم بچھائیں گے۔ حضرت نے فرمایا امیر کے کام میں دخل مت دو، امیر کی اطاعت واجب ہے کسی کو بستر نہیں بچھانے دیا، کبھی جگہ صاف کر رہے ہیں کبھی بستر بچھا رہے ہیں کھانا پکانے کا وقت آتا تو لکڑیاں چن کر لا رہے ہیں کبھی بازار سے سامان خریدے جا رہے ہیں۔ جہاں کوئی آیا اور کہا کہ حضرت میں کروں گا، فرماتے کہ میں امیر ہوں اور امیر واجب الاطاعت ہوتا ہے۔ لوگ عاجز آ گئے کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہو گئے کہ ہمارے امام اور مقتدی بڑے ساری خدمت انجام

دے رہے ہیں کہ ہمارے جوتے بھی سیدھے کر رہے ہیں، بستر بچھا رہے ہیں کھانا پکار رہے ہیں اور کوئی بول نہیں سکتا۔ (خطباتِ طیب:۲۰۶)

فائدہ: یہ تھے ابوبکر صدیقؓ افضل الصحابہ...... کتابوں میں تو ''سید القوم خادمھم'' سب نے ہی پڑھا ہوگا مگر کبھی سردار و امیر کو خادم جیسا کام کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوگا۔ حضرت صدیق اکبرؓ اس کی زندہ مثال ہیں۔

آج تو امیر و سردار کا مطلب ہی یہ سمجھا جاتا ہے کہ بقیہ لوگ اس کے خادم و غلام ہیں۔ اور یہ آقا و سردار۔ اگر حضرت صدیق اکبر کے اس طریقے کو اپنا لیا جائے تو بہت سے اختلافات سے بچا جا سکتا ہے۔

شیخ مرید کو اس طرح بھی آزماتے ہیں!

ایک مرتبہ حضرت حاجی صاحبؒ اور حضرت مولانا گنگوہیؒ ساتھ بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے۔ مولانا شیخ محمد صاحبؒ آ گئے۔ دیکھ کر کہنے لگے آہ آج تو مرید صاحب کے اوپر بڑی نوازش ہو رہی ہے ساتھ کھانا کھلایا جا رہا ہے۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے (باوجودیکہ حضرت مولانا کا بے حد ادب فرماتے تھے۔) فرمایا کہ ہاں یہ تو میری عنایت ہے کہ میں اسطرح ساتھ بٹھا کر کھلا رہا ہوں ورنہ مجھ کو تو یہ حق ہے اور ان کی یہ حیثیت ہے کہ میں روٹی ان کے ہاتھ پر رکھ کر کہتا وہاں بیٹھ کر کھاؤ اور اس ارشاد کے ساتھ ہی کن انکھیوں سے دیکھ رہے تھے کہ کوئی تغیر تو نہیں ہوا۔ یہ واقعہ ہے کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ پر ذرہ برابر ناگواری کا اثر نہیں ہوا۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ کو ناگوار تو نہیں ہوا تھا۔ فرمایا کہ جہاں سے کچھ ملا کرتا ہے یا ملنے کی کچھ امید ہوتی ہے وہاں سے ناگواری نہیں ہوا کرتی۔ مشاہدہ ہے کیمیا گر اگر لنگوٹا بند بھی ہو مگر اس کے پیچھے بڑے بڑے آدمی حقہ اٹھائے پھرتے ہیں گو وہ کتنا ہی میلا کچیلا

سڑا ہوا ہو۔ طالب کی تو یہ شان ہے اور مصلحین کی یہ شان ہونا چاہئے۔

ہر کہ خواہد گو بیاؤ ہر کہ خواہد گو برو
درو گیر وحاجب ودربان دریں گاه نیست

''جو آنا چاہے آنے کی اجازت ہے، اورنہ جانا چاہے اس کو کوئی روک ٹوک نہیں ہے اور اس درگاہ میں نہ کوئی دربان ہے اور نہ ظاہری دبدبہ'' (الافاضات الیومیہ، ج۲ص۲۱۰-۲۱۱)

بڑا تعویذ تو بزرگوں کی دعا ہے

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا: مجھے تعویذ گنڈوں سے قطعاً مناسبت نہیں مگر حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ اگر کوئی آیا کرے تو اللہ کا نام لکھ کر دے دینا اور میری ناواقفی کے عذر پر یہ بھی فرمایا کہ جو سمجھ میں آئے لکھ کر دیا کرو۔ اس لئے میں لکھ دیتا ہوں۔ بڑا تعویذ تو بزرگوں کی دعا ہوتی ہے۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے حکایت بیان فرمائی تھی حضرت سید صاحب ہر مرض کی تعویذ میں یہ لکھا کرتے تھے۔ ''خدا حافظ! اگر منظور داری حاجتش را بر آری''۔

علماء کا ادب ہر حال میں

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے فرمایا۔ حضرت حاجی صاحبؒ فن طریقت کے امام تھے حضرت کی بصیرت کا کیا ٹھکانہ تھا، مجھ کو بیعت کرنے کے وقت پر یہ شرط لگائی تھی کہ پڑھنے پڑھانے کے شغل کو ترک نہ کرنا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے دینی ضرورت کا کس درجہ ادراک تھا۔ اسی لئے علماء کا بے حد احترام فرماتے تھے ایک مرتبہ مولوی رحمت اللہ صاحبؒ نے حضرت پر کچھ اعتراضات کئے حضرت کو بھی طبعاً ناگواری ہوئی اور جواب دے کر یہ بھی فرمایا اگر میں اپنے بچوں کو بلالوں گا تو ناطقہ بند کر دیں گے۔

اتفاق سے اس زمانہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ اور حضرت مولانا گنگوہیؒ حج کو تشریف لے گئے اور یہ واقعہ سن کر ان حضرات کو بھی ناگوار ہوا اور باہم یہ مشورہ کیا کہ ہم مولوی صاحب سے جا کر پوچھیں گے۔ حضرت حاجی صاحبؒ کو خبر ہوئی تو فرمایا نہ بھائی تم کچھ نہ بولنا میں ان کا احترام کرتا ہوں۔ ہاں جا کر مل آؤ۔ یہ حضرات گئے اور مل کر چلے آئے۔ (الاضافات الیومیہ، ج ۲،ص ۱۰۴۔ معارف الاکابر،ص ۱۴۸۔ ترتیب: محمد اقبال قریشی)

محبوب کی ہر چیز سے محبت

عاشق کو معشوق کی ہر چیز سے محبت ہوتی ہے۔

کسی نے مجنون کو دیکھا کہ لیلیٰ کے مکان کی اینٹ اینٹ کو چومتا پھر رہا ہے، کسی نے کہا احمق تو یہ کیا کر رہا ہے، اینٹوں میں کیا رکھا ہوا ہے اور اینٹوں کو چومنے سے کیا فائدہ اس پر مجنون نے دو شعر پڑھے ؎

امر علی الدیار دیار لیلی
اقبل ذالجدار و ذالجدارا

’’کہ جب میں لیلیٰ کی گلی سے گذرتا ہوں تو کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اس دیوار کو۔ اور کیوں چومتا ہوں؟‘‘ ؎

وما حب الدیار شغفن قلبی
ولکن من سکن الدیارا

’’درحقیقت مجھے ان اینٹوں اور دیواروں سے محبت نہیں ہے، بلکہ اس سے محبت ہے جو ان مکانوں کے اندر بیٹھی ہوئی ہے، اور اسی کی وجہ سے ان در و دیوار سے محبت ہوگئی ہے۔ (خطباتِ طیب: ص/۵۶)

الحاصل جب محبت ہوتی ہے تو محبوب ہی سے محبت نہیں ہوتی۔ اس کی ہر ہر چیز

ہر ہر ادا سے محبت ہو جاتی ہے، جو چیز بھی اس جانب منسوب ہو جائے وہ بھی محبوب ہو جاتی ہے۔ افسوس صد افسوس ہم عشق الٰہی اور عشق رسول کا دعوی کرتے ہیں مگر حکم الٰہی اور سنت رسول ﷺ کی بالکل پرواہ نہیں کرتے، رسول کا لباس، رسول کی شکل وصورت، رسول کی سیرت ہمیں محبوب نہیں، ہم تو انگریز بہادر کے طریقے کو اپناتے ہیں، شکل ان کی جیسی نہ ڈاڑھی نہ مونچھ، نہ لباس ان کے جیسا اور دعوی عشق رسول میں غرق ہونے کا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا دعوی محض دعوی ہے سچ یہ ہے کہ ہم جھوٹے ہیں۔ اے اللہ ہمیں سچا عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنا دے۔ آمین۔

صوفی عالم زیادہ قابل تعظیم ہے

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ بہت صاحبِ کمالات تھے عالم کی بہت قدر کرتے خواہ مرید ہی کیوں نہ ہو بلکہ عالم صوفی کو اپنے مسند پر بٹھاتے۔

پھر فرمایا: عالم قابلِ قدر ہے۔

پھر فرمایا: اگر صوفی بھی ہو تو پھر زیادہ قابل تعظیم ہے۔

بخاری اور مسلم۔ لطیفہ

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کسی کو بخار تھا۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا اچھا تو ہوا۔ پہلے مسلم تھے اب بخاری بھی ہو گئے۔ اسی طرح ایک موقع پر کسی نے درد کی شکایت کی۔ فرمایا لوگ درد کی تلاش میں ہیں اور تم کو مفت میں مل گیا۔

درد خواہ و درد خواہ و درد خواہ

☆☆☆

دل ودماغ بھی خدائی عطا کردہ مشین ہے

حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ بھائی دل اور دماغ یہ سب خدائی مشینیں ہیں۔ان سے جب کام لیتے ہیں تو ان کی قوت کی حفاظت بھی تمہارے ذمہ ہے،سرکاری مشین ہے،اگر اپنی لاپروائیوں سے خراب کروگے تو پکڑ ہوگی۔جب لوہے کی مشین میں تیل ڈالنا ضروری ہے تو دماغ اور دل تو بڑی نازک مشینیں ہیں ان کا بہت خیال رکھنا چاہیے۔(معارف الاکابر،ص ۱۹۱۔ بروایت حکیم الامتؒ)

شیخ کے پاس جانے کے لئے ہدیہ نہیں بلکہ خلوص چاہیے

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کے یہاں یہ دستور تھا کہ کوئی لاتا تھا اور کوئی لے جاتا تھا۔ایک امیر نے حضرتؒ کی خدمت میں چھ ہزار روپے پیش کئے۔حضرتؒ نے وہ دوسرے حاجتمندوں کو دے دیئے ۔حضرتؒ یوں بھی روپیہ دو روپیہ برابر دیتے رہتے تھے،فرماتے تھے کہ میں بعض آدمی سے ہدیہ اس لئے لیتا ہوں کہ یہ شخص حرم کے ثواب سے محروم نہ ہو۔اللہ اکبر۔اس میں بھی ہمارے ہی نفع کا خیال ہے ایک شخص نے حضرتؒ کے یہاں ایک ہدیہ پیش کیا دوسرے روز اور پیش کیا تیسرے روز اور پیش کیا حضرتؒ نے مزاحاً فرمایا کہ تھوڑا روزانہ اس لئے دیتے ہیں تاکہ جی خوش ہو۔اس لطیف عنوان سے ان کی پالیسی پر مطلع فرمادیا۔(التبشیر،ص ۴۱)

بعض لوگ یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ پیر کے پاس کچھ نہ کچھ ضرور لے کر جانا چاہئے خالی ہاتھ نہ جانا چاہئے اس لئے غالباً وہ روزانہ ہدیہ پیش کرتے تھے غرض ایسے رسومات قابلِ ترک ہیں کیونکہ بعض اوقات انسان اس طرح استفادہ سے محرم ہو جاتا ہے۔البتہ بزرگوں کے پاس خلوص سے جانا چاہئے۔(معارف الاکابر: بروایت حضرت حکیم الامتؒ)

اپنے شیخ کی نسبت کیا عقیدہ رکھنا چاہیے

حضرت حاجی صاحبؒ کا فیصلہ اس بارے میں بہترین فیصلہ ہے وہ یہ ہے کہ اپنے شیخ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے کہ زندہ بزرگوں میں میری کوشش سے اس سے زیادہ مجھ کو نفع پہنچانے والا نہیں مل سکتا۔حضرت حاجی صاحبؒ اس فن کے امام تھے ،مجتہد تھے اور وہ شان تھی جس کو مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ ؎

بینی اندر خود علومِ انبیاء
بے کتاب و بے معید و اوستا

(الاضافات الیومیہ،ج ۱،ص ۱۳۴)

اصلاح کا یہ بھی ایک نرالا انداز ہے

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ فلاں شخص آپ کو یوں کہتا ہے۔حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا اس نے تو پس پشت کہا لیکن تم اس سے زیادہ بے حیا ہو کہ میرے منہ کہتے ہو۔(نسیان النفس،ص ۲۸)

سبحان اللہ عجیب انداز ہے غلطی پر متنبہ کرنے اور اصلاح کرنے کا۔

ریاضت کا یہ بھی ایک طریقہ ہے :۔حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے فرمایا ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ نفس کو خوب کھلاؤ پلاؤ اور اس سے خوب کام لو۔

مزدور خوش دل کند کار بیش

سبحان اللہ کتنی عمدہ بات فرمادی۔ نفس کی اصلاح کے لئے۔

تقلید کی برکت سے تحقیق نصیب ہوجاتی ہے

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: قیل وقال وفکر تحقیق سے کچھ کام نہیں چلتا، تقلید محض کی ضرورت ہے۔ اسی کی برکت سے کسی وقت تحقیق نصیب ہوجاتی ہے۔ حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ ''کئے جاؤ سب سمجھ میں آجائیگا سب تسلی ہوجائیگی''، کیسی عجیب اور جامع تعلیم ہے۔ حضرت حاجی صاحبؒ کے یہاں لمبی چوڑی تعلیم نہ ہوتی تھی۔ مختصر اور پر مغز تعلیم ہوتی تھی۔ (الاضافات الیومیہ، حصہ سوم، ص۶)

بزرگوں کی نشست گاہ پر بھی انوار وبرکات ہوتے ہیں۔

جس جگہ بزرگ رہتے ہیں اس جگہ میں ایک خاص برکت اور نور رہتا ہے۔ میں نے خود حضرت حاجی صاحبؒ کا مقولہ سنا ہے کہ ''جائے بزرگان بجائے بزرگان'' واقعی برکت ضرور ہوتی ہے۔ حضرت مولانا شیخ محمد صاحب تھانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت حاجی صاحبؒ جب حج کو تشریف لے گئے ان کی جگہ بیٹھ کر ذکر کرتا ہوں تو زیادہ انوار وبرکات محسوس ہوتے ہیں دوسری جگہ میں یہ بات نصیب نہیں ہوتی یہ تو مشاہدہ ہے۔ (الاضافات الیومیہ، حصہ اول، ص۱۱۰)

حب فی اللہ کے سبب ہدیہ میں نور

فرمایا: ہمارے حضرتؒ سب کچھ کھاتے تھے، ایک مرتبہ کہیں سے انگور آئے، سب کو تقسیم کئے گئے، اور فرمایا کہ یہ حب فی اللہ کے سبب آیا ہے اس کے کھانے سے قلب میں نور پیدا ہوتا ہے۔ (روح الصیام، ص۴۷)

غیرتِ دینی اور استغناء

حضرت حاجی صاحبؒ میں غیرتِ دینی کی یہ حالت تھی کہ ہندوستان سے بہت سے روپے حاجی صاحبؒ کے واسطے ایک سیٹھ کی دوکان پر مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ اس سیٹھ نے کہلا بھیجا کہ حاجی صاحبؒ دوکان سے منگالیں یا لے جائیں۔ اس پر حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ جس اللہ تعالیٰ نے ہندوستان سے یہ روپیہ مکہ مکرمہ بھیجا ہے وہ دوکان سے مکان پر بھی پہنچادے گا خود لینے نہیں گئے نہ کسی آدمی کو بھیجا۔

لطیفہ: مہین مولوی کا مطلب؟

حجاج واپس آنے لگے تو حضرت حاجی صاحبؒ نے مجھ کو ان الفاظ میں سلام کہلا بھیجا کہ ہمارے ''مہین مولوی سے بھی سلام کہہ دینا''

دیکھئے حضرت حاجی صاحبؒ نے کیسا جامع الفاظ استعمال فرمایا۔ کیونکہ مہین کے معنی ہیں، عربی میں حقیر، فارسی میں سردار، اردو میں نازک۔

(خیر الافادات ملفوظ، ص۴۷۔ معارف الاکابر۔ بروایت: حکیم الامتؒ)

رونے کی تین قسمیں

حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ ایک رونا خوشی کا ہے اور ایک غم کا ہے اور ایک رونا گرم بازی عشق کا ہے (جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضرت ابی ابن کعبؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں سورہ فاتحہ سناؤں، تو حضرت ابی ابن کعبؓ نے عرض کیا، کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیکر ارشاد فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں، اس پر حضرت ابی بن کعبؓ رو پڑے۔ سو یہ رونا عشق کا تھا)

خلفاء ومجاز کی دو قسمیں

حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ میرے خلفاء ومجاز دو قسم کے ہیں، ایک تو وہ کہ میں نے بلا درخواست ان خلفاء کو اجازت وبیعت لینے کی دی اور خلیفہ بنایا اور وہی درحقیقت خلفاء ہیں، ایک وہ کہ کسی نے خود درخواست کی کہ حضرت میں بھی اللہ تعالیٰ کا نام بتلا دیا کروں؟ حضرت صاحبؒ نے بوجہ کمال کرم اجازت دے دی اور یہ فرماتے تھے، بھائی اللہ کا نام بتانے کو کیوں منع کروں؟ اور بعض کی درخواست پر کچھ لکھ بھی دیا تو یہ اس درجے کے نہیں ہیں۔

(مقالاتِ حکمت ملحقہ دعواتِ عبدیت، جلد دوم، ص۲۴۴)

تعلق مع اللہ سے قلب کو صحت ملتی ہے

اعمال کی درستگی قلب کے تابع ہے اور قلب کا تعلق اللہ کے ساتھ ہو جائے یہ ہے قلب کی صحت اس کا راستہ سب سے پہلے علم حاصل کرنا پھر ایسے کاموں سے بچنا جن سے اللہ اور رسول ناراض ہوں اور اس کا آسانی سے حاصل ہونا یہ ہے کہ کسی بزرگ کو تلاش کرلو، محنت کرو، ایسا آدمی مل جائے دنیا اللہ والوں سے خالی نہیں ہے تم اپنے جسمانی مرض کے لئے کیسے اچھے سے اچھا طبیب تلاش کرتے ہو اور اللہ والے سے عمل سیکھنے کے دوران ہی تم کو ذکر کی توفیق ہو جائے گی۔ جس ذکر سے تمہارے قلب کو راحت ملے وہی ذکر پہلے اختیار کرلو۔ اس کو دل قبول جلد کریگا۔ ہر وقت اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ایک کلمہ زبان پر جاری رکھو یہ کر کے دیکھو انقلاب آجائیگا دل میں۔ مگر ہم تو کرتے ہی نہیں کوئی چیز کتنی پاس یا دور ہو چلنا ہر شکل میں پڑتا ہے، جب قدم ہی نہ اٹھاؤ گے کیسے ملی گی۔ (حکیم الامت حضرت تھانویؒ)

حضرت فرید الدین عطار کیسے عارف بنے؟

حضرت فرید الدین عطارؒ پہلے عطاری کی دکان کیا کرتے تھے ایک دن اپنی دکان پر بیٹھے نسخے باندھ رہے تھے ایک درویش کمبل پوش دکان کے آگے کھڑے ہو کر انہیں تکنے لگے دیر تک اسی حالت میں دیکھ کر حضرت عطارؒ نے فرمایا کہ بھائی جو کچھ لینا ہو لو۔ کھڑے کیا دیکھ رہے ہو درویش نے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری دکان میں خمیرے شربت معجونین بہت سی چپکتی چیز بھری پڑی ہیں۔ میں سوچ رہا ہوں کہ مرتے وقت تمہاری روح کیسے نکلے گی جو اتنی چپکتی چیزوں میں پھنسی ہوئی ہے۔ اس وقت حضرت عطار کو باطن کا چسکا تھا ہی نہیں، بے دھڑک کہہ بیٹھے جیسے تمہاری نکلے گی ویسے ہی ہماری بھی نکل جائیگی۔ درویش نے کہا میاں! ہمارا کیا ہے۔ اور کمبل اوڑھ کر وہیں دکان کے سامنے لیٹ گیا۔ اول تو حضرت عطار یہ سمجھے کہ مذاق کر رہا ہے لیکن جب بہت دیر ہوگئی تو شبہ ہوا۔ اس کے پاس جا کر کمبل اٹھایا، وہ درویش واقعی مردہ تھا، بس ایک چوٹ دل پر لگی اور وہیں چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑے افاقہ ہوا تو دیکھا کہ دل دنیا سے بالکل سرد ہو چکا تھا۔ اس وقت دکان لٹا کر کسی پیر کی تلاش میں نکلے۔ پھر وہ طریق کے اندر بڑے عارف ہوئے ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء، حضرت فرید الدین عطارؒ)

ذکر اللہ کس نیت سے کیا جائے؟

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ جو شخص لذات کا طالب ہے وہ حق تعالیٰ کا طالب نہیں کیونکہ لذت عین حق تو نہیں۔ پس عاشق صادق وہ ہے جو حق کا طالب ہو نہ احوال کا نہ مواجہ کا، کیونکہ یہ باتیں نہ موعود ہیں نہ لازم ہیں کبھی ہوتی ہیں کبھی نہیں

ہوتیں۔ اسلئے ان کی طرف التفات ہی نہ کرنا چاہئے۔توجہ صرف اس چیز کی طرف کرو جو بوجہ موجود ہونے کے مرتب ہوتی ہے وہ کیا ہے توجہ حق الی العبد۔ چنانچہ حضرت حافظ محمد ضامن صاحبؒ اسی کی نسبت فرماتے تھے کہ ہمارا مقصود تو ذکر ہے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

"فاذکرونی اذکرکم "یعنی تم مجھ کو یاد کرو میں تم کو یاد کروں۔

یہ ایسا ثمرہ ہے کہ جس میں بوجہ وعدہ کے کبھی تخلف ہی نہیں ہوا کرتا۔یعنی ہم اللہ تعالیٰ کو اس لئے یاد کیا کریں کہ وہ ہمیں یاد کیا کریں گے۔اس کے سواحیاتِ دنیا میں ہم کسی اور ثمرہ کے طالب نہ ہوں۔ باقی اصل ثمرہ یعنی رضا دخولِ جنت وہ تو آخرت میں ہی ہوگا۔بس اور کیا چاہئے۔ایسا شخص جس کا یہ مطلوب ہو کبھی پریشان نہیں ہوتا۔ یہ ہے حقیقت مقصود سلوک کی۔مگر ہم اس میں بھی بدوں اتباع ہوئی کئے ہوئے نہ رہے۔ (معارف الاکابر، بروایت حکیم الامتؒ)

فاقہ تنگ دستی اور بیماری کے اسباب

۱......مہمان کو حقارت سے دیکھنا۔
۲......قرآن کو بے وضو ہاتھ لگانا۔
۳...... بغیر بسم اللہ کے کھانا۔
۴...... کھڑے ہو کر کھانا۔
۵...... جوتے پہن کر کھانا۔
۶...... بغیر ہاتھ دھوئے کھانا۔
۷...... ننگے سر کھانا۔
۸...... کھا کے برتن کو صاف نہ کرنا۔
۹...... مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا۔
۱۰...... نماز قضا کرنا۔
۱۱......بزرگوں کے آگے چلنا۔
۱۲...... دروازے پر بیٹھنے کی عادت۔
۱۳......نامحرم عورتوں کو دیکھنا۔
۱۴...... اولاد کو گالی دینا۔
۱۵......جھوٹ بولنا۔
۱۶......صبح کے وقت سونا۔

۱۷......مغرب کے بعد سونا۔
۱۸......شکستہ کنگھا استعمال کرنا۔
۱۹......ننگے سر بیت الخلاء میں جانا۔
۲۰......بیت الخلاء میں باتیں کرنا۔
۲۱......بیت الخلاء میں تھوکنا۔
۲۲......اہل وعیال سے لڑتے رہنا۔
۲۳......نہانے کی جگہ پیشاب کرنا۔
۲۴......کھڑے ہو کر نہانا۔
۲۵......فقیر کو جھڑکنا۔
۲۶ ......حوض یا غسل والی جگہ پر پیشاب کرنا۔
۲۷ گانے بجانے میں دل لگانا۔ (ڈاکٹر عبدالحیؒ)

جی ہاں! اس نیت سے بھی عطر لگایا جاتا ہے

حکیم الامتؒ نے فرمایا: ایک بار سید الطائفہ حضرت اقدس مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کی مجلس میں تذکرہ ہو رہا تھا کہ جمعہ وعیدین کے دن کس نیت سے عطر لگانا چاہئے؟ ہر ایک نے مختلف وجوہ بیان کئے۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ ہم تو اس نیت سے لگاتے ہیں کہ اللہ میاں کو اچھے لگیں۔ یہ بات میں نے اور کسی بزرگ کے کلام میں نہیں دیکھی مگر آج کل ہی ایک حدیث سے اس مضمون کی تائید ملی جس کی تخریج عراقی نے کی ہے۔ جس میں ''من تطیب اللہ واردت'' کہ جو اللہ تعالیٰ کے واسطے خوشبو لگائے اس کے لئے اجر ہے جو حدیث میں مذکور ہے۔ گو اس کی تفسیر میں اختلاف ہو سکتا ہے کوئی بھی تاویل کر سکتا ہے۔

من تطيب الامتثال امر الله نحوه.

مگر ظاہر حدیث حاجی صاحبؒ کے قول کا مؤید ہے۔ اس سے میرا بڑا جی خوش ہوا۔ حضرتؒ کے ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ کا علم واقع کے مطابق ہے۔ اور عطر واقع میں اچھی چیز ہے تو علم الٰہی میں بھی یہ اچھی شئے ہے تو ہم اس واسطے لگاتے ہیں تاکہ اللہ کو اچھی لگیں۔ (الرغبۃ المرغوبہ، ص ۱۴-۱۵)

اللہ کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ

دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ:

۱......اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا دھیان کرو، اور ان پر شکر ادا کرتے رہو۔

۲......اہل محبت کی صحبت اختیار کرو اور ان کے حالات واشعار اور کتابوں کو پڑھتے رہو

۳......زندگی کے سب کاموں میں اتباع سنت کا اہتمام کرو۔

۴......کہ ''اللہ تعالیٰ کی محبت کا مصرف یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور مخلوقِ خدا سے محبت کرو۔ (حضرت حکیم الامتؒ کا ارشاد)

کسی نے کیا خوب کہا ''طریقت بجز خدمتِ خلق نیست'' یہ انبیاء علیہم السلام کی خاص نسبت اور عادت مبارکہ ہے کہ وہ مخلوق سے محبت کرتے ہیں اس محبت کا جذبہ ہے کہ نبی علیہم السلام اللہ کے بندوں کو دوزخ کے راستے سے ہٹا کر جنت کی طرف لاتے ہیں۔ انبیاء علیہ السلام کی یہ ادا اللہ تعالیٰ کو بہت پیاری ہے۔ ہر نبی اور رسول کو ان کی امتوں نے ستایا۔ انہوں نے خوب برداشت کیا یہ قوتِ برداشت بھی مخلوق سے محبت کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ سے محبت پیدا کرنے کا یہ گُر حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا کہ مخلوق سے محبت کرو تو خالق تم سے محبت کریں گے۔ (محمد ادریس حبان رحیمی)

سجدے کا لطف

حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ فرمایا کرتے تھے بھائی جنت کا مزہ برحق، حوض کوثر کا مزہ برحق مگر نماز میں جو مزہ ہے وہ کسی چیز میں نہیں۔ جب میں سجدہ میں جاتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیار کر لیا۔ سبحان اللہ جس شخص کو اعمال میں یہ لذت نصیب ہو اس کے لئے دنیا ہی میں جنت کیوں نہ ہوگی۔ (مظاہر الاعمال، ص ۳۱)

عارفین کے لئے قیامت کا دن نماز کے وقت کے برابر ہوگا

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کے برابر ہے مگر مومن کے لئے ایسا معلوم ہوگا جیسا نماز کا وقت عشاق کے لئے۔ تو قیامت کا دن تماشا گاہ ہے۔ میں نے مولانا فضل الرحمٰن صاحبؒ سے ایک شعر سنا تھا جو اس وقت یاد آتا ہے ۔

عاشقاں را روزِ محشر با قیامت کار نیست
عاشق را جز تماشائے جمال یار نیست

یعنی عاشقوں کو محشر (قیامت) کے دن سے کام نہیں۔ عاشقوں کو سوائے دیدار محبوبِ حق تعالیٰ شانہ کے کوئی تماشا نہیں۔ (خیر الحیات وخیر الممات۔ ص ۲۶ ہم الاخرہ ص ۴۰)

دعا بہت بڑی نعمت ہے

مونا فضل الرحمٰن صاحبؒ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میرا مقدمہ ہے مولانا نے فرمایا کہ دعا کروں گا۔ اس نے کہا دعا نہیں کرانے آیا ہوں۔ یہ تو میں بھی کرسکتا ہوں یوں کہہ دیجئے کہ میں نے یہ کام کر دیا۔ مولانا بہت ناراض ہوئے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو ایسا مختار سمجھنا خلافِ توحید اور شرک ہے۔ (طریق النجاۃ ص ۴۷)

اتباع سنت کی برکت سے جلد کامیابی

حضرت مولانا گنگوہیؒ سے ایک شخص نے پوچھا کہ ذکر میں نیند بہت آتی ہے۔ فرمایا علاج یہ ہے کہ تکیہ رکھ کر سو رہا کرو جب نیند بھر جائے تو پھر اٹھ کر کام میں لگ جاؤ۔ اللہ اکبر! کس قدر آسانی ہے اور پھر یہ کہ مقصد میں کامیابی بھی ہوتی ہے۔ یہ محض اس کی بدولت ہے کہ ان حضرات کا سلسلہ بالکل سنت کے موافق اور یہ سب

حضرات نہایت درجہ سنت کے متبع ہیں تو چونکہ اس سلسلہ میں اتباع سنت ہے اس سے اس میں لوگوں کو کامیابی تھوڑی توجہ سے ہو جاتی ہے۔

آج کل کے پیروں کی حالت طمع

حضرت مولانا گنگوہیؒ فرماتے تھے آج کل کے پیروں کی یہ حالت ہے کہ اگر کوئی دیہاتی ان کے سامنے سر کھجانے لگے تو پیر صاحب کو خیال ہوتا کہ کہ پگڑی میں سے روپیہ نکال کر دے گا۔ واقعی بالکل سچ ہے حرص وطمع نے ہماری وہی حالت بنادی۔

مجاہدات وریاضات کا حاصل

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: حضرت مولانا گنگوہیؒ فرمایا کرتے تھے کہ اتنے مجاہدات اور ریاضات کے بعد اگر یہ بات حاصل ہوجائے کہ ہم کو کچھ حاصل نہ ہوا تو بس سب کچھ حاصل ہوگیا۔

آج کل کے مرید طالب جاہ ہوتے ہیں۔

فرمایا: آج کل لوگ مرید نہیں بنتے گرو بنتے ہیں۔ جیسے مولانا گنگوہیؒ فرمایا کرتے تھے کہ ایک شخص ایک گرو کے پاس گیا اور کہا مجھے اپنا چیلہ بنالو۔ اس نے کہا چیلہ بننا بڑا مشکل ہے تو اس نے کہا پھر گرو ہی بنالو۔ (معارف الاکابر بروایت حکیم الامتؒ)

حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی

خلف الرشید حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ سے

ایک اہم ملاقات

بحمداللہ تعالیٰ مجھے اپنے دوستوں اور بزرگوں کا ذکر کرتے ہوئے قلبی مسرت اور شادمانی حاصل ہوتی ہے اور میرا مزاج ہے کہ میں ان کی خوبیوں کو دیکھتا ہوں اور یاد رکھنے کی کوشش کرتا ہوں اور پھر انہیں خوبیوں کے پیش نظران کی عزت کرتا ہوں خطیب الاسلام بنگلور تشریف لائے دوران سفر میسور تشریف لے گئے سوء اتفاق کہ وہاں حمام میں پھسل کر گر گئے حضرت والا کو کافی چوٹ آئی پیرانہ سالی میں تھوڑی سی چوٹ بھی زیادہ لگتی ہے دوسرے دن معلوم ہوا کہ ڈاکٹروں نے حضرت کو آرام کا مشورہ دیا ہے اور بنگلور شفاء ہاسپٹل میں آپ داخل ہیں۔

اس زمانہ میں آل انڈیا انجمن مدارس اور اس کی کارکردگی کا بڑا چرچا تھا۔ کارکنان انجمن نے حضرت سے رابطہ قائم کیا اور ملاقات کے لئے ہسپتال پہونچے

حضرت خطیب الاسلام کے بڑے فرزند جناب مولانا محمد عثمان قاسمی اور دیگر علماء کرام بھی حضرت کے ساتھ تھے حضرت مولانا سید عبدالرحیم صاحب سعید رشادی چیئرمین آل انڈیا انجمن مدارس اور دیگر اکابر علماء پر مشتمل وفد میرے ہمراہ تھا حضرت کے پیڈ روم میں پہونچے تو حضرت والا نے نہایت شفقت اور محبت کا معاملہ فرمایا۔ آل انڈیا انجمن مدارس کے مقاصد کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا اور فرمایا ایسی انجمن بہت پہلے قائم ہونی چاہئے تھی بہر حال آپ کام کیجئے میری دعائیں اور توجہات آپ کے ساتھ ہیں۔

حضرت خطیب الاسلام میں دوخوبیاں دیکھی

بندہ راقم الحروف محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاؤلی نے حضرت سے ملاقات کے بعد دو باتیں سیکھیں اور ان کو اپنایا بھی۔ ایک یہ کہ حضرت والا بیمار تھے کولہے کی ہڈی میں فریکچر تھا لیکن چہرے پر کسی بھی طرح کے بیماری اور نقاہت کے آثار نہیں تھے یعنی جسم تکلیف میں مبتلا ہے لیکن چہرے پر وہی نور نورانیت وہی بشاشت جو ہمارے اسلاف کے چہروں پر ہوا کرتی ہے اللہ والوں کے دل ہر وقت مطمئن اور پر سکون رہتے ہیں اور اس کا اثر ان کے چہروں پر دیکھا جاسکتا ہے عام آدمی بیمار ہو جائے تو ہائے ہائے میں ہی وقت گذار دیتا ہے لیکن اللہ والوں کی شان ہی عجیب ہے کہ ہر مصیبت پر صبر اور صبر بھی ایسا کہ دوسروں کے لئے قابل تقلید اور پھر اس میں بہترین نصیحتیں اور نا قابل فراموش اثرات دیکھنے کو ملتے ہیں۔

دوسری بات یہ دیکھی کہ حضرت بیمار ہیں اپنی علالت اور اپنی چوٹ اور دکھ درد کو بیان کرنے کے بجائے پوری امت کی ملت کی فکر میں گھلے جارہے ہیں حضرت والا نے فرمایا اس وقت دنیا میں ۲۸ رٹی وی چینلس ایسے ہیں جو ۲۴ رگھنٹے مسلمانوں اور

اسلام اور قرآن کو بدنام کرنے میں لگے ہوئے ہیں لیکن مسلمانوں کے پاس اس کے توڑ اور ٹکراؤ کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے صرف ایک راستہ کھلا ہے وہ انفرادی اور اجتماعی اعتبار سے، قرآن وسنت کو مضبوطی سے پکڑلیا جائے عمل کیا جائے عمل میں اخلاص پیدا کیا جائے اور ملت اور ملک کی ترقی میں حصہ لیا جائے اور اسے عبادت تصور کیا جائے حضرت والا سے گفتگو کافی طویل تھی میں نے محسوس کیا کہ حضرت تھکے ہوئے بھی ہیں لیکن ملت کی فکر میں مدحوش ہیں ہم لوگ جلدی ہی حضرت والا کے آرام کا خیال کرتے ہوئے واپس آگئے حضرت کی باتیں دل پر نقش ہوگئیں۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت مولانا محمد سالم صاحب دامت برکاتہم بھی یہ سوچ اور نظریہ اور فکرمندی تصوف اور معرفت الٰہی کے درجہ سے کم ہے؟ نہیں ہرگز نہیں جس کو معرفت الٰہی حاصل ہوجاتی ہے وہ اللہ کی مخلوق کا خیرخواہ بن جاتا ہے اور ان کو راہ راست سے پرلانے کے لئے اپنی ذات کو بھول جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا کی زندگی میں خوب خوب برکت عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا مفتی محمد احسان صاحب قاسمی ندوی مدظلہ دیوبند

حضرت مولانا مفتی محمد احسان قاسمی ندوی مدظلہ نائب مہتمم دارالعلوم وقف کو بھی اللہ تعالیٰ نے عجیب صفت عطا فرمائی ہے کہ دن رات، صبح وشام ہمہ وقت طلباء کی فکر مدرسہ کی فکر اجلاس میں تقاریر فتویٰ نسویسی اور ہر نئے مسئلہ پر غور وتفکر کرنا مزاج بن گیا ہے رات میں دو بجے سوتے ہیں پھر دن بھر مشغول رہتے ہیں غور وتفکر اور تدبر کے لئے اپنی تمام تر صلاحیت کو استعمال کرتے رہتے اور میدان عمل میں جوانمردی کا مظاہر فرماتے ہیں۔ میرے پیرومرشد حضرت مولانا حکیم زکی الدین احمد حاذق الامتؒ نے آپ کو اجازت خلافت عطا فرمائی ہے اس لئے آپ صاحب نسبت بھی

ہیں گویا عالم بھی ہیں مفتی بھی ہیں مفکر بھی ہیں شیخ بھی اور مبلغ بھی ہیں اللھم زد فزد اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور خوب خوب صحت وقوت عطا فرمائے۔ آمین۔

قاری محمد واصف صاحب دارالعلوم وقف دیوبند

دارالعلوم وقف دیوبند میں حضرت مولانا قاری محمد واصف صاحب قاسمی جو حضرت مولانا خورشید احمد صاحب کے فرزند ہیں اور اپنے زمانہ کے اعلیٰ قاری ہیں اور حضرت مولانا مفتی مشتاق احمد صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا محمد شمشاد صاحب قاسمی مدظلہ جیسے حضرات ہیں جنہوں نے اپنی ذات کو ایک انجمن بنادیا ہے، اسی ادارہ میں ایک استاد محترم اور ہمارے دوست عالی جناب حضرت مولانا مفتی انوار صاحب قاسمی تھے جو مالک حقیقی سے جاملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا قاری علاؤالدین صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا قاری شفیق احمد صاحب دامت برکاتہم جیسے اساتذہ کرام ہیں اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے۔

حضرت مولانا امام حسین صاحب رحمانی بنگلور

محبوب العلماء حضرت مولانا امام حسین صاحب رحمانی امام وخطیب مسجد نعمان فریزرٹاؤن بنگلور شہر بنگلور کی ایک جلیل القدر شخصیت ہے ایک عرصہ سے مسجد کے منبر ومحراب سے آپ عوام میں بیداری اور دینی تحریک پیدا کرتے رہے ہیں علاوہ ازیں تحفظ وبقاء مدارس کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں بلاتفریق مسلک اس سمت اٹھنے والے ہر قدم کو سراہتے ہیں اور ہر ممکن اعانت فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی وسیع النظری اور اعلیٰ ظرفی سے نوازا ہے اور علمی گہرائی وگیرائی کا وافر

حصہ آپ کو عطا کیا ہے جہاں بھی ، جس مجلس میں بھی آپ ہوتے ہیں آپ کا علمی تفوق سر چڑھ کر بولتا ہے ۔ ملک وملت کے حالات پر آپ کی گہری نظر رہتی ہے آپ کی دلکش اور جاذب شخصیت کو اللہ تعالی نے بڑی مقبولیت عطا کی ہے شہر کے عوام وخواص حضرات کی ایک بڑی تعداد آپ کے حلقہ بگوش ہے ۔ شہر بنگلور کی ایک بڑی الیکٹرک کمپنی نصیر الکٹرانکس سے آپ وابستہ ہیں اسلئے مستحق مدارس کی مالی اعانت پر کافی توجہ دیتے ہیں اور انفرادی طور پر بھی جو حضرات مستحق ہیں یا غربت کی مار جھیل رہے ہیں ان کی مدد کے لئے کوشاں رہتے ہیں ۔ مولانا کو اکابرین امت سے گہرا تعلق ہے ان کے عزت واحترام میں ہمیشہ فرش راہ رہتے ہیں ۔ آل انڈیا انجمن مدارس اور دیگر قومی وملی تنظیموں اور تحریکوں کو نہ صرف سراہتے ہیں بلکہ اس کی خیر خواہی اور بھلائی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں ۔ راقم الحروف محمد ادریس حبان رحیمی کے بہت ہی قریبی دوستوں میں ہیں ۔ آل انڈیا انجمن مدارس بنگلور اور دارالعلوم محمدیہ بنگلور کے تعلق سے آپ کی کرم فرمائیاں ناقابل فراموش ہیں اللہ تعالی حضرت کی عمر دراز فرمائے اور آپ کے فیض کو عام فرمائے ۔ (محمد ادریس حبان رحیمی)

وصول الی اللہ کیلئے اسلام شرط ہے

ایک ہندو جو کسی بزرگ سے بیعت تھا اسکی وفات کے بعد حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں بغرض تجدید بیعت حاضر ہوا ۔ حضرت نے فرمایا پہلے اسلام لاؤ ۔ وہ مسلمان نہیں ہوا ۔ حاضرین نے عرض کیا اگر حضرتؒ بیعت فرمالیتے تو اسلام سے اس کو کچھ قرب ہوجاتا ۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ نہیں تم اس کو نہیں سمجھتے بلکہ اس کو اسلام سے بعد ہوجاتا کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ذکر و نفل سے یکسوئی ہوتی ہے اس سے بعض اوقات وجد ہونے لگتا ہے جو کمال اور مقصود نہیں اور ذاکر یہ سمجھتا ہے کہ وصول ہوگیا ۔ حالاں کہ وصول سے ان چیزوں کو تعلق نہیں ۔
اس طرح وہ ہندو یہ سمجھتا کہ وصول الی اللہ کے لئے اسلام شرط نہیں ۔ دوسرے یہ کہ لوگوں کے عقائد خراب ہوتے وہ یہ سمجھتے کہ تصوف میں اسلام شرط نہیں ۔

(معارف الاکابر بروایتِ حکیم الامتؒ)

نفس سے دوری قربِ حق کی علامت

قطبِ عالم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میرے استاد مولانا شاہ عبدالغنی صاحبؒ نے فرمایا جس قدر نفس سے دوری ہے اسی قدر قربِ حق تعالی حاصل ہے ۔

گریہ وزاری عارضی حالت ہے

ایک مرتبہ مولانا گنگوہیؒ نے حضرت حاجی صاحبؒ سے عرض کیا کہ مجھے رونا نہیں آتا حالانکہ اور ذاکریں پر کثرت سے گریہ طاری ہوتا ہے۔حضرتؒ نے فرمائے اجی ہاں اختیاری بات نہیں کبھی آنے بھی لگتا ہے۔پھر تو یہ حال ہوا کہ جب مولانا ذکر کرنے بیٹھتے تو تاب نہ ہوتی۔پسلیاں ٹوٹنے لگتیں۔

پھر حضرتؒ سے عرض کیا۔حضرت نے فرمایا ہاں یہ بھی ایک عارضی حالت ہے جاتی بھی رہتی ہے۔پس پھر سے گریہ یکدم موقوف ہوگیا۔پھر حضورؒ سے شکایت کی۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ پسلیاں ٹوٹ جائیں گی روکر کیا کروگے۔

میرے پیرومرشد عارف باللہ حاذق الامت حضرت مولانا حکیم زکی الدین احمد صاحبؒ پرنامبٹی نے فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ الہ آبادی فرمایا کرتے تھے۔رونا اور گریہ وزاری کرنا محمود تو ہے لیکن مقصود نہیں۔اصل تو تعلق مع اللہ اور قلب کی پاکیزگی ہے۔(محمد ادریس حبان رحیمی)

نیک صحبت کی برکت اور اس کا نور

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ نانوتہ میں جب ایک شخص مسجد میں آتے تھے تو آنے کے ساتھ ہی مسجد منور ہوجاتی تھی حالانکہ وہ کوئی شیخ یا عالم یا بڑے ممتاز شخص نہ تھے معمولی دنیادار وضع کے آدمی تھے مولاناؒ نے اس نورانیت کا سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ان کی حضرت سید احمد صاحب شہیدؒ سے ایک مرتبہ ملاقات وزیارت نصیب ہوئی تھی دیکھئے دنیادار شخص کو ایک بار سید صاحبؒ کی زیارت کرنے سے اللہ تعالی نے یہ بزرگی عطا فرمائی۔سچ ہے کہ

آہن کہ بپارس آشنا شد
فی الحال بد صورت طلا شد

''جو لوہا پارس کی پتھری سے ملا فوراً ہی سونا بن گیا''۔مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔

گر تو سنگ خارہ ومرمر شوی
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

''اگر تو سخت پتھر مرمر بھی ہو جب کسی اہل دل کے پاس پہنچے گا تو گوہر ہو جائیگا''

واقعی سید صاحبؒ کی تو وہی کیفیت تھی جو حضرت سلطان نظام الدین اولیاءؒ نے ایک بزرگ کی نسبت بیان فرمائی ہے۔

ہر کہ مرید سید گیسو دراز شد
واللہ خلاف نیست کہ او عشقباز شد

''جو شخص حضرت سید گیسودرازؒ کا مرید ہوگیا واللہ خلاف نہیں کہ وہ عشق باز ہوگیا''

(خیر الحیات وخیر الممات،ص۶۴)

ایسے ہی اہل اللہ کے متعلق حضرت شیفتہؒ فرماتے ہیں۔

تم لوگ بھی غضب ہو کہ دل پر یہ اختیار
شب موم کو لیا سحر آہن بنادیا

نیز اس لفظ سے حضرت مولانا نانوتویؒ کی فراست ہی کا اندازہ ہوتا ہے کہ ظاہری دنیادار شخص کو پہچان لیا۔حدیث میں ہے:۔

اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنور الله

''یعنی مومن کی فراست سے ڈرو بے شک وہ اللہ تعالی کے نور سے دیکھتا ہے''۔

سچ ہے۔

مردِ حقانی کی پیشانی کا نور
کب چھپا رہتا ہے پیشِ ذی شعور

(معارف الاکابر، ص ۳۱۳۔ بروایت حضرت حکیم الامتؒ)

باطن سے متعلق لازم احکام

اللہ تعالیٰ نے جس طرح ہماری ظاہری زندگی سے متعلق کچھ احکام ہم پر لازم کئے ہیں، مثلاً نماز، روزہ وغیرہ اسی طرح ہمارے باطن سے متعلق بھی کچھ احکام اللہ تعالیٰ نے عائد فرمائے ہیں، مثلاً یہ کہ انسان کے دل میں ''اخلاص'' ہونا چاہیئے، ریاکاری نہیں ہونی چاہیئے انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی محبت ہونی چاہیئے انسان کے دل میں تواضع ہونی چاہیئے، اپنی بڑائی دل میں نہیں ہونی چاہیئے، جب صبر کرنے کا موقع آئے تو انسان کو صبر کرنا چاہیئے، جب شکر کا موقع آئے تو شکر کرنا چاہیئے، ان سب احکام کا تعلق انسان کے قلب اور باطن سے ہے۔

باطن سے متعلق حرام کام

باطن سے متعلق بہت سے کام حرام ہیں، مثلاً حسد کرنا حرام ہے ''تکبر'' کرنا حرام ہے، کسی سے بغض رکھنا حرام ہے ریاکاری اور نام ونمود کرنا حرام ہے، ان اخلاق کو درست کرنا اور ان کو پاکیزہ بنانا بھی ایک مومن کا انتہائی اہم فریضہ ہے، صرف اتنی بات کافی نہیں کہ نماز پڑھ لی اور رمضان کے روزے رکھ لئے اور زکوٰۃ

ادا کر دی، موقع ہوا تو حج کر لیا اور عمرہ کر لیا، بات ختم ہوگئی ایسا نہیں ہے، بلکہ باطن کے ان اعمال کی اصلاح ضروری ہے کہ دل میں تکبر نہ ہو، ریا کاری نہ ہو، نام ونمود نہ ہو دنیا کی محبت دل میں بیٹھی نہ ہو بلکہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت دل میں ہو یہ سب چیزیں باطن کے اندر حاصل ہونی چاہئے۔

یہ چیزیں تربیت کے ذریعہ حاصل ہوتی ہیں

سوال یہ ہے کہ یہ چیزیں باطن کے اندر کیسے حاصل ہوں؟ خوب سمجھ لیں کہ یہ چیزیں محض کتاب پڑھ لینے سے حاصل نہیں ہوتیں محض تقریریں سن لینے سے حاصل نہیں ہوتیں، بلکہ اس کے لئے تربیت کی ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا تھا کہ حضور ﷺ کی بعثت کے جو مقاصد قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں ان میں سے ایک مقصد یہ تھا کہ آپ لوگوں کے اخلاق کو پاکیزہ بنائیں اور ان کے دلوں سے بداخلاقی کی گندگیاں دور فرمائیں یہ کام تربیت کے ذریعہ ہوتا ہے۔

ہمارے اسلامی علوم میں ’’تصوف جس علم کو کہا جاتا ہے اس کا اصل مقصد تربیت اخلاق ہی ہے۔

آپ نے فقہ کا لفظ سنا ہوگا ’’فقہ‘‘ اس علم کو کہا جاتا ہے جس میں ظاہری اعمال کے احکام بیان کئے جاتے ہیں کہ کیا کام جائز ہے اور کیا کام ناجائز ہے اور کیا حلال ہے اور کیا حرام ہے نماز کے اوقات کیا ہیں؟ نماز کس طرح سے درست ہے اور کس طرح فاسد ہو جاتی ہے؟ روزے کے کیا احکام ہیں؟ زکوٰۃ کے کیا احکام ہیں؟ حج کے کیا احکام ہیں؟ یہ سب باتیں علم فقہ کے اندر بیان کی جاتی ہیں اور ان احکام کا تعلق ظاہری اعمال سے ہے۔

’’علم تصوف‘‘ کے بارے میں غلط فہمیاں

لیکن اخلاق کے بارے میں جو باتیں میں عرض کر رہا ہوں ان کا بیان اور حاصل کرنے کا طریقہ علم تصوف میں بتایا جاتا ہے آج علم تصوف کے بارے میں لوگ افراط اور تفریط میں مبتلاء ہو گئے ہیں بعض لوگ تو سمجھتے ہیں کہ ’’تصوف‘‘ کا شریعت سے کوئی واسطہ نہیں اور قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اس کا کہیں ذکر نہیں بلکہ تصوف کو اختیار کرنا بدعت ہے خوب سمجھ لیجئے کہ قرآن اور حدیث مبا کہ نے اخلاق کو درست کرنے کا جو حکم دیا ہے وہی تصوف کا موضوع ہے اس لئے یہ تصوف قرآن کریم اور حدیث مبارکہ کے خلاف نہیں، جب کہ دوسرے بعض لوگوں نے تصوف کو غلط معنیٰ پہنا دیئے ہیں ان کے نزدیک تصوف کے معنیٰ ہیں مراقبہ کرنا، کشف حاصل ہونا، الہام ہونا، خواب اور اس کی تعبیر، کرامات کا حاصل ہونا وغیرہ ان کے نزدیک اسی کا نام تصوف ہے اس کے نتیجے میں ان لوگوں نے بعض اوقات تصوف کے نام پر ایسے کام شروع کر دیئے جو شریعت کے خلاف ہیں اس سلسلے میں دو تصرف کر لئے۔

تصوف کے بارے میں دو تصرف

ایک تصرف تو یہ ہے کہ بہت سے لوگ جو اپنے آپ کو ’’صوفی‘‘ کہلاتے ہیں مگر ساتھ میں بھنگ بھی پی رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بھنگ مولویوں کے لئے حرام ہے لیکن صوفیوں کے لئے حلال ہے اس لئے کہ ہم تو بھنگ پی کر اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کر رہے ہیں ’**العیاذ باللہ العلی العظیم**‘ خدا جانے کہاں کہاں کے خرافات غلط عقیدے، مشرکانہ خیالات داخل کر دیئے اور اس کا نام تصوف رکھ دیا۔

دوسرا تصرف یہ کیا کہ مرید پیر کا غلام ہے، جب ایک مرتبہ کسی کو پیر بنالیا تو اب وہ پیر چاہے شراب پیئے چاہے اپنی جوا کھیلے، چاہے حرام کاموں کا ارتکاب کرے ،سنتوں کو پامال کرے، لیکن پیر صاحب اپنی جگہ برقرار ہیں ،مرید کے ذمہ ان کے قدم چومنا لازم ہے اور ہر چند روش کے بعد اس پیر کو نذرانہ پیش کرنا لازم ہے کیوں کہ جب تک وہ پیر صاحب کو اس طرح خوش نہیں کرے گا جنت کے دروازے اس کے لئے کھل نہیں سکتے، **العیاذ باللہ العلی العظیم**،

تصوف کا یہ تصور نہ قرآن کریم میں ہے اور نہ حدیث میں ہے اس تصور کا کوئی تعلق شریعت اور سنت سے نہیں ہے۔

تصوف کا اصل تصور

جب کہ ''تصوف'' کا اصل تصور اخلاق کی اصلاح اور باطنی اعمال کی اصلاح تھا اس کے لئے ضروری تھا کہ کوئی شخص کسی متبع سنت ،صحیح علم رکھنے والے ،صحیح عقیدہ رکھنے والے شخص کو اپنا مقتدا بنائے جس نے خود اپنی تربیت کسی بڑے سے کرائی ہو،اور اس سے جا کر کہے کہ میں آپ کی رہنمائی چاہتا ہوں اور وہ پھر اس کی رہنمائی کرے۔جن صحابہ کرام ؓ نے حضور ﷺ کو اپنا مقتدا بنایا کہ آپ ہمارے مربی ہیں ہماری تربیت کرنے والے ہیں، ہمارے اعمال واخلاق کو درست کرنے والے ہیں، اس لئے آپ کی اطاعت ہمیں کرنی ہے یہ تصور بالکل درست تھا اور یہ پیری مریدی صحیح تھی اور قرآن وحدیث کے مطابق تھی ،قرآن وحدیث میں جگہ جگہ اخلاق اختیار کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے،ایک حدیث میں رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا **انما بعثت لا تمم مکارم الاخلاق** یعنی مجھے تو بھیجا ہی اس لئے گیا ہے تا کہ میں لوگوں کے

اخلاق درست کروں اور اس کی تکمیل کروں۔

صحابہؓ نے اپنے آپ کو رسول کریم ﷺ کے حوالے کر دیا تھا کہ آپ جس طرح کہیں گے اسی طرح کریں گے، ہمارا دل چاہ رہا ہو یا نہ چاہ رہا ہو۔ ہماری عقل میں بات آ رہی ہو یا نہ آ رہی ہو،لیکن آپ جو کچھ فرمائیں گے ہم اس کے مطابق عمل کریں گے ،اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام ؓ کے اخلاق کو ایسا مجلیٰ اور مصفیٰ فرما دیا کہ اس روئے زمین پر اور اس آسمان کے نیچے ایسے بہترین اخلاق والے انسان ان کے بعد پیدا نہیں ہوئے ،صحابہ کرامؓ کا حال یہ تھا کہ کسی بھی وقت اپنے نفس سے غافل نہیں ہوتے تھے اگر یہ ان کو حضور اقدس ﷺ کی تربیت حاصل ہوگئی تھی اور آپ ﷺ کی صحبت کیمیا اثر نے ان کو کندن بنا دیا تھا لیکن اس کے باوجود ہر وقت یہ دھڑ کا لگا رہتا تھا کہ کہیں ہم صحیح راستے سے بھٹک نہیں جائیں (اقتباس حضرت مفتی تقی عثمانی مدظلہ)

سیکڑوں برس کی عبادت
ایک گھونٹ پانی کا بھی بدل نہیں

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بہت بڑا عابد وزاہد شخص تھا، رات دن اللہ کی عبادت کرتا تھا۔ چوں کہ صاحب عیال تھا اس لئے کمانے کا بھی کچھ دھندا تھا، دکان کی صورت میں تھوڑی سی تجارت تھی، مگر دل اس میں لگتا نہ تھا اور چاہتے تھے یہ سب کچھ نہ ہو، بس ہر وقت عبادت ہی میں لگا رہوں مگر خیال آتا کہ بیوی بچوں کا کیا ہوگا۔ بہرحال ایک دن ساری تجارت ودولت کو بیوی بچوں کے نام کیا اور خود فارغ ہوگئے۔ سب سے فارغ ہوکر سمندر کے بیچ (جزیرہ نما) ٹیلہ پر پہنچ گئے، اسپر ایک چھوٹی سی جھونپڑی باندھی کہ اب ہر وقت اس میں بیٹھ کر اللہ کی عبادت میں مصروف رہوں گا۔

ان کے مذہب میں رہبانیت جائز تھی ساری دنیا کو چھوڑ کر آدمی ایک کونے میں جا بیٹھے۔ اسلام نے اس کی اجازت نہیں دی ہے۔ الحاصل یہ شخص اپنے مذہب کے مطابق ایک گوشے میں جا کر بیٹھ گئے اور رہبانیت اختیار کر لی۔ گویا بڑی بھاری عبادت کی۔ چوں کہ مخلص اور صاحب دل تھے اس لئے اس سمندر کے بیچ والے

ٹیلے پر جہاں نہ کوئی جہاز آسکے اور نہ کوئی کشتی وغیرہ۔ حق تعالی نے وہاں اپنے فضل سے ایک میٹھا چشمہ جاری کردیا اور ایک انار کا درخت اگا دیا۔

اس عابد کا کام یہ تھا کہ روزانہ ایک انار کھالیا اور ایک کٹورہ پانی پی لیتا بقیہ دن رات کے چوبیس گھنٹے عبادت میں مصروف رہتے، عمر پانچ سو برس کی پائی اور یہ پانچ سو برس اسی شان سے گذر گئے۔ جب انتقال کا وقت آیا تو حق تعالی سے درخواست کی کہ اے اللہ یہ تیرا فضل تھا کہ تونے مجھے عبادت میں ے لگایا۔ اب میری خواہش ہے کہ مجھے سجدے کی حالت میں موت دیجئے، تاکہ خاتمہ عبادت میں ہو اور دوسری یہ ہیکہ سجدے ہی کی حالت میں میرے بدن کو قیامت تک محفوظ رکھئے۔ نہ زمین کھائے، اور نہ کیڑے مکوڑے، تاکہ قیامت تک تیرا عبادت گذار بندہ ہی سمجھا جاؤں۔ حق تعالی نے ان کی دونوں دعائیں قبول فرمالیں۔ عین نماز کے اندر سجدے کی حالت میں انتقال ہوا اور بدن کو محفوظ کردیا گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج تک محفوظ ہے۔ لیکن حق تعالی نے اس ٹیلے کے اوپر بڑے بڑے گنجان درخت ایسے اگا دیئے ہیں کہ وہاں تک جاتے لوگ ہیبت کھاتے ہیں اس لئے وہاں کوئی نہیں جاتا، چنانچہ بدن مکمل محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا اور اسی حالت میں حق تعالی کے سامنے پیشی ہوگی۔

حق تعالی فرمائیں گے کہ اے بندے میں نے اپنے فضل وکرم سے تجھے بخشا اور بڑے مقامات دیئے۔ جنت میں جاکر آرام کر، وہ بندہ عرض کرے گا، اے اللہ میں نے تو ساری عمر تیری عبادت میں گذاری، پھر بھی تیرے فضل ہی سے جنت میں جاؤں گا میں تو اپنی عبادت کے بدلے جنت میں جا رہا ہوں۔

اللہ تعالی فرمائیں گے کہ نہیں ہم اپنے فضل سے جنت میں بھیج رہے ہیں۔ وہ پھر

کہے گا کہ نہیں اے اللہ پھر میری عبادت کس کام آئیگی ۔ میں تو اپنی عبادت کے بدلے جنت میں جا رہا ہوں ۔حکم ہوگا اسے جہنم کے قریب لے جا کر کھڑا کردو، مگر جہنم میں داخل نہ کرنا بلکہ اتنی دور رکھنا کہ وہاں سے جہنم کا راستہ پانچ برس کا ہو۔ ملائکہ اسے لے جائیں گے اور لے جا کر جہاں کا حکم تھا وہاں پر کھڑا کردیں گے ۔ اتنی مسافت کے باوجود اس جگہ جہنم سے ایک گرم ہوا اور آگ کی لپٹ آئے گی ۔ جس کی وجہ سے وہ عابد سر سے پاؤں تک خشک ہوجائیگا ۔ اس کی زبان پر کانٹے کھڑے ہوجائیں اور پیاس پیاس چلانا شروع کریگا ۔ اس وقت ایک غیبی ہاتھ ظاہر ہوگا جس میں ٹھنڈے پانی کا ایک کٹورہ ہوگا ۔

یہ عابد دوڑے گا اے خدا کے بندے یہ پانی مجھے دیدے، میں بالکل مرنے کی حالت میں ہوں، آواز آئے گی کہ کٹورہ تو ملے گا پانی کا مگر اس کی قیمت ہے، مفت نہیں ملے گا، وہ پوچھے گا کہ اس کی کیا قیمت ہے؟ کہا جائیگا کہ جس نے خالص پانچ سو برس کی عبادت کی وہ اگر کوئی پیش کردے تو یہ کٹورہ پانی اسے مل سکتا ہے ۔ عابد کہے گا کہ میرے پاس ہے پانچ سو برس کی عبادت، چنانچہ وہ اپنی پانچ سو برس کی عبادت کو پیش کردیگا اور وہ ایک کٹورہ پانی پی لے گا جس سے کچھ جان میں جان آجائیگی ۔حق تعالی فرمائیں گے اسے واپس لاؤ، پھر اس کی پیشی ہوگی حق تعالی فرمائیں گے اے بندہ تیری پانچ سو برس کی عبادت کے بدلے تو تو نے ایک کٹورہ پانی پی لیا اور یہ قیمت بھی تو نے ہی خود تجویز کی ، لہٰذا اب تو برابر سرابر ہوگیا اور ہمارے ذمے کچھ نہیں، تجھے تیری عبادت کا صلہ مل گیا۔

اب بتلاؤ وہ جو تم نے لاکھوں دانے انار کے کھائے ہیں ۔ ایک ایک دانے کا حساب دے، اسکے بدلے میں کتنی نمازیں پڑھیں ہیں ۔ کتنے سجدے کئے ہیں اور وہ جو ہزاروں کٹورے پانی کے پئے ہیں، ایک ایک قطرے کا حساب دے اس پانی کے

بدلے کتنی عبادتیں کی ہیں، اور وہ جو ٹھنڈی سانس لیتا تھا جس سے زندگی قائم تھی، ایک ایک سانس کا حساب دے کہ اس کے بدلے میں کیا عبادتیں لے کر آیا ہے ۔ اور وہ جو تیری آنکھوں میں ہم نے روشنی دی تھی، کہ تارنگاہ سے ایک ایک چیز کو دیکھتا تھا ایک ایک تارنگاہ کا حساب دے کہ اس کے بدلے میں کتنی عبادتیں لے کر آیا ہے ۔ پانچ سو برس کی عبادت کا بدلہ تو ایک کٹورہ پانی ہوگیا اب جو دوسری نعمتیں استعمال کی ہیں ان کا حساب دے ۔ عابد تھرا جائے گا اور کہے گا بیشک اے اللہ نجات آپ کے ہی فضل سے ہوگی ۔ (خطبات طیب: ص ر ۳۷)

فائدہ: معلوم ہوا کہ کسی کا عمل کسی کو نجات نہیں دلا سکے گا خواہ لاکھوں برس عبادت کرے، جب تک فضل خداوندی نہ ہو، اس لئے کہ جو وہ عبادت کریگا اس کی طاقت کون دیگا؟ طاقت آنے کے بعد جو عبادت کا دل میں داعیہ اور ارادہ پیدا ہوگا وہ ارادہ کون پیدا کریگا؟ ظاہر بات ہے کہ طاقت بھی وہی دیگا توفیق بھی وہی دیگا، پھر آپ نے کیا کیا؟ سب کچھ تو انہوں نے ہی کرایا ۔ آپ نے اگر چار سجدے کر لئے تو کیا کمال کیا؟ آپ کی ذاتی نہیں وہ بھی تو اسی رب کائنات کی دی ہوئی تھی ۔ الحاصل اول سے آخر تک کام تو سارا رب دوجہاں کا ہے اور آپ کہنے لگیں کہ میں نے یہ کیا وہ کیا؟ پس یہ اگر چند سجدوں کی توفیق ہوجائے تو یہ موقعہ فخر کا نہیں بلکہ شکر کا ہے، کہ تمام نعمتیں اس نے اپنے فضل سے ہمیں دیں اور کسی ایک نعمت کا بدلہ ہمارے بس میں نہیں ۔

مگر یہ شبہ نہ ہو کہ جب عمل کچھ نہیں ہوگا صرف فضل سے ہوگا، فضل ہوگا تو نجات ہوگی ورنہ نہیں، تو یہ محنت کی کیا ضرورت ہے، کہ ہم پانچ وقت نماز پڑھیں روزہ رکھیں زکوۃ دیں وغیرہ وغیرہ ۔

بیشک یہ صحیح ہے کہ فضل ہوگا تو نجات ہوگی ورنہ نہیں، مگر اس کا مطلب بالکل یہ نہیں ہے کہ عمل کو چھوڑ دیا جائے۔ بلکہ عمل کرنا ہی علامت ہے فضل کی۔ جب ہی تو آپ عمل کررہے ہیں اگر فضل نہ ہوتا تو آپ کہاں سے عمل کرتے؟ الحاصل فضل شروع ہوتا ہے دنیا سے اور چلتا ہے اخیر تک، دنیا میں وہی فضل عمل صالح کراتا ہے۔ اسکی بدولت توفیق ہوتی ہے اور آخرت میں یہی فضل نجات دلائیگا۔ اللہ تعالی جس پر فضل فرمارہے ہیں اور توفیق دے رہے ہیں وہی طاعت وعبادت میں ہے، یہ سب فضل ہی فضل ہے اس وقت دنیا میں عمل کی صورت میں ہے اور آخرت میں نجات کی صورت میں ہوگا۔ پس عمل نہ چھوڑنا چاہئے بلکہ یہ شکرادا کرنا چاہئے کہ اللہ رب العزت نے اپنے فضل وکرم سے طاعت کی توفیق مرحمت فرمائی۔

رعب شفقت سے زیادہ ہوتا ہے

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: رعب جتنا شفقت سے ہوتا ہے تخویف سے اتنا نہیں ہوتا۔ چنانچہ مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کا بڑا رعب تھا لوگوں کی (بالخصوص طلباء کی) جان نکلتی تھی۔ حالانکہ ہروقت ہنستے رہتے تھے۔ (ملفوظات کمالات اشرفیہ،ص ۲۲۵)

اور حضرت حکیم الامتؒ مزاج کے سخت تھے لیکن خودنرمی کی تعریف فرمائی کیوں کہ اس سے نفع زیادہ ہوتا ہے نرمی سے جو بات کہی جائے وہ دل میں زیادہ اترتی ہے۔ (محمد ادریس حبان رحیمی)

کلمۂ کفر کلمۂ ایمان کی خاصیت کو باطل کردیتا ہے

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے فرمایا: میں نے وہ قاعدہ کلیہ اپنے استاد حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ سے سنا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اعمال کے فضائل بیان کئے ہیں وہ گویا خاص اعمال ہیں، اور خواص اشیاء کا ظہور۔ عقلاً ارتفاع موانع سے مشروع ہوتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے طبیب ادویات کی خاصیت بیان کرتے ہیں تو ہر عاقل اس کا یہ مطلب سمجھتا ہے کہ اس کی مخالف کوئی مضر چیز نہ کھائی جائے تو یہ نفع ظاہر کریگا۔ بس اگر کوئی خمیرہ گاؤزبان عنبری پر دوتولہ سنکھیا بھی کھالے اور مرجائے تو اس سے خمیرہ کے خواص غلط نہ ہوجائیں گے۔ اس طرح لا الہ الا اللہ دل سے کہنے اور اس پر مستقیم رہنے کی بھی خاصیت ہے کہ اس سے ملائکہ رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ بشارت بھی سنائی جاتی ہے: ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون (حم سجدہ آیت ۲۰)

''بیشک جن لوگوں نے اقرار کرلیا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر مستقیم رہے، ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم اندیشہ نہ کرو اور نہ رنج کرو اور تم جنت میں خوش رہو جس کا تم سے وعدہ کیا جایا کرتا تھا''۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس کے منافی کوئی کام نہ کرے۔ مثلاً لا الہ الا اللہ کے بعد ثالث ثلثۃ (اللہ تین میں کا تیسر۔ نعوذ باللہ) یا المسیح ابن اللہ (مسیح اللہ کے بیٹے ہیں) وغیرہ نہ کہے۔ اگر کلمہ ایمان کے بعد کلمہ کفر بھی کہہ دے گا تو اس

کی وہی مثال ہوگی جیسے خمیرہ کے بعد سنکھیا کھالے۔پھر منافی کی دوقسمیں ہیں ۔ایک جو پورا منفی ہو جیسے کلمہ ایمان کے بعد کفر کہنا یہ تو مبطل خاصیت ہے جولا الہ الا اللہ کی خاصیت کو باطل اور زائل کردے گا۔دوسرا منافی جو پورا منافی نہ ہو لیکن فی الجملہ منافی ہو، جیسے کفر کے علاوہ اور معاصی ہے جن سے ایمان کی خاصیت باطل تو نہیں مگر کمزور ہوجاتی ہے۔نفع دیر میں ظاہر ہوتا ہے۔اس کی مثال ایسی ہے جیسے خمیرہ گاؤزبان کے ساتھ کھٹائی، تیل، سرکہ اور بینگن بھی کھائی جائے۔ان اشیاء سے خمیرہ کی قوت کمزور ہوجائے گی اور نفع دیر میں ظاہر ہوگا۔(الاستقامت، ص ۱۷)

مومن گناہ گار ہمیشہ دوزخ میں نہ رہے گا۔اپنے گناہوں کی سزا جہنم میں بھگت کر جنت میں داخل کیا جائیگا جس کی سب سے کم مقدار حدیث میں آئی ہے کہ ایک شخص کے گناہ اتنے نہ ہوں گے کہ جہنم میں ڈالا جائے۔صرف جہنم سے اس کی جوتیاں تیار کر کے پہنائی جائیں گی، جس سے اس کا دماغ ہانڈی کی طرح پکے گا۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دوزخ کا عذاب کتنا سخت ہے؟ اللہ تعالی ہم سب کو عذابِ نار سے بچائے۔آمین۔اس لئے گناہوں سے بچنا چاہئے اور سابقہ گناہوں سے توبہ واستغفار کرلیں اللہ تعالی بخش دیں گے وہ غفور رحیم ہیں اور آئندہ گناہوں سے احتراز کریں۔(معارف الاکابر،ص ۳۲۳)

حضرت جنید بغدادیؒ نے
توحید کا سبق ایک عورت سے لیا

سلطان المشائخ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے تھے کہ میں نے ایک عورت سے توحید کا سبق لیا۔کسی نے پوچھا کہ حضرت کیسے؟ فرمانے لگے کہ میرے پاس ایک عورت آئی جو پردے میں تھی، اور کہا میرا خاوند دوسری شادی کرنا چاہتا ہے آپ یہ فتوی دیں کہ اس کو دوسری شادی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔میں نے سمجھایا کہ اللہ کی بندی! اگر وہ اپنی ضرورت کے تحت دوسری شادی کرنا چاہتا ہے تو شریعت نے چار تک کی اجازت دی ہے۔میں کیسے فتوی دے سکتا ہوں؟ تو اس عورت نے ٹھنڈی سانس لی اور کہنے لگی کہ حضرت! شریعت کا حکم راستے میں رکاوٹ ہے ورنہ اگر اجازت ہوتی اور میں آپ کے سامنے چہرہ کھول دیتی اور آپ میرے حسن وجمال کو دیکھتے تو آپ اس بات کو لکھنے پر مجبور ہوجاتے کہ جس کی بیوی اتنی خوبصورت ہو اس کو اب دوسری شادی کی اجازت نہیں، فرمایا وہ تو یہ بات کہہ کر چلی گئی مگر میرے دل میں یہ بات آئی کہ اے اللہ! آپ نے ایک عورت کو عارضی حسن وجمال عطا کیا اس کو اپنے حسن پر اتنا ناز ہے کہ وہ کہتی ہے کہ جس کی بیوی میں ہوں۔اب اس کو محبت کی نظر دوسری طرف ڈالنے کی اجازت نہیں۔تو پرودگار عالم آپ کے حسن وجمال کا کیا عالم ہے......!!! آپ کہاں پسند کریں گے آپ کے ہوتے ہوئے کوئی بندہ محبت کی نظر کسی غیر کی طرف اٹھا سکے۔(تذکرۃ الاولیاء۔فریدالدین عطارؒ)

بروقت دین کا
کام اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہیں

حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ نے ایک مرتبہ مجلس میں یہ مثال دی کہ ایک شخص جنگل اورویرانے میں اپنی بیوی کے ساتھ رہتا ہےاور آس پاس کوئی آبادی بھی نہیں ۔بس میاں بیوی دونوں اکیلے رہتے ہیں ۔اب میاں صاحب کو آبادی کی مسجد میں جا کر باجماعت نماز پڑھنے کا شوق ہوگیا، بیوی کہتی ہے کہ یہ تو جنگل اور ویرانہ ہے۔اگرتم نماز پڑھنے آبادی کی مسجد میں چلے گئے تو مجھے اس ویرانے میں ڈر لگے گا اورڈر کے مارے میری جان نکل جائے گی ،اس لئے بجائے مساجد جانے کے آج تم یہیں نماز پڑھ لو۔حضرت والافرماتے ہیں کہ وہ میاں صاحب تو تھے شوقین، چنانچہ شوق میں آکر اپنی بیوی کو وہیں جنگل میں اکیلا چھوڑ چھاڑ کر چلے گئے۔فرمایا کہ یہ شوق پورا کرنا ہے۔یہ دین نہیں ہے۔اس لئے کہ اس وقت کا تقاضا یہ تھا کہ وہ گھر میں نماز پڑھتا اوراپنی بیوی کی یہ پریشانی دور کرتا۔

یہ اس وقت ہے جہاں بالکل ویرانہ ہے۔کوئی آبادی نہیں ہے البتہ جہاں آبادی ہو تو وہاں مسجد میں جا کر نماز پڑھنی چاہیئے۔لہٰذا اپنا شوق پورا کرنے کا نام دین نہیں ،کسی کو جہاد میں جانے کا شوق۔کسی کو تبلیغ میں جانے کا شوق کسی کو مولوی بننے کا شوق کسی کو مفتی

بننے کا شوق اوراس شوق کو پورا کرنے کے نتیجے میں ان کے حقوق کا کوئی خیال نہیں جو اس پر عائد ہورہے ہیں۔اس بات کا کوئی خیال نہیں کہ اس وقت میں ان حقوق کا تقاضا کیا ہے......؟ یہ جو کہا جاتا ہے کہ کسی شیخ سے تعلق قائم کرو یہ درحقیقت اسی لئے ہے ۔وہ بتاتا ہے کہ اس وقت کا کیا تقاضا ہے ......؟اس وقت تمہیں کون سا کام کرنا چاہیئے ......؟اب یہ باتیں جو اسوقت کہہ رہا ہوں۔اس کا کوئی آگے اس طرح نقل کردے گا کہ وہ مولانا صاحب تو یہ کہہ رہے تھے کہ مفتی بننا بری بات ہے۔تبلیغ کرنا بری بات ہے۔وہ صاحب تو تبلیغ کے مخالف ہیں کہ تبلیغ اور چلے میں نہیں جانا چاہیئے یا جہاد میں نہیں جانا چاہیئے۔ارے بھائی یہ سب کام اپنے اپنے وقت پر اللہ تعالیٰ کی رضا کے کام ہیں ۔یہ دیکھو کہ کس وقت کا کیا تقاضا ہے......؟ تم سے کس وقت کیا مطالبہ ہورہا ہے......؟ اس مطالبے اور تقاضے پر عمل کرو۔اپنے دل اور دماغ سے ایک راستہ متعین کرلیا اوراس پر چل کھڑے ہوئے یہ دین نہیں ۔دین یہ ہے کہ یہ دیکھو کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔وہ اس وقت کس بات کا حکم دے رہے ہیں؟۔

(اقتباس:اصلاحی خطبات۔مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ)

گناہوں کو ترک کرنے کا طریقہ

گناہ کو چھوڑنا آسان نہیں ہر گناہ میں ایک لذت ہے جو فوراً حاصل ہوتی ہے۔نیکی کے نتائج کافی دیر بعد نکلتے ہیں اور آغاز میں تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔صرف ایک نیکی یعنی علم کو لیجئے اور اندازہ لگائیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کس قدر طویل مدت تک محنت کرنا پڑتی ہے۔گناہ کی لذت بہت جلد دکھ میں بدل جاتی ہے اور نیکی کی خاطر اٹھائے ہوئے کچھ مسرت کی صورت اختیار کرلیتے ہیں کم

نظرلوگ فانی وعارضی لذتوں کے پیچھے بھاگتے ہیں اوراہل دانش ان تکالیف کوسمیٹتے ہیں جن کا نتیجہ ابدی مسرت ہو۔

گناہ کو چھوڑنے کا بہترین راستہ یہ ہے کہ ایک ایک گناہ چھوڑتے جایئے اور اس عزم سے چھوڑیئے کہ پھراس گناہ کا خیال تک دماغ میں باقی نہ رہے مثلاً ابتدا ترک دروغ (جھوٹ) سے کیجئے۔ کیونکہ جھوٹ تمام گناہوں کی جڑ ہے اور جب تک یہ بیماری باقی رہے گی روح ودل کے صحت مند ہونے کی کوئی صورت نہیں نکل سکے گی۔

(اقتباس: من کی دنیا۔ڈاکٹر غلام جیلانی برق)

دارالعلوم دیوبند، مظاهر العلوم سهارنپوراور ندوة العلماء لکهنو،

خادم العلوم باغونوالی، مفتاح العلوم جلال آباد

اور دیگر مدارس اسلامیه

کبھی صاحبانِ نسبت سے خالی نہیں رہے

ہندوستان اور دنیا کے مختلف علاقوں میں کچھ ایسے حضرات بھی ہیں جو تصوف اور معرفت کو، قرآن وسنت سے الگ تصور کرتے ہیں حالانکہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، شیخ علی ہجویریؒ، خواجہ معین الدین چشتیؒ اور شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ اور امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور بے شمار علماء کرام اور اکابر ومشائخ نے تصوف اور معرفت کو قرآن وسنت کی روح قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جتنے علماء کرام گذرے ہیں وہ خانقاہی نظام سے ہی وابستہ رہے ہیں ان کے تلامذہ میں حضرت تھانویؒ، حضرت مولانا محمد الیاسؒ، حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ، حضرت شاہ مولانا مسیح اللہ خاں صاحبؒ نے مدارس کی اہمیت اور افادیت کو لازمی قرار دیتے ہوئے تزکیہ نفس اور تربیت خاص کے لئے خانقاہی نظام کو امت کے لئے ضروری قرار دیا۔

ایک زمانہ ایسا بھی گذرا ہے کہ دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہونے والے علماء کرام ایک سال امام ربانی حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں رہ کر علم حدیث کے ساتھ راہ سلوک بھی طے کرتے تھے۔ ایسے حضرات کی طویل فہرست ہے جن کی تاریخی

کارناموں اور خدمات سے ہمارے آج کے اکابر مشائخ بھی واقف ہیں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری، حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھویؒ اور حضرت مولانا صدیق احمد صاحب انبیٹھویؒ حکیم الامت حضرت تھانویؒ، حافظ اللہ دیا صاحب جھنجانویؒ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد میں علماء نے سلوک طے کیا اور مشائخ عظام میں شمار ہوئے۔ حضرت مولانا محمد زکریا شیخ الحدیث اور حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ تو بچپن میں حضرت گنگوہیؒ کی گود میں بیٹھے، چلے، پھرے اور پرورش پائی۔

ان حضرات کی مجالس خانقاہی طرز پر ہوا کرتی تھیں۔ حضرت تھانویؒ نے تھانہ بھون کی خانقاہ میں قیام فرمالیا۔ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ دہلی بنگلہ والی مسجد میں تشریف فرما ہوئے۔ حضرت مدنیؒ پہلے مدینہ منورہ اور بعد میں دارالعلوم دیوبند میں مدنی منزل میں مقیم رہے وہیں خانقاہی نظام رہا شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ مظاہر العلوم سہارنپور میں مقیم رہے درس حدیث کے ساتھ مثالی خانقاہی نظام قائم رکھا۔ حافظ اللہ دیا صاحبؒ نے جھنجانویؒ کی خانقاہ میں رہ کر فیضان جاری فرمایا۔ اور حضرت مسیح الامت نے مفتاح العلوم جلال آباد میں خانقاہ قائم فرمائی۔ اور مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ نے چھتہ والی مسجد میں خانقاہی نظام بنایا۔ حضرت حکیم عبدالرشید محمودؒ عرف حکیم ننومیاں صاحب روزانہ اپنے دولت خانہ پر صبح دس بجے مجلس قائم فرماتے اور اکابر کے علم و عمل اور سلوک کی تدوین فرماتے۔ ان کے چھوٹے بھائی حضرت الحاج مصطفیٰ کامل صاحبؒ خانقاہ قدوسیہ رشیدیہ میں چالیس سال تک اکابر اور مشائخ کا پیغام قرآن وسنت کی روشنی میں پہونچاتے رہے۔ حضرت شاہ ابرارالحقؒ نے ہردوئی میں دعوت الحق قائم فرما کر

سلوک کو جلا بخشی اور حضرت قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ نے باندہ میں اور حاذق الامت عارف باللہ حضرت مولانا حکیم زکی الدین احمد صاحب نے پرنامبٹ میں (اب ان کے صاحبزادے حکیم شاہ ناصر الدین احمد صاحب ان کے جانشین ہیں) خانقاہ زکیہ سے فیضان جاری فرمایا۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے خلف الرشید حضرت مولانا سید انظر شاہ کشمیریؒ بعد نماز عشاء اپنی مجلس کو خانقاہی فکر اور مشائخ کے طریق پر قائم رکھتے تھے مجلس میں شرکت کی سعادت تو کبھی حاصل نہ ہوسکی البتہ گذشتہ دو سال قبل مدینۃ العلوم شکاری پور شیموگہ کے سالانہ اجلاس کے موقع پر تشریف آوری ہوئی تو نہ صرف ملاقات ہوئی بلکہ شاہ صاحب کی نبض دیکھنے اور کچھ دوائیں تشخیص کرنے کا شرف حاصل ہوا جس کا حضرت نے اپنے سفرنامہ کے کسی مضمون میں محدث عصر میں تذکرہ بھی فرمایا۔ ایسے ہی ایک بزرگ حضرت حافظ جمیل احمد صاحب چرتھاولی جو مسیح الامتؒ کے مجاز تھے عوام وخواص کا مرکز بنے رہے۔ مختصر یہ کہ آج بھی ان سرخیل حضرات کے چمنستان کے پھول اور پودے کہیں کہیں، خال خال ہی سہی نظر آتے ہیں۔ مونگیر، میں خانقاہ رحمانیہ مونگیر شریف جہاں مولانا ولی رحمانی مدظلہ نے نہایت آب وتاب کے ساتھ خانقاہی نظام کے وقار کو نہ صرف باقی رکھا بلکہ اس کا وقار بلند کیا ہے تھانہ بھون میں حضرت مولانا نجم الحسن مدظلہ نے طریق اشرف کو اپنی حسن تدبیر سے جاری رکھا ہے دیوبند میں حضرت مولانا محمد سالم صاحب خلف الرشید حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ نے اپنے دولت خانہ پر مجلس قائم رکھی ہے۔ اور مسجد رشیدیہ میں چند سال قبل تک فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ نے سلوک ومعرفت کو نہایت تزک واحتشام سے جاری رکھا اور آخری عمر میں مسجد رشیدیہ میں اس کا بہتر نظام بنا دیا جہاں اب ان کے

صاحبزادے مولانا محمود مدنی صاحب اور چھتے والی مسجد میں شیخ الاسلام کے منجھلے صاحبزادے مولانا سید ارشد مدنی صاحب مدظلہ مسند رشد وہدایت پر متمکن ہیں۔

حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ جو حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری کے خلیفہ ومجاز تھے رائے پور کی خانقاہ کو باقی رکھا اب یکے بعد دیگر حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب کا فیض اس خانقاہ سے جاری ہے اور اسی کی ایک اہم شاخ جامعہ ستاریہ فیض عبدالرحیم نانکہ میں ہے جہاں صاحب کشف وکمال حضرت حافظ عبدالستار صاحبؒ اور اب ان کے فرزند اور جانشین حضرت حافظ جمیل احمد صاحب نانکویؒ اور حضرت الحاج فضل الرحمان صاحب نے درس وتدریس کی خدمات کے ساتھ خانقاہ میں خدمات کو اپنا نصب العین بنالیا ہے جہاں سے نورانی شعائیں پھوٹ رہی ہیں اور اس کی کرنیں ہندوستان کے طویل وعرض میں پھیل رہی ہیں رائے پور کی خانقاہ سے ہی فیض یافتہ حضرت مولانا قاری حفظ الرحمٰن صاحب مدظلہ ماشاءاللہ مرجع خلائق ہیں مدرسہ کے ساتھ ساتھ مسند ارشاد پر فائز ہیں پھلت جیسی تاریخی بستی میں طالبین کو سلوک کی خوشبو سے معطر کررہے ہیں۔ مغربی بنگال کلکتہ میں حافظ وقاری اکرام الرحمٰن اور عزیزی قاری ڈاکٹر محمد محبوب رحمانی مدارس اور خانقاہی نظام اور اس کے قواعد وضوابط پر قائم رہتے ہوئے مخلوق کے لئے فیض رساں ہیں میرٹھ اور اجڑاوہ میں الحاج حضرت مولانا حکیم محمد اسلام صاحب دامت برکاتہم اور حصرت مولانا عبداللہ مغیثی مدظلہ اور حضرت مفتی محمد فاروق صاحب مدظلہ اور کاندھلہ میں بقیۃ السلف حضرت مولانا افتخار احمد صاحب مدظلہ جیسے اکابر نے اخلاص اور للّٰہیت کے ساتھ اس خانقاہی طریق کو باقی رکھا ہے۔ جلال آباد میں حضرت مسیح الامت کے صاحبزادے بھائی جان ہیں اللہ تعالی ان کو صحت عطا

فرمائیں آمین۔ ہردوئی میں قاری امیر حسن صاحب مدظلہ العالی خانقاہی نظام کے مثالی نقیب ہیں دارالعلوم وقف میں حضرت مولانا مفتی محمد احسان صاحب قاسمی مدظلہ بھی اپنے مواعظ سے دلوں کو گرمارہے ہیں۔ ہمارے بزرگ دوست اور کرم فرما امام المنطق والفلسفہ حضرت مولانا عبدالرحیم بستوی دامت برکاتہم اور حضرت مولانا یامین صاحب قاسمی مدظلہ العالی مبلغ دارالعلوم دیوبند، ساؤتھ افریقہ میں حضرت مولانا شبیر احمد سلوجی عمت فیوضہم مجاز حضرت فقیہ الامت مفتی محمود الحسن صاحبؒ اور حضرت مولانا یحیٰ بام صاحب دامت برکاتہم مجاز محی السنۃ حضرت شاہ ابرارالحق صاحبؒ، حضرت مولانا نذیر احمد جسات مدظلہ لین ایشیاء، اور حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب پانڈوری مدظلہ، حضرت مولانا محمد ایوب صاحب کاچوی دامت برکاتہم صدر جمعیۃ علماء ساؤتھ افریقہ نے نہایت حسن وخوبیوں کے ساتھ خانقاہی نظام اور تربیت کا نظام چلا رکھا ہے۔ پاکستان میں بہت سے اکابرین ہیں جن میں شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہ العالی، حضرت مولانا پیر ذوالفقار نقشبندی مدظلہ، حضرت مولانا حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم نے طریق اشرف کو جلابخشی ہے۔ پونے میں حضرت مولانا حکیم محمد اقبال صاحب مدظلہ اور حضرت قاری محمد ادریس صاحب مدظلہ نے اپنی مجالس کو ذکر اللہ سے لبریز رکھا ہے جنوبی ہند میں پرنامبٹ میں حضرت مولانا شاہ اہل اللہ صاحب، حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب اور حضرت مولانا ذاکر صاحب رحیمی اور سلیم میں حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم کی خانقاہ میں قابل قدر نظام اور خدمات ہیں۔ مرکز نظام الدین دہلی میں مقیم بزرگوں کے علاوہ حضرت مولانا اسرارالحق صاحب قاسمی صدر تعلیمی وملی فاؤنڈیشن کی خدمات بھی لائق صد تحسین ہیں جزاکم اللہ خیراً فی

الدارین۔ بنگلور شہر میں حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خاں صاحب مدظلہ اور دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں خانقاہ رحیمی میں راقم الحروف محمد ادریس حبان رحیمی اور حضرت مولانا محمد الطاف عزیز مرزاپوری نے بنگلور میں شمع طریقت جلا رکھی ہے۔ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ ایسی ہستی گذری ہیں کہ جن کو ایک شیخ سے نہیں بلکہ سات بزرگوں سے اجازت خلافت حاصل تھی۔ حضرت مفکر اسلامؒ کا فیض نہ صرف ہندوستان بلکہ عالم عرب میں برابر جاری وساری ہے آپ کے تلامذہ میں بہت سے حضرات ہیں خصوصاً بقیۃ السلف حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب دامت برکاتہم حضرت مولانا عبداللہ صاحب ندوی مدظلہ العالی حضرت مولانا سلمان حسینی ندوی صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا نذر الحفیظ صاحب ندوی دامت برکاتہم، حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی مدظلہ العالی جو دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو کے مہتمم اور عربی مجلّہ البعث الاسلامی کے مدیر ہیں، یہ وہ ہستیاں ہیں جو اپنی ذات میں ایک ادارہ اور انجمن ہیں جن کا فیض اپنوں کے علاوہ غیروں میں بھی منظّم طور پر عام ہے۔ اسی طرح حیدرآباد میں حضرت مولانا عاقل حسامی صاحب مدظلہ العالی ہیں۔ حضرت مولانا خورشید احمد صاحب روح رواں دارالعلوم وقف دیوبند، حضرت مولانا طلحہ صاحب مظاہر العلوم سہارنپور، مولانا سعد صاحب سرپرست جماعت تبلیغی نظام الدین دہلی، مولانا نظام الدین صاحب، مولانا احمد لاٹ صاحب، مولانا عبدالخالق مدراسی نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری، حضرت مولانا غلام وستانوی اکل کواں وغیرہ سب اسی راہ سلوک کے راہی اور رہبر ہیں۔

بہرحال مدارس اور مساجد کے ساتھ خانقاہی نظام جو اب پہلے کی طرح مربوط

نہیں لیکن خال خال ہی سہی خانقاہیں قائم ودائم ہیں اور ان سب کا سلسلہ دارالعلوم دیوبند سے ہے خواہ وہ بلا واسطہ ہوں یا بالواسطہ، کیونکہ حضرت گنگوہیؒ اور حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ صدر المدرس دارالعلوم دیوبند فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ دارالعلوم کے اساتذہ اور ملازمین میں سے کوئی شخص نسبت سے خالی نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے اس مضمون کو اتنی وسعت دی جاسکتی ہے کہ مکمل ایک کتاب کی شکل میں مرتب کیا جائے لیکن یہاں سب اکابر کا ذکر مقصود نہیں بلکہ جو یاد آئے ان کا نام نوک قلم پر آگیا اصل مقصد یہ ظاہر کرنا تھا کہ تصوف اور معرفت کی لائن میں دارالعلوم دیوبند اور دیگر مدارس کی خدمات بالکل اسی طرح ہیں جس طرح قرآن وسنت اور شریعت کے دوسرے شعبہ جات کی ترویج واشاعت کی تعلق سے خدمات ہیں اب جو اکابرین ہیں وہ ہمارے لئے غنیمت ہیں۔ میرے پیارے مرشد ومولائی حضرت حاذق الامت حکیم زکی الدین احمد صاحبؒ فرماتے تھے کہ بھائی اب شاہ ولی اللہ، امام غزالی، حضرت گنگوہی، حضرت تھانوی جیسے لوگ تو نہیں رہے جو ہیں وہ غنیمت ہیں ان سے فیض حاصل کیا جائے اور فرماتے اس کی مثال ایسی ہے جیسے قمقمے اور ٹیوب لائٹ اگر نہ ہوں تو موم بتی سے بھی کام چلایا جاتا ہے بس آج کل علماء اور اکابر کے وجود اور ان کی خدمات کو غنیمت جان کر ان کی صحبت اختیار کی جائے اللہ تعالیٰ حسب حال فیوض وبرکات سے نوازے آمین۔

- فقیہ زماں حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب مدظلہ تاؤلی استاد حدیث دارالعلوم دیوبند جو اپنے وقت کی اجلہ شخصیات میں سے ہیں اور بہت سی شروحات اور کتابوں کے مصنف ہیں۔
- شیخ طریقت حضرت علامہ قمر الدین صاحب مدظلہ جو حضرت شاہ ابرار الحق

صاحب کے خلیفہ بھی ہیں اور دارالعلوم دیوبند کے ممتاز اساتذہ میں سے ہیں۔

● حضرت مولانا قاری ابوالحسن صاحب مدظلہ العالی خلیفہ ومجاز حضرت شاہ ابرارالحق صاحبؒ اور دارالعلوم وقف کے شیخ القراء ہیں مولانا قاری علاؤالدین صاحب اور مولانا قاری شفیق احمد صاحب اور حضرت مولانا قاری محمد واصف صاحب دارالعلوم وقف، بے پناہ خوبیوں سے مالامال ہیں۔

● حضرت مولانا مفتی محمد قربان صاحب اسعدی مدظلہ جو فدائے ملتؒ کے عشاق میں سے ہیں اور خانوادۂ مدنی کے دلدادہ ہیں کرناٹک جمعیۃ العلماء کے صدر اور جامعہ حسینہ عملا پور ٹمکور کے بانی ومہتمم ہیں۔

● حضرت مولانا محمد انور علی رشادی مفسر قرآن، مبلغ اسلام اور خطیب العصر ہونے کے ساتھ ساتھ آل انڈیا انجمن مدارس کے جنرل سکریٹری بھی ہیں اور ہمہ جہتی انداز میں قرآن وسنت کی ترویج واشاعت کا کام انجام دے رہے ہیں اور ایک مدرسۃ البنات بھی آپ چلارہے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

● پیکر اخلاص، خدمت دین کے جذبہ سے سرشار ایک ہستی ایسی بھی ہے جنہیں لوگ حضرت مولانا حافظ ابوجعفر صاحب قاسمی (بڑے حافظ صاحب) کے نام سے جانتی ہے مولانا محترم کا تعلق مرشدآباد صوبہ مغربی بنگال سے ہے۔مولانا کی عمر عزیز کا وافر حصہ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ کی مجلس میں گزرا۔ انہیں کے تربیت یافتوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ بے لوثی کا عالم یہ ہے کہ نمایاں طور پر جب تعلیمی مراحل طے کئے تو حکومت مغربی بنگال نے ایک اہم سرکاری عہدہ آپ کے سپرد کرنے کی کئی مرتبہ پیش کش کی مگر یہ کہتے ہوئے انکار کردیا کہ میں نے مدارس اسلامیہ میں پرورش پائی ہے اس لئے ان مدرسوں کا ہم پر حق ہے جسے ہم

فراموش کرکے سرکاری دفتروں کی طرف رخ نہیں کرسکتے آج تک ضعیف العمری کے باوجود بوریہ نشینی کو ترجیح دیتے ہوئے علوم دینیہ کی تبلیغ واشاعت میں مصروف ہیں۔

● مجاہد ملت اور ممتاز عالم دین جذبۂ جہاد سے سرشار حضرت مولانا نذیر احمد صاحب قاسمی بانی ومہتمم مدرسہ تعلیم القرآن جانسٹھ جو پختہ عزم اور نڈر بے باک اور کوہ استقامت ہیں اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی حفاظت فرمائے آمین۔

● عاشق قرآن مجید، فاضل قراء، بین الاقوامی شہرت یافتہ وایوارڈ یافتہ قاری حضرت مولانا حافظ قاری محمد رضوان بیگ شمسی جو حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب بستوی اور حضرت مولانا ڈاکٹر اظہار افسر اسعدی صاحب مظفرنگری کے تلامذہ میں سے ہیں اور شان قرّاء ہیں ادارہ دعوۃ القرآن ریم بنگلور کے صدر محترم ہیں اور سینکڑوں قرّاء حضرات کو سند فضیلت برائے قرآن کریم عطا کرچکے ہیں۔خوش نصیبی ہے کہ آواز میں لحن داؤدی کا عنصر ہے اور بے پناہ اخلاص اور للّٰہیت سے مالامال ہیں قرآن سنتے بھی ہیں اور سناتے بھی ہیں اور قرآن مجید کے بہانے اور قرآن مجید کیلئے خرچ بھی خوب کرتے ہیں اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے اور بندہ محمد ادریس حبان رحیمی حضرت قاری رضوان صاحب کو ''رضوان الجنت'' سے تشبیہ دیا کرتا ہے کیونکہ رضوان الجنۃ تو فرشتہ ہیں اور حفاظ اور قرّاء حضرات بحیثیت انسان بطفیل قرآن مجید فرشتہ سے افضل واعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔

● حضرت مولانا غلام الرحمٰن صاحب خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ نہایت سادہ طبیعت کے مالک اور مخلوق خدا کو راہ ست پر لانے کی فکر میں سرگرداں رہتے ہیں ٹمکور کے قریب کورٹ گرہ میں محمودنگر قائم کیا ہے اور وہیں ایک مدرسہ اور

مسجد قائم فرما کر طلباء کو قرآن وحدیث پڑھاتے میں مصروف ہیں۔ گاہ گاہ بنگلور تشریف لاکر راہ طریقت کی بھی آبیاری فرماتے رہتے ہیں۔

● حضرت مولانا محمد یاسین صاحب امام جامع مسجد میرٹھ جونہایت باصلاحیت اور خاموشی کے ساتھ کام کرنے والے آدمی ہیں مظفرنگر کا ذرخیر علاقہ چرتھاول سے آپ کا تعلق ہے اور حضرت مولانا علامہ رفیق احمد صاحبؒ کے شاگرد ہیں بندۂ ناچیز (راقم الحروف محمد ادریس حبان رحیمی) کو بھی ان سے شرف تلمذ حاصل ہے۔

● حضرت مولانا شریف احمد صاحب چھپرولوی مفتاحی جو اس وقت پنجاب میں بوعلی شاہ قلندرؒ کی مسجد میں امام وخطیب ہیں درس نظامی کی تمام کتابیں پڑھانے کی عمدہ صلاحیت رکھتے ہیں بہت ہی نفیس الطبع اور نزاکت پسند آدمی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ بھی خدمت دین کا بڑا کام لے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ خلوص اور استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

● الحاج جناب منشی محمد نعمت اللہ خان صاحب جامعہ خادم العلوم باغونوالی کی ایک بزرگ، متقی اور پرہیز گار ہستی ہے طلباء سے بے انتہا ہمدردی اور شفقت فرماتے ہیں چالیس سال کے عرصہ سے خادم العلوم باغونوالی میں خدمت انجام دے رہے ہیں بندۂ ناچیز (راقم الحروف محمد ادریس حبان رحیمی) کو بھی ان سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت منشی محمد نعمت اللہ صاحب کی عمر دراز کرے۔

● حضرت مولانا مسعود احمد قاسمی مسوری خلیفہ حضرت محمود حسن گنگوہیؒ۔ حضرت ومولانا حبیب احمد صاحب خلیفہ حضرت مفتی مظفر حسین صاحب، حضرت مولانا افضال الرحمٰن صاحب خلیفہ حضرت شاہ ابرارالحق صاحبؒ سنڈیلہ لکھنو، حضرت مولانا عبدالغنی صاحب خلیفہ حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ، حضرت مولانا محمد

میاں صاحب بریلی، حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب مدظلہ خلیفہ ومجاز حضرت فقیہ الامتؒ مدرس مدرسہ اشرف العلوم گنگوہ، نمونۂ سلف حضرت مولانا مفتی محمد سبیل احمد صاحب قاسمی مدظلہ خلیفہ ومجاز فقیہ الامت حضرت مفتی محمود الحسنؒ مہتمم مدرسہ رفیق العلوم آمبور تمل ناڈ، خطیب العصر قاطع بدعت حضرت مولانا سید انظر شاہ قاسمی بنگلوری مدظلہ، صدر جمعیۃ العلماء بنگلور اور بزرگ خطیب، بے مثال مقرر، حالات شناس، حق گو اور اکابر اسلاف کی یادگار، ہر دلعزیز حضرت مولانا پی ایم زکریا والا جاہی دامت برکاتہم، نائب صدر جمعیۃ العلماء بنگلور خطیب مسجد عیدگاہ فورتھ بلاک بنگلور اس راہ کے اجلہ شہہ سواری ہیں اللہ تعالیٰ ان حضرات کو خوب خوب صحت وتندرستی سے نوازے اور ان کے فیض کو عام فرمائے آمین۔

● حضرت مولانا شمیم احمد صاحب مظاہری امام وخطیب ہمالیہ ڈرگس فیکٹری بنگلور ایک دردمند دل عالم دین اور مدارس اور علماء کے دل سے قدرداں اور اپنی ذات سے جو بھی فائدہ دینی اعتبار سے کسی بھی پہونچ سکتا ہے ضرور پہونچاتے ہیں بے غرض بے لوث ہیں کسی سے کوئی لالچ نہیں اپنی تجارت کو ذریعہ معاش سمجھتے ہیں اور عبادت بھی اللہ تعالیٰ ایسے حضرات کی حفاظت فرمائے آمین۔

● حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب ناظم اعلیٰ دارالعلوم کراچی علوم قرآنیہ واحادیث نبوی کی اشاعت کے ساتھ خانقاہی نظام کو بھی قائم کر رہے ہیں۔

● داعئ اسلام حضرت مولانا نسیم اختر شاہ قیصر صاحب مدیر آئینۂ دارالعلوم دیوبند بھی تصوف کی روشنی سے امت کو فیضیاب کر رہے ہیں۔

● حضرت مولانا رئیس الاسلام باقوی ازہری خلیفہ حضرت حاذق الامتؒ سابق صدر مدرس باقیات الصالحات ویلور تمل ناڈ اور حضرت مولانا مفتی محمد عثمان صاحب

ناظر مہتمم باقیات الصالحات ویلور تمل ناڈو نے طریقت کی شمع روشن کی ہوئی ہیں۔

- حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب قاسمی خلیفہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ قصبہ پرور لکھیم پور کھیری بھی انہیں رہروان سلوک و معرفت میں شامل ہیں۔

دنیاوی مشاغل اور کاروبار میں مشغول رہنے والی کچھ ایسی شخصیات بھی ہیں جو بہت سے حضرات سے ممتاز ہیں اپنے اخلاق، کردار، اعمال، احوال اور انفاق فی سبیل اللہ اور سماجی خدمات کی وجہ سے دیگر حضرات کے لئے نمونہ عمل ہیں، الحاج عبدالرزاق صاحب مڑیوال بنگلور مرید حضرت حاذق الامتؒ، الحاج عنایت اللہ شریف صاحب کورمنگلا اور قاضی عبدالغنی صاحب بن منگلا، الحاج ریاض احمد صاحب لوک آیکتہ بنگلور، الحاج حفیظ اللہ خاں صاحب کوکس ٹاؤن انجینئر جو نہ صرف دیندار ہیں بلکہ علماء کرام اور مشائخ عظام سے محبت کرنے والے ان کی خدمت اور دل جوئی کرنے والے ہیں اور ان کے مشوروں پر عمل بھی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ حافظ محمد نواب الدین انصاری صاحب، جناب نسیم احمد پاشاہ صاحب ایڈوکیٹ، مولانا ڈاکٹر محمد خالد صاحب سابق چیئرمین، بزرگ پرہیزگار الحاج محمد اسلام صاحب بڑے عظیم المرتبت شاعر ہیں بلکہ استادالشعراء کہلاتے ہیں۔ یہ حضرات قوم وملت اور سماج کی خدمت کے لئے ہمیشہ لگے رہتے ہیں اور دوسروں کے اچھے برے معاملات میں ان ساتھ دیتے ہیں اللہ تعالی ان حضرات کی بھی حفاظت فرمائے آمین۔ (محمد ادریس حبان رحیمی)

صوفی کا کام خدمت خلق ہے

حضرت شیخ احمد رفاعیؒ اپنے مریدوں اور ارادت مندوں سے فرمایا کرتے تھے کہ تصوف یہ نہیں ہے کہ کوئی صوفی کرامات اور خوارق عادات امور دکھا کر لوگوں کو عاجز اور مغلوب کرلے بلکہ صوفی کا اصل کام یہ ہونا چاہئے کہ وہ جانداروں کی خدمت کرے۔ آپؒ کی طبیعت میں علم اور عاجزی جتنی تھی کہ آپ کے مخالف تک نادم اور شرمسار ہوجاتے۔ آپ چلہ کشی کی خاطر جنگل میں چلے گئے۔ وہاں چلہ کشی کرتے رہے اور جب اس سے فارغ ہوئے تو اچانک خیال آیا کہ بستی میں بہت سے گھر ایسے ہیں جنہیں ایندھن کی پریشانی رہتی ہے۔ آپ ان کے لئے لکڑیاں چنتے رہے اور جب لکڑیوں کا گٹھرا اتنا بڑا ہوگیا کہ آپ اسے بآسانی اٹھالیں تو اسے اپنے سر پر رکھ لیا اور بستی میں داخل ہوئے بستی والوں نے جب یہ منظر دیکھا تو آپؒ سے دریافت کیا'' حضرت! یہ کیا؟ کیا آپ نے لکڑیاں بیچنے کا پیشہ اختیار کرلیا ہے......؟

آپ نے جواب دیا'' نہیں بھائیو! ایسی کوئی بات نہیں میں کوئی ایسا کام نہیں کروں گا جو انسانی خدمت کے ذیل میں آتا ہو اور اس کا میں معاوضہ وصول کروں''

اسکے بعد لکڑیاں مستحقین میں تقسیم کردیں۔ آپ کے مریدوں نے آپ کی اتباع میں یہ کام اجتماعی شکل میں انجام دینا شروع کرادیا۔ وہ اپنی مصروفیات میں سے اتنا

وقت ضرور نکال لیتے کہ جنگل سے لکڑیاں لاکر مستحقین میں مفت تقسیم کر دیا کریں۔بستی کے ناداروں کا ایک بڑا مسئلہ حل ہو گیا اور وہ شیخ احمد رفاعیؒ کو دعائیں دینے لگے۔

(اقتباس: روشنی کے مینار: ضیاء تسنیم بلگرامی)

علوم و معارف کے لئے انسان کو حریص بننا چاہیئے

مروی ہے کہ ابو القاسم جنیدؒ سے کسی نے پوچھا! کہ آپ نے علوم کہاں سے حاصل کئے؟ فرمایا میں تیس برس حق تعالی کہ سامنے اس درجہ رہا ہوں (اپنے گھر کے ایک درجہ کی طرف اشارہ فرمایا) اس لئے اللہ تعالی نے یہ علوم مجھے عطا فرمائے ہیں۔اور فرمایا اگر میں جانتا کہ آسمان کے نیچے زمین کے اوپر اور اس علم سے کہ جس میں ہم اور ہمارے اصحاب گفتگو کرتے ہیں کوئی اور علم بھی افضل ہے تو اسکے حاصل کرنے میں کبھی کوتاہی نہ کرتا اور سعی میں کوئی دقیقہ بھی فروگذاشت نہ کرتا۔اور فرمایا ہم نے تصوف میں بتانے سے حاصل نہیں کیا۔بلکہ بھوک، ترک دنیا اور لذائذ اور دنیا کی نعمتیں چھوڑنے اور ذکر الٰہی کی کثرت اور ادائے فرص وواجبات واتباع سنت اور تمام اوامر کے بجالانے اور تمام منہیات کے چھوڑنے سے حاصل کیا ہے۔(قصص الاولیاء)

تمام علوم میں خدا کی معرفت موجود ہے

جاننا چاہیئے کہ اہل اللہ اس کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ جتنے علوم ہیں حتی کہ حساب وہندسہ اور علوم ریاضی و منطق اور علم طبعی سب کے سب خدا تعالی کی ذات پر دلالت کرتے ہیں اور ان میں بھی معرفتِ الٰہی کا راستہ موجود ہے۔پس ان علوم کو ذات حق سے حجاب اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان میں نظر کرنے والے اس طریقہ پر نظر نہیں کرتے جس سے یہ علوم خدا تک رہنمائی کرتے ہیں۔اسی لئے خدا نے بھی ان کو اس راستہ سے محجوب کر دیا جو حضرت حق پر (ان علوم کے واسطے سے) دلالت کرتا ہے پس اب جو کوئی ان میں ایک لحظہ کے لئے بھی مشغول ہو اس کے لئے مذمت و ملامت مقرر کر دی گئی غرض یہ بات معلوم ہو گئی کہ وہ تمام علوم جو اکثر لوگوں کو خدا تعالی سے محجوب کر دیتے ہیں اہل اللہ کے نزدیک ان میں کچھ حجاب نہیں ہے۔خوب سمجھ جاؤ۔

اور اگر کوئی شخص (غیر ضروری علوم میں مشغول ہونے کے لئے بطور دلیل کے) یہ کہے کہ میں اس علم میں اس واسطے مشغول ہوتا ہوں تا کہ یہ بھلا نہ دیا جائے تو ہم اس سے کہیں گے کہ اگر حق تعالی کو علم اور اہل علم کا اٹھانا ہی منظور ہے تو پھر اس کی حفاظت پر کسے قدرت ہے اور (تم کیا خاک اس کی حفاظت کر سکتے ہو) تم نے اپنے بھولنے کا خود مشاہد کیا ہوگا کہ جتنا کسی علم کو یاد کرتے ہو اتنا ہی بھولتا جاتا ہے پھر اس کا سبب بجز اسکے اور کیا ہے کہ حق تعالی علم کو اٹھانا ہی چاہتے ہیں کہ اب ہر شخص محض زبان ہی

سے علمی گفتگو کرتا ہے اس کے دل تک کچھ اثر نہیں پہنچتا اور ہر سال (دن بدن) تنزل ہی ہوتا جا رہا ہے۔

اس راز کو سمجھ لو اور خدا تم کو ہدایت کرے اور وہی اپنے نیک بندوں کا مددگار ہے (پس فضول اور بے کار علوم میں ان کی حفاظت کے خیال سے بھی مشغول نہ ہو، بلکہ جہنم کے فرشتوں سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ تم اس کو اس لئے چھوڑ دو کہ یہ معاملات کے تمام ابواب کا حافظ تھا اور فقہ واصول ونحو کے ابواب سب اسکے دل میں محفوظ تھے یا اس واسطے چھوڑ دو کہ یہ مدوامالہ، تفخیم وترقیق کے ساتھ پڑھا کرتا تھا ہرگز نہیں، بخدا ان چیزوں میں سے کسی کی وجہ سے بھی نہ چھوڑا جائیگا نہ اس کی کچھ عزت ہوگی۔

بلکہ محض تقوی وعمل صالح اور مغفرت خدائے عزوجل اور ترکِ ایذاءِ مخلوق کی وجہ سے بندہ مکرم ومعزز ہوگا اور جس کو اس میں کچھ شک وشبہ ہو تو آخرت میں جا کر یقیناً دیکھ لے گا (منتظر رہے) اور بھلا جو شخص روزانہ ایک ختم کرتا ہو اور قرآن کی طرف توجہ خاک نہ کرتا ہو نہ اس کے مواعظ وزواجر سے نصیحت لیتا ہو اور جب اس کے پاس دنیا کی کوئی چیز آ جاوے تو اس کی طرف کود کر جاتا ہو اور جو کوئی اس دنیا کے لینے میں اس سے مزاحمت کرے اس کی آبرو کو چاک کر کے ڈال دیتا ہو اس شخص کے روزانہ ختم کرنے سے کیا فائدہ؟۔ (شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانیؒ)

اچھی صحبت سے اخلاق سنورتے ہیں

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اخلاق کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ خوب سمجھ لیجئے کہ ان اخلاق کو پاک کرنے کا طریقہ وہی ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے ساتھ اختیار فرمایا وہ ہے ''نیک صحبت'' اللہ تعالی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے نتیجے میں صحابہ کرامؓ کے اخلاق کو معتدل بنا دیا صحابہ کرامؓ نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دیا، اس طرح کہ صحابہ کرام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے آپ کو اصلاح کے لئے پیش کیا اور تہیہ کر لیا کہ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنیں گے اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتا ہوا دیکھیں گے، اپنی زندگی میں اس کی اتباع کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات مانیں گے۔

اب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک صحابی کو دیکھ رہے ہیں تمام صحابہؓ آپ کے سامنے ہیں، بعض اوقات خود صحابہ کرامؓ اپنے حالات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر بیان کرتے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے دل میں اس کام کا خیال پیدا ہوا میرے دل میں اس کام کا جذبہ پیدا ہوا، اس سے آگے نہیں کر سکتے، چنانچہ رفتہ رفتہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور تربیت کے نتیجے میں

یہ ہوا کہ وہ اخلاق جو سرکار دوعالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر تشریف لائے تھے، وہ اخلاق ان صحابہ کرامؓ میں منتقل ہوگئے۔

زمانہ جاہلیت اور صحابہ کرامؓ کا غصہ

زمانہ جاہلیت میں صحابہ کرامؓ کی قوم ایسی تھی جس کا غصہ حد سے گذرا ہوا تھا، ذرا سی بات سے آپس میں جنگ چھڑ جاتی اور بعض اوقات چالیس چالیس سال تک وہ جنگ جاری رہتی لیکن جب وہ لوگ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایسے موم بن گئے کہ پھر جب ان کو غصہ آتا تو صحیح جگہ پر آتا اور حد کے اندر رہا کرتے، جتنا غصہ آنا چاہئے اتنا ہی غصہ آتا، اس سے آگے نہیں آتا۔

زمانہ جاہلیت میں لوگ حضرت عمر بن خطابؓ کا نام سن کانپ جاتے تھے کہ اگر ان کو غصہ آگیا تو ہماری خیر نہیں، اسی غصے کے عالم میں ایک مرتبہ اپنے گھر سے نکلے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نبوت کا دعوی کیا ہے اور نیا دین لے کر آئے ہیں اور پرانے دین کو غلط قرار دیتے ہیں لہٰذا میں ان کا سر قلم کردوں گا...... لمبا قصہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے سے پہلے اللہ تعالی نے ان کے کان میں قرآن کریم کی آیت ڈال دیں اور ان آیت قرآنی کو انقلاب کا ذریعہ بنادیا اور دل میں اسلام گھر کرگیا اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی پوری جان نچھاور کردی۔ (شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی)

اولیاء اللہ کی نظر ہر معاملہ میں اللہ تعالی پر رہتی ہے

اسلاف نے اپنے رب کے ساتھ ایک معاملہ کیا تھا۔ ان کا ایمان تھا اور قلب سے تصدیق کرتے تھے ان چیزوں کی جو کتاب وسنت میں وراد ہوئی ہیں۔ چنانچہ نص میں ہے کہ جو شخص ایک نیکی کریگا اس کا بدلہ دس گنا ملے گا اس پر ایسا اور اتنا جزم ویقین تھا کہ سمجھتے تھے کہ اس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا۔ انہوں نے اللہ تعالی کے دروازے کو کھلا ہوا پایا پس اس میں داخل ہوگئے اور غیر اللہ کے دروازے کو بند پایا پس اس کو چھوڑ دیا۔

ہر معاملہ میں ان حضرات کی نظر اللہ تعالی پر رہتی تھی اسی کو نافع اور ضار مانع اور معطی سمجھتے تھے۔ چنانچہ ان کے اس اعتقاد کی جھلک مخلوق سے معاملہ میں بھی نظر آتی تھی۔ شیخ بدرالدینؒ ایک بزرگ گذرے ہیں ان کا واقعہ لکھا ہے کہ کسی نے ان سے درخواست کی کہ میرے لئے ایک سفارشی خط سلطان غیاث الدین کے نام لکھ دیجئے۔ شیخ نے منظور فرمالیا اور اس کو لکھا کہ حامل رقعہ کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ فان اعطیته شیئا فالمعطی هو الله وانت المشکور وان لم تعطه شیئا فالمانع هو الله وانت المعذر "یعنی تو نے اگر اس کو دے دیا تو سمجھوں گا کہ دینے والا حقیقۃً

اللہ ہے اور تیرا بھی مشکور ہوں گا کیونکہ تو اس میں واسطہ بنا کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے مخلوق کا شکر ادا نہیں کیا اس نے خالق کا شکر ادا نہیں کیا اور اگر تو نے اس کو نہ دیا تو میں حقیقۃً مانع حق تعالیٰ سمجھوں گا اور تجھ کو اس نہ دینے میں معذور تصور کروں گا'' سبحان اللہ! کیا عمدہ سفارش نامہ لکھا ہے کہ بادشاہ وقت کے پاس سفارش بھی کردی اور اپنے منصب کو بھی محفوظ رکھا یعنی توحید کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق اور اخلاص کی برکت تھی۔ جب اخلاص قلب میں آجاتا ہے تو اس کے مناسب سب آداب آجاتے ہیں۔

محبت تجھ کو آداب محبت خود سکھادے گی
ذرا آہستہ آہستہ ادھر رجحان پیدا کر

(اقتباس حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب الہ آبادیؒ۔ ماخوذ: ماہنامہ وصیۃ العرفان، رجب شعبان ۱۴۲۹ھ)

نام کے اثرات زندگی پر ہوتے ہیں

حضرت گنگوہیؒ کی خصوصیات

اس دنیا کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں اور رحمتوں سے بھر رکھا ہے ہر دور میں ہر قسم اور ہر مزاج کے لوگ اس دنیا میں پیدا ہوتے رہے علماء کرام میں اکثر و بیشتر ایسے حضرات ملتے ہیں جو سادہ مزاج اور سادہ رہن سہن رکھتے ہیں ماضی میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ایسے سیدھے سادے رہتے کہ آپ کو دیکھ کر کوئی اجنبی عالم دین تصور نہیں کرسکتا تھا معمولی سا لباس اس میں بھی پیوند لگے ہوئے۔ اور دوسری طرف حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کہ شاہی مزاج رکھتے تھے لباس بھی اتنا عمدہ کہ نواب اور بادشاہ ہی ایسا لباس پہن سکتے تھے (بندہ کو ایک بار حضرت گنگوہی کا کرتا دیکھنے اور پہننے کی سعادت حاصل ہوئی) کپڑا نفیس اس پر بیل بوٹے اور اس کی سلائی کسی طرح نوابوں کے لباسوں سے کم نہیں تھی۔ آخری عمر میں حضرت کا یہ عالم تھا کہ لوگ آتے اور درخواست کرتے کہ حضرت یہ کرتا آپ زیب تن فرمائیں اور میلا ہونے پر ہمیں واپس فرمادیں۔ تو عمر کے آخری حصہ میں حضرت کو لباس بنانے کی نوبت نہیں آئی یکے بعد دیگرے آپ لباس پہنتے اور لوگ وصول کرلیتے۔ حضرت گنگوہیؒ کے آرام کرنے کے لئے ایک خوبصورت پلنگ (کھاٹ) بنائی گئی تھی جس پر بحمد اللہ تعالیٰ بندہ حقیر کو سونے کا شرف حاصل ہے حضرت گنگوہیؒ کی مجلس کا رنگ شاہوں جیسا ہوتا تھا۔ قالین پر

حضرت تشریف رکھتے اور ڈیڑھ سوسال قبل کے دور میں چائے وغیرہ کانچ کے فنجان میں پلائی جاتی تھی ایسے رنگ اور مزاج کے علماء اور مشائخ بہت کم ہوتے ہیں۔اللہ جمیل یحب الجمال۔اللہ تعالی کو پاکی صفائی نفاست نظافت بہت زیادہ پسند ہے پاکی اور صفائی انبیاء علیہم کی صفت خاص ہے رشدو ہدات کا پرتو ہے حضرت گنگوہی کا نام رشید احمد ہے جس کے معنی بھی رشدو ہدایت پانے والے کے ہیں بس نام کے اثرات ہیں کہ امام ربانی ہیں اور شیخ المشائخ ہیں مزاج میں نفاست اس درجہ ہے کہ ایک بار حضرت مولانا محمد یحیٰ صاحبؒ جو حضرت کے خادم تھے نے چائے پیش کی فرمایا مولوی یحییٰ پیالی کی پانی خشک نہیں کیا چائے میں کچے پانی کا ذائقہ آرہا ہے اس لئے حضرت گنگوہی کو چائے پیش کرنے سے پہلے اچھی طرح چائے کی پیالی کپڑے سے صاف اور خشک کی جاتی اور پھر اس میں چائے ڈالی جاتی۔

شہر بنگلور کی ایک اہم شخصیت

اس زمانہ کی غیور اور باوقار ایک شخصیت ہے حضرت مولانا سید عبدالرحیم سعید رشادی مدظلہ جو آل انڈیا انجمن مدارس کے چیئر مین ہیں اور دارالعلوم سعیدیہ بنگلور کے بانی و مہتمم ہیں آپ کی تربیت اور پرورش حضرت مولانا نیر ربانیؒ استاد الاساتذہ دارالعلوم سبیل الرشاد کے زیر سایہ ہوئی حضرت مولانا کو اللہ تعالی نے بہت سی خوبیوں سے نوازا ہے مدرسہ میں ایسی صفائی اور نفاست کا نظم ہے کہ دور دور تک بہت کم اداروں میں نظر آتی ہے دفتر، درسگاہ، مہمان خانہ اور مدرسہ کا کونہ کونہ آپ کی نفاست کا مظہر ہے ماشاءاللہ خود بھی نہایت نفاست اور نفیس انداز میں رہتے ہیں۔مہمان نواز ہیں کڑی سے کڑی آزمائش میں کھرے اترتے ہیں کسی سے گلہ شکوہ نہیں بڑے بڑے مصائب رنج والم آئے سب جھیل گئے ہمہ وقت چہرے پر بشاشت اور خوشی

ومسرت کے آثار تعمیری اور تعلیمی معاملات میں طویل تجربات عارف باللہ حضرت حاذق الامت حضرت مولانا ناز کی الدین احمد صاحبؒ سے اصلاحی تعلق تھا حضرت ہی کے دست مبارک پر آپ بیعت بھی تھے اس لئے یہ کہنا غلط نہیں کہ حضرت مولانا سعید رشادی صاحب کو تصوف کی چاشنی اور معرفت الٰہی کا ادراک بھی ہے اللہ تعالی ایسے دوستوں کو تادیر باقی رکھے۔آمین صحت وعافیت عطا فرمائے۔

حافظ سعید احمدؒ اللہ کے برگزیدہ بندوں میں تھے

مجھے اچھی طرح یاد ہے میری عمر اس وقت بمشکل چار برس ہوگی۔یا اس سے بھی کم کہ میرے دادا جان محمد سلیمان صاحب مرحوم ومغفور مجھے حضرت حافظ سعید احمد صاحب کی درسگاہ واقع کاشف العلوم چرتھاول میں بیٹھا کر آئے اور پھر تعلیمی سلسلہ جاری رہا۔حضرت حافظ صاحب نے کم بیش پچاس سال تک درس وتدریس کی خدمت انجام دیں نہایت سادگی اور سادگی بھی ایسی جس پر قربان ہونے کو دل چاہے پاکیزہ اور نورانی شخصیت کہ فرشتے بھی ان کے دامن پر نماز پڑھیں۔کبھی کبھی حضرت کو درسگاہ میں نیند آجاتی تو نیند میں قرآن مجید کے کئی کئی رکوع پڑھ دیا کرتے تھے اتنا شغف تھا قرآن مجید سے۔ہمارے بچپن میں ان کی تنخواہ ۲۰/روپئے سے بھی کم ہی تھی اسی میں گذارہ ہوتا تھا حضرت کے ہزاروں علماء حفاظ اور قراء کرام شاگرد ہیں کبھی کسی سے کوئی طمع اور لالچ کی بات نہیں کسی سے کوئی امید نہیں جو بھی بات ہوتی صاف ستھری بات کرتے تصنع سے پاک۔

آٹھ سال قبل چرتھاول جانا ہوا تو دل چاہا کہ حافظ صاحب کی زیارت اور ملاقات کر آؤں اور دعائیں لے لوں۔کاشف العلوم کے نچلے حصہ میں جو تالاب کو پاٹ کر مدرسہ کا حصہ بنایا گیا ہے سردی کے موسم میں دھوپ میں بیٹھ کر وہی بغدادی

قاعدہ جو ہم لوگوں نے حضرت سے پڑھا تھا پڑھا رہے تھے دیکھ کر کھڑے ہوئے گئے مجھے شرمندگی ہوئی عرض کیا حضرت میں آپ کا شاگرد ہوں آپ کی جوتیاں سیدھی کرنے والا ، فرما...... بھائی کون ہو؟ میں نے تو پہچانا نہیں ، میں نے عرض کیا حضرت ! محمد ادریس حبان رحیمی ہوں مسکرا کر فرمایا اچھا اچھا بھائی میں نے تو سمجھا کہ دیوبند سے کوئی بڑے عالم صاحب آئے ہیں کچھ دیر حضرت کے پاس بیٹھا اور دعائیں لے کر واپس ہوا لیکن کم نصیبی دوبارہ پھر ملاقات نہ ہو سکی۔

گذشتہ سال حصرت کا وصال ہوا تو جنازہ کی نماز میں اور پھر قبرستان جاتے ہوئے لاکھوں کا مجمع تھا نہ کوئی اخبار یا ریڈیو ٹیلی ویژن سے خبر دی گئی تھی لیکن دیکھنے والے کہتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آسمان سے فرشتے جنازہ میں شریک ہیں۔ شیخ الحدیث نہیں تھے ناظرہ قرآن مجید اور ابتدائی تعلیم والے بچوں کو پڑھاتے ساری عمر گذار دی۔

میرے والد محترم اور مولانا محمد قاسم صاحب نے اور دیگر حضرات نے بھی بتایا کہ اس دن تو نہ معلوم اتنا مجمع کہاں سے آ گیا تھا اور کئی ایسے مجذوب اور خدا رسیدہ بندوں کی اہل نظر نے آمد دیکھی جو صرف حافظ صاحب کے جنازہ میں شریک تھے بعد میں ان کو نہیں دیکھا گیا اللہ تعالی حضرت حافظ صاحب کو غریق رحمت فرمائے اور درجات بلند فرمائے آمین اور ہزاروں شاگردوں کی جانب سے ان کو جزائے خیر اور نعم البدل عطا فرمائے۔آمین۔

حضرت منشی عبدالوحید صاحب مظفر نگر

حضرت مولانا منشی عبدالوحید صاحب دامت برکاتہم حافظ سعید احمد صاحب کے بڑے بھائی ہیں کاشف العلوم میں پچاس سال سے زائد ہو گئے تعلیمی خدمات انجام

دے رہے ہیں راقم الحروف کو حضرت سے ناظرہ قرآن اور ابتدائی اردو دینیات پڑھنے کا شرف حاصل ہوا ہے اس ناکارہ نے حضرت کو نہایت قریب سے دیکھا کبھی کوئی فتنہ یا اختلاف والا مزاج نہ پایا ہمہ وقت فکر آخرت ، اور ملت کی دردمندی ، اور قوم وملت کے بچوں کی تعلیم کی فکر میں منہمک رہتے ہیں اور نماز عصر قبرستان گور غریباں عام قبرستان جانا آپ کا معمول رہا بچپن سے ہم نے دیکھا کہ آپ ہر روز بعد نماز عصر قبرستان جا کر ایصال ثواب کر کے واپس آتے ایک ہی مسجد میں امامت کرتے ہوئے پچاس سال ہو گئے نہ کبھی تنخواہ بڑھانے کا سوال اور نہ دنیوی ترقی کا خیال ، بس جیسے سیدھے سادھے پچاس سال قبل تھے آج بھی ویسے ہی ہیں لباس میں سادگی رہائش اور گفتگو میں سادگی اور کبھی زبان سے غرور ، گھمنڈ یا بڑائی والی بات نہیں راستہ میں مدرسہ سے گھر جاتے آتے قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر اللہ آپ کا معمول ہے اس وقت ضعیف العمر ہیں اللہ تعالی حضرت کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور آپ کے فیض کو تادیر قائم ودائم رکھے اور ہم جیسے ہزاروں شاگردوں کی طرف سے حضرت کو اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے آمین ۔ یہ حضرات نہ صرف ملت کا سرمایہ ہیں بلکہ سرمایہ افتخار ہیں اور ہمارے لئے نمونۂ عمل ۔ اللہ تعالی ان حضرات کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔

قاری عبدالقدوس صاحب قاسمی سہارنپور

آپ دونوں پاؤں سے معذور تھے کھڑے نہیں ہو سکتے تھے اسی حالت میں آپ نے دارالعلوم دیوبند سے شعبۂ قرأت سے سند حاصل کی فراغت کے بعد چرتھاؤل کے مدرسہ کاشف العلوم میں آپ کو حضرت مولانا رفیق احمد صاحب سابق مہتمم لے کر آئے۔ استقلال ایسا کہ ساری عمر گذار دی اس ناچیز کو تجوید

وقرأت پڑھنے اور سیکھنے کا شرف تملذ حضرت قاری صاحب سے حاصل ہے ہمارے بچپن کے دور میں آپ تجوید وقرأت کے بڑے اساتذہ شامل تھے۔اللہ تعالی نے چہرے پرحسن وجمال اور نورایسا عطا فرمایا تھا کہ جو دیکھتا دیکھتا ہی رہ جاتا۔اورآواز میں لحن داؤدی کا عنصر تھا۔

اہل خانہ کے ساتھ چرتھاؤل مدرسہ کاشف العلوم کے احاطہ ہی رہتے تھے۔آپ ان پرانے چہروں اور بزرگوں میں سے تھے جن کو دیکھ کر اللہ تعالی کی یاد اورفکر آخرت پیدا ہو جاتی تھی۔میرے ساتھی حافظ قاری محمد اشرف صاحب جو اس وقت بہاری میں درس قرآن کی خدمت انجام دے رہے ہیں حضرت قاری صاحبؒ کی بڑی خدمت کی اور ان سے بڑی دعائیں لیں۔ان کے نازک وقت میں اور ضرورت کے اوقات میں شاید حافظ محمد اشرف صاحب سے زیادہ کوئی شاگردان کے کام نہیں آیا۔اللہ حضرت قاری صاحب کی بال بال مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ ان حضرات کی دینی خدمات تصوف اور معرفت کے درجات سے کم نہیں تھیں کہ استقلال ان کی عادت ثانیہ تھا اور کبھی پیسے کے لالچ میں اس جگہ سے اس جگہ اور یہاں سے وہاں جانا گوارہ نہیں کیا کم تنخواہ میں اعلی خدمات انجام دیں اورقناعت کے ساتھ دین کے کام میں لگے رہے اور اپنے اعلی اخلاق اور کردار سے اپنے شاگردوں کے قلوب کو جلا بخشی ۔اور کبھی کسی سے شکوہ نہیں کیا ان کے طرز زندگی ہم جیسے لوگوں کے لئے نمونۂ عمل اور زندگی کے لئے مشعل راہ ہیں۔

اللہ تعالی کے حضور ستر دعائیں

آپ نے مجھے عافیت بخشی......آپ کے فضل وکرم سے بہت نعمتیں آپ کی کھائیں اور برتیں آپ نے کبھی بھوکا نہیں رکھا۔برابر روزی پہنچائی۔آپ کی ان نعمتوں کے کھانے سے قوت آئی لیکن میں نے اس قوت کو بجائے آپ کی فرمانبرداری کے نافرمانی میں خرچ کیا......کتنے ہی میں نے عیب کئے ۔آپ نے لوگوں سے پردہ رکھا،کبھی آپ کا خوف آیا تو اپ کے امن وعافیت سے دھوکہ کھا گیا اور سمجھا کہ مجھے آپ نہ پکڑیں گے اور آپ کی پکڑ کا خیال بھی آیا تو آپ کے حلم کی طرف دھیان گیا اور عفو وکرم کی امید میں گناہ کر بیٹھا۔اے اللہ ! میں ہر ایسے گناہ سے معافی چاہتا ہوں۔مجھے بخش دیجئے۔

اے اللہ ! میں آپ سے ہر اس گناہ کی معافی چاہتا ہوں جو آپ کے غضب کا باعث ہو۔اور ہر اس گناہ سے بھی جس کو آپ نے منع کیا تھا اور میں کر گذرا اور اس گناہ سے بھی معافی مانگتا ہوں ۔جس کی نحوست سے میں آپ کی عبادت واطاعت سے محروم ہوا۔

اے اللہ ! میں ہر اس گناہ کی معافی چاہتا ہوں کہ میں نے آپ کی مخلوق میں سے کسی گناہ میں لگا دیا ہو حیلہ وحوالہ کر کے اس کو گناہ کی بات میں پھنسا دیا......یا

اسے تو اس گناہ کی بات کا علم نہ تھا میرے بتانے سے اس نے گناہ کو مانا اور کیا ......کسی کے گناہ کا باعث ہوا ہوں......کل قیامت کے روز ان گناہوں کو لے کر کس طرح سامنے آؤں گا۔الٰہی مجھے اور میرے ہر ایسے گناہ کو معاف فرمادے۔

اے اللہ! میں ہر ایسے گناہ سے پناہ چاہتا ہوں جو گمراہی اور کفر کی طرف لے جائے...... راہ سے بے راہ کردے ......لوگوں میں بے وقار کردے ......دنیا وآخرت میں رسوائی ہوجائے اور دیگر ایسے گناہ کر گذرا تو الٰہی مجھے معاف کردے۔

اے اللہ! ایسے گناہ کہ جن کے ارتکاب سے میں نے اپنے جسم کو تھکا دیا اور مخلوق سے پردہ کرتا رہا لیکن ہائے تجھ سے پردہ نہ ہوسکتا تھا۔لیکن تجھ سے پردہ میں ہوجانے کا خیال بھی نہ آیا،اس کے باوجود کہ آپ مجھ کو رسوا کرسکتے تھے،مجھے رسوائی سے بچالیا اور حقیقت میں آپ کے سوا اور کون ایسا ہے کہ گناہ دیکھتا ہو اور پردہ پوشی کرتا ہو۔اے اللہ! میرے ہر گناہ کو معاف فرمادے۔

اے اللہ! میں تو نافرمانی کرتا رہا لیکن آپ نے اپنے حلم سے مجھے ڈھیل دیدی ......مجھے گناہ کرتے ہوئے دیکھ کر بھی مجھے چھوڑے رکھا......اس بداعمالی کے ساتھ میں نے جو مانگا آپ نے دیا۔آپ کا کہاں تک شکر ادا کروں......مجھ پر میرے دشمنوں نے خفیہ وعلانیہ حملے کئے مجھے ایذا پہنچانی چاہی لیکن آپ نے مجھے ان سے ان کے حملوں سے بچالیا اور مجھے رسوا نہ ہونے دیا۔آپ نے مجھ گنہگار وعاصی کی اس طرح مدد کی جیسے آپ اپنے اطاعت گذار بندوں کی مدد فرماتے ہیں۔مجھے اس طرح رکھا جیسے اپنے پسندیدہ بندوں کو رکھا کرتے ہیں لیکن اے پروردگار! اس کرم کے ہوتے ہوئے بھی میں گناہوں کا ارتکاب کرتا رہا اور باز نہ آیا......الٰہی! مجھے محض اپنے فضل وکرم سے بخش دیجئے۔

اے اللہ! میں نے کتنی بار توبہ کی ......قسمیں کھائیں......واسطے دئے کہ اب یہ گناہ نہ کروں گا لیکن جب شیطان نے اس گناہ کی طرف دعوت دی ......مجھے میرے نفس نے اس کو مزین کرکے سامنے کیا تو میں نے بے دھڑک اس گناہ کا ارتکاب کیا۔افسوس مجھے لوگوں سے تو حیا آئی لیکن آپ سے کبھی حیا نہ کی کہ ہر وقت دیکھنے اور خبر رکھنے والے ہیں یہ جانتے ہوئے بھی کہ آپ سے کہاں چھپ سکتا ہوں نہ کوئی مکاں ......نہ اندھیرا......نہ کوئی حیلہ وتدبیر آپ سے اوجھل کرسکتا ہے۔ افسوس میری اس جرأت پر کہ جس کام کو آپ نے منع کیا تھا میں نے جان کے بھی مخالفت کی پھر بھی آپ نے پردہ فاش نہ کیا بلکہ اپنے بندوں میں اس طرح شامل رکھا کہ گویا میں بھی آپ کا فرمانبردار بندہ ہوں۔ان گناہوں سے شرمندہ ہوں کہ ان کو سوائے آپ کے اور کوئی نہیں جانتا اگر آپ چاہتے گناہ کرنے کے بعد کوئی نشان چہرے پر لگادیتے لیکن اے اللہ! تو نے نیکوں کا چہرہ بنائے رکھا......لوگوں کی نگاہ میں باعزت رہا لوگ مجھے اپنے نزدیک اچھا ہی سمجھتے رہے ورنہ میں تو جیسا تھا آپ کے علم میں ہے ...... یہ محض آپ ہی کا فضل وکرم تھا۔الٰہی ایسے سب گناہ میرے بخش دیجئے۔

اے اللہ! میں ہر اس گناہ کی معافی چاہتا ہوں جس کی لذت سے میں نے ساری رات کالی کردی......اس کی فکر میں دماغ سوزی کرتا رہا......رات سیاہ کاری میں گذاری اور صبح نیک بن کر باہر آیا حالانکہ میرے دل میں بجائے نیکی کے وہی گناہ کی گندگی بھری رہی۔

اے پرودگار! تیری ناراضگی کا کوئی خوف ہی نہ کیا......میرا کیا حال ہوگا۔الٰہی مجھے اپنی مہربانی سے معاف کردے۔

اے اللہ! میں اس گناہ کی بھی معافی چاہتا ہوں جس کے سبب آپ کے کسی ولی پر ظلم کیا ہوں یا آپ کے کسی دشمن کی مدد کی ہو یا تیری مخالفت میں چل کھڑا ہوا ہوں یا تیرے اوامر ونواہی کے خلاف تگ ودو میں لگا رہا ہوں ایسے سب گناہ معاف فرمادیجئے۔

اے اللہ! اس گناہ سے بھی معافی دے کہ میں نے مسلمانوں میں بغض وعداوت اور منافرت پھیلا دی ہو یا میرے گناہوں کے باعث مسلمانوں پر آفت ومصیبت آگئی ہو یا میرے گناہ کی وجہ سے دشمنان اسلام کو ہنسنے کا موقع ملا ہو یا دوسروں کی میرے گناہ کی وجہ سے پردہ دری ہوئی ہو یا میرے گناہ کے باعث مخلوق پر بارش برسانے سے روک لی گئی ہو۔ الٰہی! میرے سب گناہ بخش دیجئے۔

اے اللہ! آپ کی ہدایت آجانے کے بعد اور دین کی بات کا علم ہوجانے کی بعد بھی میں نے اپنے آپ کو غافل بنائے رکھا۔ آپ نے حکم دیا...... یا منع کیا...... کسی کی رغبت دلائی...... اپنی رضا ومحبت کی طرف بلایا اور اپنے قریب کرنے کیلئے اعمال خیر کی دعوت دی آپ نے سب کچھ انعام کیا لیکن میں نے کوئی پرواہ نہ کی الٰہی میری ہر ایسی خطا کو معاف فرمادے۔

اے اللہ! جس گناہ کو کر کے میں بھول گیا ہوں لیکن آپ کے یہاں وہ لکھا ہوا ہے میں نے اس کو ہلکا سمجھا لیکن نافرمانی کی پھر نافرمانی ہے وہ آپ کے یہاں موجود پاؤں گا۔ میں نے بارہا اعلانیہ گناہ کیا آپ نے چھپالیا ......لوگوں نے دھیان نہ کیا اور ہر ایسا گناہ جس کو آپ نے اس لئے رکھ چھوڑا ہے کہ توبہ کریگا تو معاف کریں گے الٰہی...... میں سچے دل سے توبہ کرتا ہوں مجھے معاف فرمادیجئے اور میری توبہ قبول فرمالیجئے۔

اے اللہ! میں نے ایسے گناہ بھی کئے ہیں میں کرتا رہا اور ڈرتا رہا ہوں کہ اب پکڑا جاؤں گا مگر آپ نے بچائے رکھا...... میں نے گناہ کرنے میں پوری کوشش صرف کردی ......رسوائی کا بھی خیال نہ کیا لیکن آپ نے پردہ پوشی ہی فرمائی۔ الٰہی وہ گناہ بھی میرے معاف کردے۔

اے اللہ! مجھے اس گناہ کی وعید اور سزا معلوم تھی آپ نے اس کے عذاب سے ڈرایا۔ اس کی برائی بیان کی مجھے علم تھا لیکن نفس وشیطان نے اسے ایسا سجایا کہ میں نے آپ کی وعید ودھمکی سے بے اعتنائی برتی اے اللہ! مجھے معاف فرمادے۔

اے اللہ! میں ہر ان گناہوں سے معافی چاہتا ہوں جو آپ کی رحمت سے دور کردیں اور عذاب میں مبتلا کرنے کا ذریعہ ہوں۔ عزت سے محروم کردیں اور برائی کے لائق کردیں۔ آپ کی نعمتوں کے زوال کا سبب ہوں۔

اے اللہ! میں ہر اس گناہ سے معافی چاہتا ہوں جس سے میں نے آپ کی کسی مخلوق کو عار دلائی ہو...... یا آپ کی مخلوق کو فعل قبیح میں مبتلا کردیا ہو اور خود میں بھی اس میں لگ گیا ہوں اور جرأت کے ساتھ کر رہا ہوں۔

اے اللہ! گناہ کرکے توبہ اور توبہ کرنے کے بعد پھر وہی کیا۔ اپنی توبہ کو جانتا رہا اور گناہ کرتا رہا۔ رات کو معافی مانگی دن کو پھر وہیں چلا گیا اور بار بار یہی حال رہا۔ الٰہی! میں اپنے گناہوں کا اقراری ہوں اور آپ کی نعمتوں کا بھی اقرار کرتا ہوں مجھے معاف فرمادے۔

اے اللہ! میں نے آپ سے کوئی وعدہ کیا ہو یا نذر مان کر کوئی عبادت واجب کی ہو یا آپ کی کسی مخلوق سے وعدہ کرکے پھر گیا ہوں یا غرور میں آکر اس کو ذلیل وحقیر سمجھا ہو۔

اے اللہ! اس کی ادائیگی کی توفیق عطا فرما اور مجھے معاف فرمادے۔

اے اللہ! آپ نے نعمت پر نعمت عطا کی اس سے قوت آئی لیکن آپ کی دی ہوئی قوت کو میں نے آپ ہی کی نافرمانی میں خرچ کیا، کتنا برا کیا...... آپ نے تو کھلایا پلایا اور میں نے آپ ہی کی مخالفت کی آپ کو ناراض کر کے مخلوق کو راضی کیا...... نادم ہوں برا کیا...... اے اللہ! مجھے معاف فرمادے۔

اے اللہ! کتنی بار ایسا ہوا کہ میں نیکی کے ارادے سے چلا مگر راستے ہی میں گناہ کی طرف چلا گیا اور جہاں تیرا غضب نازل ہوتا وہاں نفس کو راضی کیا اور آپ کی ناراضگی کی پرواہ نہ کی۔ میں آپ کی غضب نازل ہوتا وہاں نفس کو راضی کیا اور آپ کی ناراضگی کی پرواہ نہ کی۔ میں آپ کے غضب وعذاب کو بھی جانتا تھا مگر شہوت نے ایسا حجاب ڈال دیا یا کسی دوست نے اسیا ورغلایا کہ گناہ ہی اچھا معلوم ہوا۔ الٰہی! یہ سب کرتوت کر کے آیا ہوں اور اس امید میں آیا ہوں کہ آپ ضرور سب گناہ معاف فرمادیں گے۔ اب اس امیدوار کو ناامید نہ فرمانا ...... میرے سب گناہ معاف فرمادیجئے۔

اے اللہ! میرے گناہوں کو آپ مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں ...... میں تو کر کے بھول بھی گیا ہوں مگر آپ کے علم میں سب ہیں۔ کل بروز قیامت آپ مجھ سے سوال کریں گے...... سوائے اقرار کرنے کے اور کیا جواب دوں گا۔ اے اللہ! مواخذہ نہ فرمانا آج ہی وہ سب گناہ معاف فرمادیجئے۔

ش: بہت سے گناہ اس طرح کئے ہیں کہ میں جانتا تھا کہ آپ کے سامنے ہوں مگر خیال کیا توبہ کرلوں گا۔ معافی چاہ لوں گا۔ الہ العالمین! گناہ کرلیا اور نفس وشیطان نے توبہ واستغفار سے باز رکھا...... گناہ پر گناہ کرتا چلا جاتا رہا۔ الٰہی! میری

اس جرائت پر نظر نہ فرمانا...... اپنی شان کریمی کے صدقے مجھے معاف فرمادے میں توبہ کرتا ہوں...... معافی چاہتا ہوں۔

اے اللہ! مجھے معاف کردے۔ آپ کے سوا اور کون معاف کرنیوالا ہے۔

اے اللہ! ایسا بھی ہوا کہ گناہ کر کے میں نے آپ سے حسن ظن رکھا کہ آپ عذاب نہ دیں گے...... آپ معاف کردیں اس وقت میرے نفس نے یہی پٹی پڑھائی کہ اللہ کا کرم ورحمت تو بہت وسیع ہے اور آپ پردہ ڈالتے رہے بس میں سمجھا کہ جب وہ پردہ پوشی فرمارہے تھے تو عذاب بھی نہ دیں گے۔ بس اسی خیال میں آکر بہت سے گناہ کرلئے۔ اے اللہ مجھے معاف فرمادے۔

اے اللہ! ان گناہوں کی بھی معافی چاہتا ہوں جن کی وجہ سے دعا کے قبول ہونے سے محروم ہوگیا...... روزی کی برکت اور خیر نہ رہی ان گناہوں کو بھی معاف فرمادے۔

اے اللہ! جن گناہوں کے سبب لاغری آتی ہے اور نقاہت چھاجاتی ہے بروز قیامت حسرت وندامت ہوگی ان گناہوں کو بھی معاف فرمادے۔

اے اللہ! جس گناہ کی میں نے تعریف کی ہو یا کینہ کی طرح دل میں چھپایا ہو یا دل میں عزم مصمم کرلیا ہو کہ یہ گناہ کروں گا یا زبان سے اظہار بھی کردیا ہو یا وہ گناہ جو میں نے اپنے قلم سے لکھا ہو یا اعضاء سے اس کا ارتکاب کرلیا ہو یا اپنے ساتھ دوسروں کو بھی اس گناہ کے کرنے پر آمادہ کیا ہو ایسے سب گناہوں کو معاف فرمادیجئے۔

اے اللہ! میں نے گناہ رات کو بھی کئے لیکن آپ نے اپنے حلم سے پردہ پوشی فرمائی کہ کسی مخلوق کو اس کا علم نہ ہونے دیا...... میں نے آپ کی اس ستاری فرمانے کا کچھ خیال

نہ کیا۔ میرے نفس نے اس گناہ کو پھر مزین کر کے پیش کیا اور گناہ کو گناہ سمجھتے ہوئے پھر کر گذرا میں بار بار ایسا ہی کرتا رہا۔ الہ العالمین میرے اس حال کو خوب جانتے ہیں آئندہ ایسا نہ کروں گا آپ سے توفیق مانگتا ہوں میں توبہ کرتا ہوں معافی چاہتا ہوں۔ الٰہی معاف فرما دیجئے۔

اے اللہ! بہت سے گناہ بڑے تھے لیکن میں نے ان کو چھوٹا سمجھا اور محض اس خیال سے کہ کرلو...... دیکھا جائے گا میں کر گذرا...... اب آئندہ ایسا نہ کروں گا آپ بچنے کی توفیق دے دینا اب میں معافی چاہتا ہوں ایسے سب گناہ بخش دیجئے۔

اے اللہ! میں نے آپ کی کسی مخلوق کو گمراہ کیا ہو...... اس کو گناہ کی بات بتائی ہو ...... اکسایا ہو...... اپنے آپ کو بچانے کی خاطر اس کو گناہ میں پھنسا دیا ہو یا میرے نفس نے گناہ کو ایسا سجا دیا ہو کہ مجھے دیکھ کر دوسرا اس گناہ میں مبتلا ہو گیا ہو اور جان بوجھ کر گناہ کرتا رہا۔ الہ العالمین! سب گناہوں کو معاف کر دیجئے۔

اے اللہ! میں نے امانت میں خیانت کی ہو...... خیانت مال کی ہو یا زبان کی ہو اور نفس نے اس کو مزین کر دیا اور میں اس میں مبتلا ہو گیا یا شہوانی خیانت کر لی ہو یا کسی کو گناہ کرنے میں امداد دی ہو یا کسی بھی طریقہ سے اس کو گناہ کرنے پر قوت پہنچائی ہو یا اس کا ساتھ دیا ہو...... کبھی کوئی نصیحت کرنے والا آیا میں نے اس کو برا بھلا کہا ہو...... کسی قسم کی اس کو ایذا دی ہو یا تکلیف پہنچائی ہو یا کسی حیلہ کے ذریعہ اس کو ناحق ستایا ہو اے اللہ! میں معافی چاہتا ہوں مجھے معاف فرما دیں۔

اے اللہ! میں آپ سے گناہ کی معافی چاہتا ہوں جس کی وجہ سے آپ کے غضب کے قریب ہو گیا ہوں یا کسی مخلوق کو گناہ کی طرف لے گیا یا ایسی خواہش دلائی ہو کہ وہ اطاعت وعبادت سے دور ہو گیا ہو۔

اے اللہ! میں نے عجب کیا ہو...... ریاکاری کی ہو...... کوئی آخرت کا عمل شہوت کی نیت سے کیا ہو... کینہ.. حسد.. تکبر.. اسراف... کذب... غیبت... خیانت... چوری... اپنے اوپر اترانا... دوسرے کو ذلیل کرنا یا اس کو حقیر سمجھ کر یا حمیت وعصبیت میں آ کر بے جا سخاوت... ظلم لہو ولعب... چغلی یا اور کوئی گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہو جس کے سبب میں ہلاکت میں آ گیا ہوں... الٰہی مجھے معاف فرما دے۔

اے اللہ! غیر اللہ سے عقلی طور پر ڈر گیا ہوں... تیرے کسی ولی سے دشمنی کی ہو الٰہی تیرے دشمنوں سے دوستی کی ہو اور تیرے دوستوں کو رسوا کیا ہو یا تیرے غضب میں آ جانے کا کام کیا ہو تو الٰہی! مجھے معاف فرما دے... میری توبہ ہے۔

اے اللہ! وہ گناہ جو آپ کے علم میں موجود ہیں اور میں بھول گیا ہوں ان سب گناہوں کی معافی چاہتا ہوں۔

اے اللہ! کوئی گناہ کیا اور اس سے توبہ کی لیکن جرأت کر کے پھر اس توبہ کی پرواہ نہ کی ہو یکے بعد دیگر گناہ کرتا چلا گیا۔ الٰہی ان تمام گناہوں سے پناہ دے دے اور مجھے بخش دے۔

اے اللہ! جس گناہ کے کرنے سے عذاب کے قریب ہو گیا ہوں اور آپ سے محروم ہو گیا ہوں یا تیری رحمت سے وہ گناہ حجاب میں ہو گیا ہو یا اس کی وجہ سے تیری کسی نعمت سے محروم ہو گیا ہوں۔ ان تمام گناہوں کی معافی چاہتا ہوں۔

اے اللہ! میں نے آپ کے مقید حکم کو مطلق کر دیا ہو یا مطلق حکم کو مقید کر دیا ہو اور میں اس کی وجہ سے خیر سے محروم کر دیا گیا ہوں اے اللہ! اسکو معاف فرما دے۔

اے اللہ! جو گناہ آپ کے عافیت دینے کے باوجود عافیت میں دھوکہ کھا کر کر لیا ہو یا تیری نعمت کو غلط ناجائز استعمال کیا ہو یا آپ کے رزق کی بے وقعتی کی وجہ سے

گناہوں میں مبتلا ہوگیا ہوں یا عمل تیری رضا کے لئے کر رہا تھا لیکن نفس کی شہوت کے غلبہ سے وہ کام تیری رضا سے نکل گیا ہو اس کی معافی دے دے۔

اے اللہ! کوئی گناہ تھا میں نے رخصت سمجھ کر کرلیا...... جو حرام تھا اس کو حلال سمجھ کر کرلیا ہو تو آج اسے بھی معاف فرمادیجئے۔

اے اللہ! بہت سے گناہ آپ کی مخلوق سے چھپا کر کر لئے لیکن آپ سے کہاں چھپا سکتا تھا۔ الٰہی! میں اپنا عذر پیش کرتا ہوں اور آپ سے معافی چاہتا ہوں معافی چاہنے کے بعد بھی گناہ ہو جائے تو اس کی بھی معافی چاہتا ہوں مجھے بخش دیجئے۔

اے اللہ! جس گناہ کی طرف میرے پیر چلے ہوں...... میرے ہاتھ بڑے ہوں...... میری نگاہوں نے ایسا ویسا دیکھا ہو...... زبان سے گناہ ہوئے ہوں...... آپ کا رزق بے جا برباد کردیا ہو لیکن آپ نے باوجود اس کے اپنا رزق مجھ سے نہیں روکا اور عطا کیا۔ میں نے پھر اس عطا کو تیری نافرمانی میں لگایا اس کے باوجود میں نے زیادہ رزق مانگا...... آپ نے زیادہ دیا...... میں نے گناہ علی الاعلان کیا لیکن آپ نے رسوا نہ ہونے دیا۔ میں گناہ پر اصرار کرتا رہا آپ برابر حلم فرماتے رہے۔ پس اے اکرم الاکرمین! میرے سب گناہ معاف فرمادیجئے۔

اے اللہ! جس گناہ کے صغیرہ ہونے سے عذاب آئے...... جس گناہ کے کبیرہ ہونے سے عذاب زیادہ ہو جائے اور ان کے وبال میں ابتلا ہو جائے اور ان پر اصرار کرنے سے نعمت زائل ہو جائے ایسے سب گناہ میرے معاف کردیجئے۔

اے اللہ! جس گناہ کو صرف آپ نے دیکھا آپ کے سوا کسی نے نہ دیکھا اور سوائے آپ کے عفو نجات کا کوئی ذریعہ نہیں انہیں بھی آپ معاف فرمادیجئے۔

اے اللہ! جس گناہ سے نعمت زائل ہو جائے...... پردہ دری ہو جائے......

مصیبت آجائے...... بیماری لگ جائے...... درد ہو جائے یا وہ کل کو عذاب لائے ان گناہوں کو بھی معاف فرمادیجئے۔

اے اللہ! جس گناہ کی وجہ سے نیکی زائل ہوگئی...... گناہ پر گناہ بڑھے...... تکالیف اتریں اور تیرے غضب کا باعث ہوں ان سب گناہوں کو معاف فرمادے۔

اے اللہ! گناہ تو صرف آپ ہی معاف کرسکتے ہیں۔ آپ نے بہت سے گناہ اپنے علم میں چھپالئے ہیں آپ ان کو معاف کردیجئے۔

اے اللہ! میں نے تیری مخلوق پر کسی قسم کا ظلم کیا یا تیرے دوستوں کے خلاف چلا۔ تیرے دشمنوں کی امداد کی ہو...... اہل اطاعت کے مخالف...... اہل معصیت سے جاملا...... ان کا ساتھ دیا ہو...... الٰہی! ان گناہوں کو بھی معاف فرمادے۔

اے اللہ! جس گناہوں کے باعث ذلت وخواری میں آگیا ہوں یا تیری رحمت ہی سے ناامید ہوگیا ہوں یا طاعت کی طرف آنے سے گریز کرتا رہا...... اپنے گناہ کو بڑا سمجھ کر...... ناامیدی پیدا کرلی ہو اسے معاف فرمادیجئے۔

اے اللہ! بعض گناہ ایسے بھی کئے ہیں کہ میں جانتا تھا کہ یہ گناہ کی بات ہے اور آپ میرے حال کو جانتے ہیں لیکن گناہ کو ہلکا خیال کیا اور تیری پکڑ کا خیال نہ کیا...... اپنی رو میں کر گذرا...... الٰہی! ان کو بھی معاف فرمادیجئے۔

اے اللہ! دن کی روشنی میں تیرے بندوں سے چھپ کر گناہ کیا اور رات کے اندھیرے میں تیرا حکم توڑا یہ صرف میری نادانی ہی تھی کیونکہ میں یہ جانتا ہوں کہ آپ کے نزدیک ہر پوشیدہ ظاہر ہے۔ آپ جو چاہیں کرسکتے ہیں آپ کے یہاں سوائے آپ کی رحمت کے نہ مال کام آئے گا نہ اولاد کام آئے گی۔ اے اللہ! مجھے قلب سلیم عطا فرما اور مجھے معاف فرما۔

اے اللہ ! ان گناہوں سے جن کی وجہ سے تیرے بندوں میں ناپسندیدہ ہو جاؤں اور تیرے دوست نفرت کرنے لگیں اور تیرے اہل طاعت کو وحشت ہونے لگے ایسے گناہوں کا ارتکاب کرلیا ہوتو آپ معاف فرمادیجئے اوران حالات سے پناہ میں رکھئے۔

اے اللہ ! جو گناہ کفر تک پہنچائے ......تنگی اور محتاجی لائے تنگی وسختی کا سبب ہوجائے...... خیر سے دور کردے ...... پردہ دری کا سب بن جائے ......فراخی کو روک لے......اگر کرلئے ہوں تو معاف فرما ورنہ محفوظ رکھ یا الہ العالمین !

اے اللہ ! جو گناہ عمر کو خراب کریں امید سے ناامید کردیں نیک اعمال کو برباد کردیں الٰہی ایسے گناہوں سے بچاکر رکھنا اگر کرلئے ہوں تو معاف فرما۔

اے اللہ ! آپ نے قلب کو پاک کیا......میں نے گناہوں سے ناپاک کرلیا...... آپ نے پردہ رکھا میں نے خود اس کو چاک کردیا اپنے برے اخلاق کو مزین کیا اور نیک بنا رہا ایسے گناہ بھی معاف فرمادے۔

وہ گناہ جن کے ارتکاب سے آپ کے وعدوں سے محروم ہوجاؤں اور آپ کے غصہ وعذاب میں آجاؤں ۔الٰہی مجھ پر رحمت رکھنا اور ایسے سب گناہ معاف فرمادیں۔

اے اللہ! ایسے گناہوں سے معافی چاہتا ہوں جس کی وجہ سے آپ کے ذکر سے غافل رہا ہوں اور آپ کی وعیدوں اور ڈرانے کی آیات سے لاپرواہ ہوگیا اور سرکشی کرتا رہا الٰہی ! معاف فرمادے۔

اے اللہ! تکالیف میں مبتلا ہوکر کبھی میں نے شرک کرلیا ہو یا آپ کی شان میں گستاخی کرلی ہو۔آپ کے بندوں سے آپ کی شکایت کی ہو بجائے آپ کے در پر آنے کے

بندوں پر حاجت اتاری ہو یا آپ کے مخلوق کے سامنے اس طرح مسکینی کا اظہار کیا ہو یا چاپلوسی کی ہو کہ جیسے حاجت روائی اسی کے قبضے میں ہے۔الہ العالمین ایسے گناہوں کی بھی معافی عطا فرمایا۔

اے اللہ! ان معاصی کی مغفرت کا طلبگار رہوں کہ بوقت معصیت تیرے سوا کسی دوسرے کو پکارا ہو اور غیر اللہ سے امداد کی دعا کی ہو۔

اے اللہ! تیری عبادت میں جانی ومالی گناہ کا اختلاط کرلیا یا مال کی طمع میں شریعت کا خیال نہ کیا ہو یا کسی مخلوق کی اطاعت کی اور تیری نافرمانی کی......تیرے حکم کو ٹالا اور اس کے برخلاف مخلوق کو سراہا ہو۔محض دنیا کی خاطر ناجائز منت وسماجت کی ہو حالانکہ میں جانتا بھی ہوں کہ آپ کے سوا کوئی حاجت پورا کرنے والا نہیں۔الٰہی! ان گناہوں کو بھی معاف فرمادے۔

اے اللہ ! گناہ تو بڑا تھا مگر نفس نے معمولی سمجھا اور اس کے کرتے ہوئے نہ ڈرا نہ رکا۔الٰہی! ان کو بھی معافی دیدے۔

اے اللہ! آخری سانس تک جتنے گناہ ہوچکے ہونگے سب بخش دیجئے۔اول بھی ......آخر کے بھی......بھولے سے کئے یا جان بوجھ کے کئے......خطا ہوگئے......قلیل وکثیر ......صغیرہ وکبیرہ...... باریک موٹے پرانے اور نئے ...... پوشیدہ وظاہر الہ العالمین! ان سب گناہوں کو بخش دیجئے۔

اے اللہ! جتنے حقوق تیری مخلوق کے مجھ پر ہیں میں ان کے عوض مرہون ہوں ۔ الٰہی! ان سب کو میری طرف سے ان کے حقوق ادا کردیجئے بلکہ ان کے حقوق سے اوران کو زیادہ دیدیجئے اور مجھے ان سے معاف کرادیجئے۔میرے تمام ہر قسم کے اہل حقوق کو بخش دیجئے۔ان کو دوزخ سے بچاکر جنت الفردوس عطا فرمایئے۔اے

اللہ! اگرچہ حقوق بہت ہیں مگر آپ کے پردۂ عفو میں کچھ بھی نہیں مجھے سبکدوش فرما کر عفوو عافیت اور معافات کے ساتھ دنیا سے اٹھائیے۔

اے اللہ! کسی آپ کے بندے یا بندی کا مال ناحق لیا ہو...... کسی کی آبرو خراب کردی ہو...... اس کے جسم کے کسی حصہ پر مارا ہو۔ اس پر ظلم کیا ہو...... انہوں نے مطالبہ حق کیا لیکن میں نے طاقت نہ ہونے کی وجہ سے نہ دیا ہو یا لاپرواہی برتی ہو ان سے بھی معاف نہ کراسکا ہوں آپ کے سب اختیار میں ہے میری معافی فرمادیجئے۔

اے اللہ! جتنے میرے گناہ آپ کے علم میں ہیں۔ سب معاف فرمادیجئے۔

اے اللہ! آپ کا وعدہ ہے کہ اگر کوئی بندہ اتنے کہ زمین وآسمان بھر جائے گناہ لے کر بھی آئے تو میں اتنی مغفرت لے کر چلتا ہوں اور اسے معاف کردیتا ہوں...... الٰہی مجھے بھی معاف فرمادیجئے۔

جب بندہ تین مرتبہ رب اغفرلی کہتا ہے تو آپ فرماتے ہیں اے بندے! میں نے معاف کیا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں الہ العالمین! میں تین مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

رب اغفرلی ...... رب اغفرلی ...... رب اغفرلی

اے اللہ! کل حساب کے وقت مجھ سے حساب نہ لینا بلا حساب جن بندوں کو آپ جنت میں بھیجیں گے مجھے بھی معاف فرما کران کے ساتھ کردینا۔

اے اللہ! استغفر و اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیو م واتوب الیہ کہتا ہوں اور میری دعا یہ ہے کہ ہر آن ہر حرکت وسکون پر ابدالآباد تک میرے نامۂ اعمال میں لکھے جانے کا حکم دیدیں کہ ہر وقت میری معافی ہوتی رہے اور میرے نامۂ اعمال میں اتنے استغفار کثرت سے ہوجائیں تا کہ اس دن مجھے خوشی حاصل ہو۔

اے اللہ! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ ستر بار استغفار فرماتے تھے میں نے بھی یہ وعدہ پورا کیا ہے ...... اے اللہ! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل وواسطہ سے میری مغفرت فرمادے۔ آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

اللھم صلی علی سیدنا ومولانا محمد وعلی الہ واصحابہ صلوۃ دائمۃ بدا مک باقیہ ببقائک لا منتھی لھا ودون علمک صلوۃ ترضک وترضیہ وترضی بھا عنا یارب العالمین والحمد للہ علی ذلک .

بحمد اللہ تعالیٰ ''انوار السالکین'' بطفیل سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تکمیل کو پہونچی۔

وصلی اللہ علیہ تعالی علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین والحمدللہ رب العالمین.

خاکپائے آستانۂ حضرت حاذق الامتؒ

محمد ادریس حبان رحیمی
نمبر 248، رحیمی شفاخانہ 6/رواں کراس، گنگونڈنہلی مین روڈ لائر پالیہ نائنڈہلی
پوسٹ میسور روڈ بنگلور۔ 39 کرناٹک
فون:080-2339736 / 9845006440
9341640585 / 934312908

مآخذ و مراجع

قرآن مجید		
تفسیر ابن کثیر	:	حافظ عماد الدین ابوالفداء ابن کثیرؒ
معارف القرآن	:	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع احمد صاحب
تفسیر عثمانی	:	شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ
صحیح بخاری شریف	:	ابوعبداللہ محمد ابن اسماعیل الجعفی بخاری
صحیح مسلم شریف	:	ابوالحسین امام مسلم بن حجاج القشیری
مسند احمد	:	امام ابوعبداللہ احمد بن محمد الشیبانی المروزی
ابن ماجہ	:	ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینیؒ
ابوداؤد	:	ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی
طبرانی	:	
مستدرک حاکم	:	محمد بن عبداللہ نیشاپوری
ابن حبان	:	
ترمذی شریف	:	ابوعیسی محمد بن عیسی بن شورہ الترمذی
کیمیائے سعادت	:	امام غزالیؒ
الاسماء والصفات	:	امام بیہقی ابن عساکرؒ
فرشتوں کے عجیب حالات	:	امام جلال الدین سیوطیؒ

انوار الازکیاء	:	فریدالدین عطارؒ
مرقاۃ	:	ملا علی قاریؒ
طبری، جلد ۲	:	علامہ ابوجعفر محمد بن جریر طبریؒ
النہایہ فی الفتن والملاحم	:	حافظ ابن کثیرؒ
غنیۃ الطالبین	:	شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
عوارف المعارف	:	شیخ شہاب الدین سہروردیؒ
نزہۃ المجالس موسوم بہ خیر المجالس	:	علامہ عبدالرحمٰن صفویؒ
تذکرۃ الاولیاء	:	فریدالدین عطارؒ
تذکرۃ الرشید	:	مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ
اشرف السوانح	:	خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ
کلیاتِ اقبالؒ	:	علامہ اقبالؒ
شریعت وتصوف	:	حضرت مسیح الامتؒ
خطباتِ غوثیہ	:	شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
قوت القلوب	:	شیخ ابوطالب مکیؒ
سوانح حضرت رائے پوریؒ	:	حضرت مولانا علی میاں ندویؒ
ضیاء القلوب	:	حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ
افاداتِ زکیہ	:	مولانا الطاف عزیز مظاہری
خطباتِ حکیم الاسلام	:	حضرت مولانا قاری طیب صاحبؒ
ارواحِ ثلاثہ	:	
الطافِ زکیہ	:	ملفوظاتِ حضرت حاذق الامتؒ
اکابر کا سلوک واحسان	:	مولانا محمد اقبال ہوشیارپوری

خطباتِ طیب :
سکونِ قلب : مولانا انیس الرحمٰن قاسمی
کمالاتِ اشرفیہ :
الاضافات الیومیہ :
مظاہر الاعمال :
طریق النجات :
خیر الحیات والممات :
مقالاتِ حکمت، ملحقہ دعوات عبدیات، جلد۲:
حکیم الامتؒ کے جواہر پارے:
انتساب یا احتساب : مولانا الطاف عزیز
خطباتِ اصلاحی : مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
یہ تیرے پراسر بندے : طالب ہاشمی
معارف الاکابر : مولانا اقبال ہوشیار پوری
خطباتِ ذوالفقار : پیر ذوالفقار علی نقشبندیؒ
باادب بانصیب : پیر ذوالفقار علی نقشبندیؒ
ماہنامہ الحسنات : رام پور، یوپی
ماہنامہ شمش الاسلام : سرگودھا، پاکستان
ماہنامہ بساطِ ذکر وفکر : نظام آباد، اے، پی
مانامہ محدثِ عصر : دیوبند، یوپی

اقتباسات

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
محی السنۃ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحبؒ
حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دیوبندیؒ
مفسر قرآن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع احمد صاحبؒ کراچی
عارف باللہ حاذق الامت حضرت مولانا حکیم زکی الدین صاحب پرنامبٹیؒ
حامی سنت حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئیؒ
بقیۃ السلف حضرت مولانا شاہ حافظ عبدالستار صاحب نانکویؒ
شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ، کراچی
عزیز الامت حضرت مولانا الطافت عزیز صاحب مدظلہ، سہارنپور
چترویدی حضرت مولانا شمس نوید عثمانیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری

تقریظ

حضرت مولانا نسیم اختر شاہ قیصر صاحب، استاذ دارالعلوم وقف دیوبند

حبیب الامت حضرت مولانا محمد ادریس حبان رحیمی مدیر دارالعلوم محمدیہ بنگلور خلیفۂ مجاز حضرت حاذق الامت اپنی صلاحیت اور فکر ونظر کی وسعتوں کے اعتبار سے معتبر لوگوں میں شمار کئے جاتے ہیں اللہ رب العزت نے انہیں دیگر علمی صلاحیتوں کے ساتھ تحریر کا ایک خصوصی اسلوب اور جذبہ عطا کیا ہے دینی تڑپ اور ملی ہمدردی ان کے جسم میں لہو بن کر دوڑ رہی ہے۔ حضرت والا کی جتنی بھی نگارشات اس وقت تک منظر عام پر آئی ہیں ان عناصر کا ان پر غلبہ ہے۔

ان کی زبان سلجھی ہوئی تحریر سلیس اور ادا و بیان کی دلکشی دلوں دماغ کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتی لکھتے ہیں اور خوب لکھتے ہیں زیر نظر کتاب بھی ان کی علمی ہماگیری اور شائستہ ذوق کی آئینہ دار ہے خداوند عالم ان کے اس تازہ قلمی وارد کو اپنے یہاں اور بندوں کے درمیان مقبولیت عام عطا فرمائیں۔ آمین!

میں حضرت مولانا محمد ادریس حبان رحیمی صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں کہ وہ لکھنے کا حق ہی ادا نہیں کر رہے ہیں بلکہ اپنی انفرادیت کے چراغ بھی ہر صورت میں روشن کئے ہوئے ہیں دعا ہے کہ پچھلی کتابوں کی طرح یہ کتاب بھی مقبولیت حاصل کرے اور حضرت کی تحریروں سے علمی دینی ادبی چمن اس طرح مہکتا رہے۔ اللہ انہیں اور اس راقم کو بھی نیز سارے قارئین کو اچھی اچھی باتیں سمجھائے، اچھوں کی اچھی اچھی باتوں کی پیروی پر جمائے اور گفتار سے زیادہ کردار کا غازی بنائے۔ وَهُوَ وَحْدَهٗ وَلِيُّ التَّوْفِيْقِ لِكُلِّ خَيْرٍ اور وہی کارِ خیر کی توفیق دیا کرتا ہے۔

نسیم اختر شاہ قیصر صاحب

استاذ دارالعلوم وقف دیوبند، ۱۷/اپریل بروز جمعہ

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا

ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ

کی مزید تالیــــــــفات

1 خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت (اول دوم)
2 انوارِ طریقت
3 امت کے روشن چراغ (اول دوم سوم)
4 عورت پر اسلام کی مہربانیاں
5 اسلام میں عورت کی عظمت
6 مفتاح الصلوٰۃ
7 زیاراتِ حرمین شریفین
8 طالبات تقریر کیسے کریں (اول تا دہم)
9 خواتین کے لئے منتخب تقاریر
10 تصوف اور سلوک کی حقیقت
11 عملی زندگی
12 مجالس حبیب الامت
13 خطباتِ رحیمی (اول تا دہم)
14 سفرنامہ جنوبی ہند تا جنوبی افریقہ
15 فضائل اعمال کی فضیلت و اہمیت
16 دعوتِ فکر و عمل
17 کنز العارفین
18 اعمال سالکین خصائل عارفین
19 ایمان اور اعمالِ حسنہ
20 انوارالسالکین
21 انجمن دیندار مسلمان نہیں
22 تفسیری خطباتِ حبان (جلد اول)
23 اسرارِ طریقت
24 قرآن و سنت کی روشنی میں تصوف کی حقیقت
25 گناہوں کے انبار (اول دوم)
26 فیضانِ گنگوہیؒ
27 افاداتِ حکیم الامتؒ
28 رمضان المبارک کے فضائل و مسائل (اول دوم)
29 خواتین کے لئے اصلاحی تقاریر
30 مستورات کے لئے انقلابی تقاریر
31 اہل معرفت کی راہیں
32 ملفوظاتِ حبیب الامت
33 خطباتِ رمضان المبارک (اول تا چہارم)
34 خطباتِ حبان برائے دختران اسلام (اول تا دہم)
35 بیاضِ حبان (طب)
36 کلیدِ شفاء (طب)
37 بحر طب سے چند موتی (طب)
38 صحت مند زندگی کے راز (طب)
39 کینسر کا مجرب علاج (طب)
40 ترکاریوں سے علاج (طب)
41 شگر کا کامیاب علاج (طب)